ترک موالات

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونگاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

المحجۃ المؤتمنہ فی ایۃ الممتحنہ

از افادات

مجدد مائۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ اعلیحضرت جناب محمد احمد رضا خاں قدس سرہٗ

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲ ر ڈونٹاڈا اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹
فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶_۰۲۲

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۷۵

نام کتاب _____

مصنف _____ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سن اشاعت _____ سنہ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت _____ رضا آفسٹ بمبئی ۳


بسم الله الرحمن الرحيم

درود شریف

صلی اللہ علی النبی الامی

وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلوٰۃ وسلاما علیک

یارسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ چند

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمدللہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولینا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیِ اعظم
محمد سعید نوری
بانی و سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجری

فہرست

مدارس کے اقسام اور اخذ امداد کے احکام ۹۲

لیڈر امداد چھڑاتے ہیں اور مخرب دین تعلیمیں نہیں چھوڑتے ۹۳

لیڈر نصاریٰ کی ادھوری غلامی چھڑاتے اور مشرکین کی پوری غلامی مناتے ہیں ۹۴

موالات ہر کافر سے حرام ہے ۹۵

موالات صوریہ کے احکام ۹۵

مجرد معاملات کا حکم ۹۶

احکام الٰہیہ میں لیڈروں کی طرح طرح کی کھینچ تان بلکہ کایا پلٹ ۹۶

تعلیم کے لیے امداد لینا اور لیڈران کی دینی حالت کہ اسلام اُن کو نہ جب مدِ نظر تھا نہ اب ہے ۹۷

نسوانیت کی بحث ۹۸

آیۂ ممتحنہ کا روشن بیان ۹۹

آیۂ ممتحنہ میں ائمۂ حنفیہ کا مسلک ۹۹

آیت میں نسخ کے اقوال ۱۰۴

یہاں مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں جو اُس کی طرف بلاتے ہیں مسلمانوں کے بدخواہ ہیں ۱۰۹

خود قرآنِ عظیم سے اس آیت کی منسوخی کا ثبوت اگر ہر غیر محارب کو عام مانی جائے ۱۱۰

سب کافروں سے قتال وغلظت کا حکم ہے اگرچہ محارب بالفعل نہ ہوں محارب بالفعل کی تخصیص منسوخ ہوگئی۔ ۱۱۱

تمام مشرکینِ ہند محارب بالفعل ہیں اور محارب بالفعل کے معنی کی تحقیق ۱۱۷

یہاں کے کسی کافر فقیر کو بھیک دینا بھی جائز نہیں ۱۲۲

یہ عبارات ائمہ لیڈروں پر سخت اشد ہیں ۱۲۸

تحقیق مصنف موالات کی تقسیم اور اُس کے احکام کا بیان ۱۲۹

میل طبعی کا حکم ۱۳۰

موالات صوریہ کے احکام ۱۳۱

مدارات کا بیان ۱۳۲

حربی غیر معاہد سے موالات کی خالی صورت بھی حرام ہے ۱۳۳

آیۂ ممتحنہ میں برو موالات سے کیا مراد ۱۳۴

معنی اقساط کی تحقیق ۱۳۴

لیڈروں نے خاص مقاتلین بالفعل سے وداد منایا پھر کریمہ ممتحنہ کا نام لینا کتنی بے ایمانی ہے ۱۳۶

للہ انصاف آیت میں رخصت تھی تو کاہے کی اور انھوں نے کیا ظلم ڈھائے ۱۳۸

لیڈران سے ضروری سوال ۱۴۱

ترکِ موالات میں لیڈران کی افراط و تفریط ۱۴۱

انگریزوں کو خوش کرنے کے بہتانی الزام کا ردّ ۱۴۲

مشرکین سے معاہدہ کا بیان اور لیڈروں کا بلیغ ردّ ۱۴۴

مشرکوں سے اتحاد ۱۴۵

لیڈران کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خلافِ خدا حکم فرما سکتے ہیں ۱۴۵

لیڈران کے نزدیک دشمنانِ خدا سے اتحاد میں خدا کی محبت ہے ۱۴۶

مشرکوں سے معاہدہ لیڈران کے اصل اغراض ۱۵۱

مشرکوں کا برادر بننا حرام ہے ۱۵۱

کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں ۱۵۲

کافروں کا حلیف بننا حرام ہے ۱۵۲

اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے اماکن مقدسہ اور ترکوں کا نام ٹٹی ہے ۱۵۵

مشرکوں سے استعانت کی بحث جلیل ۱۵۵

استعانت مشرکین کے حرام ہونے پر آیات قرآنیہ ۱۵۵

ضرور ملاحظہ ہو کہ لیڈران نے اس آیۂ کریمہ کے ایک ایک جملہ کو کیسا کیسا ردّ کیا کس کس طرح جھٹلایا۔ ۱۵۶

استعانت بمشرکین کی تحریم پر صحیح حدیثیں ۱۶۲

بعض روایات کہ استعانت میں پیش کی جاتی ہیں اُن کا حال ۱۶۶

یہود سے استعانت کے پانچ جواب ۱۶۹

صفوان بن امیہ سے استعانت کے روشن جواب ۱۷۰

استعانت جائز ہے تو صرف ذمی سے ہے حربی سے مطلقاً حرام ہے ۱۷۲

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہمارے امام اعظم وجملہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک ذمی میں بھی خاص
کتابی سے استعانت جائز ہے مشرک سے مطلقاً حرام ہے۔ ۱۷۳

مصنف کی طرف سے تحقیق مقام اور استعانت کے اقسام اور اُن کے احکام ۱۷۵

کافر کو کتا بنا کر استعانت جائز ہے جب وہ ہمارے ہاتھ میں کتے کی طرح مسخر ہو ۱۷۶

ذلیل وقلیل کافروں سے استعانت کی اجازت ہوگی نہ کہ انبوہِ کثیر سے ۱۷۷

استخدام کی چار صورتیں اور ان کے احکام ۱۷۷

کافر کو رازدار بنانا مطلقاً حرام ۱۷۷

کافر کو محرری پر نوکر رکھنے کی ممانعت ہے ۱۷۸

کافر کی تعظیم یا اُسے کوئی ایسی نوکری دینا جس میں اس کی تعظیم نکلے حرام ہے ۱۸۰

بے تعظیمی کے ساتھ بھی کافر سے استعانت صرف وقت حاجت جائز ہے ۱۸۱

کافر سے صرف اس صورت کی استعانت جائز ہے ۱۸۱

دربارہ استعانت احکام شریعت تو یہ تھے اب دیکھیے کہ لیڈروں نے انھیں کیسا کیسا بدلا ۱۸۳

خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف داخل کرنے کا رد ۱۸۵

دربارہ استعانت جو فتوای شاہجہانپور لیڈران نے شائع کیا اُس میں خود اُن کی موت ہے
مگر لیڈران کو نہیں سوجھتی۔ ۱۸۶

مغنیوں کو ہدایت ۱۸۸

مساجد میں مشرک کے لے جانے کا رد ۱۸۸

لیڈران کی بہی خواہی اسلام ۱۹۳

Scanned with OKEN Scanner

لیڈران کی اسلامی غیرت ۱۹۳
لیڈران محض اخوا کے لیے مسئلہ دخول مساجد کا نام لیتے ہیں اُنھوں نے جو کیا بالاجماع حرام قطعی ہے۔ ۱۹۳
بدایونی لیڈر بننے والے اپنے حق میں احکام ائمۂ کرام دیکھیں ۱۹۴
دربارۂ مساجد لیڈران کا پیش کردہ شاہجہانپوری فتوٰی خود اُنھیں پر ردّ ہے ۱۹۵
مفتی کو ہدایت ۱۹۶
شریعت کے ساتھ لیڈروں کی حالت ۱۹۶
ضروری عرض واجب اللحاظ ۱۹۷
ترکِ معاملت پر ایک نظر ۱۹۷
اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے ۱۹۹
لیڈران اوروں کو ترکِ تعاون کی طرف بلاتے ہیں اور خود اُن کا عمل اُس کے خلاف ہے۔ ۲۰۰
لیڈروں پر لیڈروں سے مقاطعہ فرض ہے ۲۰۱
ہندوؤں کی دیگ موافقت سے بانگی کا چاول ۲۰۲
ہندو کیوں ملے ہیں اس کا راز ۲۰۲
امر منکر پر ردّ و انکار کس حالت میں فرض ہے اور کہاں اُس کا حکم نہیں ۲۰۴
جہاد کے احکام و اقسام کا ذکر ۲۰۷
یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں اور واقعۂ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین ۲۰۸
دیکھو الم نے کیا کیا اور تم کیا کر رہے ہو کیوں اسلام و کفر ملاتے ہو۔ ۲۱۰



مسئلہ مرسلہ مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے حنفی نقشبندی مجددی پروفیسر سائنس اسلامیہ کالج لاہور ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کافروں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ توّلی سے منع فرمایا ہے مگر ابوالکلام زبردستی توّلی کے معنی معاملت اور ترک موالات کو ترک معاملت "نان کوآپریشن" قرار دیتے ہیں اور یہ صریح زبردستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کے ساتھ کی جارہی ہے مذکور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لاکر اطلاق یہ کر دیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی سرکاری امداد بند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جاوے تب تک انگریزوں سے ترکِ موالات نہیں ہوسکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتویٰ دے دیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو لہٰذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلا دی کہ پھر پڑھائی کا سخت نقصان ہونا شروع ہوگیا علامہ مذکور کا یہ فتویٰ غلط ہے یونیورسٹی کے ساتھ الحاق قائم رہنے سے اور امداد لینے سے

نقلِ خط مولوی صاحب

آقائے نامدار مؤیدِ ملتِ طاہرہ مولینا وبالفضل اولینا جناب شاہ احمد رضا خان صاحب دام ظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پشت ہذا پر کا فتویٰ مطالعہ گرامی کے لیے ارسال کر کے التجا کرتا ہوں کہ دوسری نقل کی پشت پر اس کی تصحیح فرما کر احقر نیازمند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن ہوسکے یا کم از کم دوسرے روز بھیج دیویں انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ ۳۱۔ اکتوبر ۲۰ء منعقد ہوتا ہے اس میں یہ پیش کرنا ہے کہ دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کر لی ہے اور مسلمانوں کے کاموں میں روڑا اٹکانے کی ٹھان لی ہے للہ عالم حنفیہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور عند اللہ ماجور ہوویں۔ نیازمند دعاگو حاکم علی بی اے موتی بازار لاہور۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

معاملت قائم رہتی ہے نہ کہ موالات جس کے معنی محبت کے ہیں نہ کہ کام کے جو کہ معاملت کے معنی ہیں مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ ہو رہے ہیں۔ مولوی محمود الحسن صاحب، مولوی عبدالحی صاحب تو دیوبندی خیالات کے ہیں زبردستی فتوے اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں لہٰذا میں فتوے دیتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امداد لینا جائز ہے میرے فتوے کی تصحیح اُن اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی نہیں مثلاً مؤید ملت طاھرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں قادری صاحب بریلوی علاقہ روہیلکھنڈ اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ممالک مغربی و شمالی۔

الجواب: موالات و مجرد معاملت میں زمین آسمان کا فرق ہے دنیوی معاملت جس سے دین پر ضرر نہ ہو سوا مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں۔ ذمی تو معاملت میں مثل مسلم ہے:

لھم مالنا وعلیھم ما علینا۔ — اُن کے لیے ہے جو ہمارے لیے اور اُن پر ہے جو ہم پر۔

(یعنی دنیاوی منافع میں ہماری طرح اُن کو بھی حصہ دیا جائے گا اور دنیوی مواخذہ اُن پر بھی وہی ہوگا جو ایک مسلمان پر کیا جائے گا)

اور غیر ذمی سے بھی خرید و فروخت اجارہ استیجار، ہبہ و استیہاب بشروطہا جائز و خریدنا مطلقاً ہر مال کا کہ مسلمان کے حق میں متقوم ہو اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت حرب یا اہانت

جواب خط مولوی صاحب

مکرم کرم فرما جناب مولوی حاکم علی صاحب بی اے سلمہم بعد اہدائے ہدیہ مسنونہ ملتمس کل گیارہ بجے آپ کا فتویٰ آیا اُس وقت سے شب کے بارے بجے تک اہم ضروریات کے سبب ایک حرف لکھنے کی فرصت نہ ہوئی۔ آج صبح بعد وظائف یہ جواب املا فرمایا امید کہ مجموعہ فتاویٰ کی نقل کے بعد آج ہی کی ڈاک سے مرسل ہو اور مولیٰ تعالیٰ قادر ہے کہ کل ہی آپ کو پہنچ جائے مامول کہ وقت پر موصول ہونے سے مطلع فرمائیں والسلام فقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری عفی عنہ

۱۵ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ

اسلام نہ ہو۔ اُسے نوکر رکھنا جس میں کوئی کام خلافِ شرع نہ ہو اس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اُس کا استعلا نہ ہو ایسے ہی امور میں اُجرت پر اُس سے کام لینا یا اُس کا کام کرنا بمصلحت شرعی اُسے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہ ہو اُس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو حتی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہٖ حلال ہے وہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا ۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر وہ صلح کہ حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال یونہیں ایک مدت تک معاہدہ و مواعدت کرنا بھی اور جو جائز عہد کر لیا اُس کی وفا فرض ہے اور غدر حرام الی غیر ذالک من الاحکام۔ درمختار میں ہے:

والمرتدة تحبس ابدا ولا تجالس و لا تؤاکل حتی تسلم ولا تقتل اھ قلت وھو العلة فانھا تُبقی ولا تُفنی وقد شملت المرتد فی اعصارنا و امصارنا لامتناع القتل۔

مرتد عورت دائم الحبس کی جاتی ہے گی اور نہ اُس کے پاس کوئی بیٹھے نہ اُس کے ساتھ کوئی کھائے یہاں تک کہ وہ اسلام لائے اور قتل نہ کی جائے گی میں کہتا ہوں یہی ان احکام کا سبب ہے کہ وہ باقی چھوڑ دی جاتی ہے اور فنا نہیں کی جاتی اور اب اس ملک میں یہ سب مرتد کو بھی شامل ہو گیا کہ قتل نہیں کیا جا سکتا۔

محیط میں ہے:

اذا اخرج للتجارة الی ارض العدو بامان فان کان امرا لا یخاف علیه منه وکانوا قوما یوفون بالعهد یعرفون بذالك ولا فی ذالك منفعة فلا باس۔

جب دشمن کے شہر کو اماں لے کر تجارت کیلئے جائے اگر معاملہ ایسا ہو کہ اس پر اُس سے اندیشہ نہیں اور وہ کافر عہد پورا کرنے میں مشہور ہوں اور اُسے وہاں جانے میں نفع ہو تو حرج نہیں۔

ہندیہ میں ہے:

اذا اراد المسلم ان یدخل

جب مسلمان دار الحرب میں اماں لے کر

دار الحرب بامان للتجارة لم يمنع ذلك منه وكذلك اذا اراد حمل الامتعة اليهم في البحر في السفينة۔

جانا چاہے تو اس سے منع نہ کیا جائے گا اور یوہیں جب کچھ اسباب دریائی سفر میں اُن کی طرف کشتی میں لے جائے۔

اُسی میں ہے۔

قال محمد لا باس بان يحمل المسلم الى اهل الحرب ما شاء الا الكراع والسلاح فان كان خزا من ابريسم او ثيابا رقاقا من القز فلا باس بادخالها اليهم ولا باس بادخال الصفر والشبه اليهم لان هذا لا يستعمل للسلاح۔

امام محمد نے فرمایا مسلمان جو مال تجارت چاہے حربیوں کی طرف لے جا سکتا ہے مگر گھوڑے اور ہتھیار تو اگر ریشمی دوپٹے یا دیبا کے پتلے کپڑے ہوں تو اُنھیں اُن کی طرف لے جانے میں حرج نہیں اور تانبا اور جست اُن کی طرف لے جانے میں مضائقہ نہیں کہ ان سے ہتھیار نہیں بنتے۔

اُسی میں ہے:

لا يمنع من ادخال البغال والحمير والثور والبعير۔

خچر اور گدھے اور بیل اور اونٹ دار الحرب میں لے جانا مضائقہ نہیں رکھتا۔

فتاوے امام طاہر بخاری میں ہے:

مسلم آجر نفسه من مجوسي لا باس به۔

مسلمان کسی مجوسی کے یہاں مزدوری کرے تو حرج نہیں۔

ہدایہ میں ہے:

من ارسل اجيره او خادمه فاشترى لحما فقال اشتريته من يهودي او نصراني

جس نے اپنا نوکر یا غلام مجوسی بازار کو بھیجا اُس نے گوشت خریدا اور کہا میں نے یہودی یا نصرانی یا مسلمان سے

او مسلم وسعه اکله۔

خریدا ہے اُسے اُس کے کھانے کی گنجائش ہے (معاملات میں کافر کا قول مقبول ہے)

درمختار میں ہے:

الکافر یجوز تقلیدہ القضاء لیحکم بین اھل الذمۃ ذکرہ الزیلعی فی التحکیم۔

بادشاہِ اسلام اگر کسی کافر کو قاضی بنائے کہ ذمی کافروں کے مقدمے فیصل کرے تو جائز ہے اسے زیلعی نے باب تحکیم میں ذکر کیا۔

محیط میں ہے:

قال محمد ما یبعثہ ملک العدو من الھدیۃ الی امیر جیش المسلمین او الی الامام الاکبر وھو مع الجیش فانہ لا باس بقبولھا ویصیر فیئا للمسلمین وکذلک اذا اھدی ملکھم الی قائد من قواد المسلمین لہ منعۃ ولو کان اھدی الی واحد من کبار المسلمین لیس لہ منعۃ یختص ھو بھا۔

امام محمد نے فرمایا دشمنوں کا بادشاہ جو ہدیہ مسلمانوں کے سپہ سالار یا خلیفہ حاضر لشکر کو بھیجے اُس کے قبول میں حرج نہیں تو وہ سب مسلمانوں کے لیے ملک مشترک ہو جائے گا یوہیں جب ان کا بادشاہ مسلمانوں کے کسی فوجی سردار کو ہدیہ بھیجے جس کے پاس فوج ہو اور اگر کسی اسلامی سردار کو بھیجا جس کے پاس اس وقت فوج نہیں تو یہ ہدیہ خاص اُسی سردار کی ملک ہوگا۔

اُسی میں ہے:

لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا دار الحرب فاھدی امیرھم الی ملک العدو ھدیۃ فلا باس بہ وکذلک لو ان امیر الثغور اھدی الی ملک العدو ھدیۃ واھدی

اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دار الحرب میں داخل ہو اور سردارِ لشکر کچھ ہدیہ دشمنوں کے بادشاہ کو بھیجے اُس میں حرج نہیں اور یوہیں اگر سرحدوں کا سردار دشمنوں کے بادشاہ کو کوئی ہدیہ بھیجے اور دشمنوں کا

ملك العدو اليه هدية۔

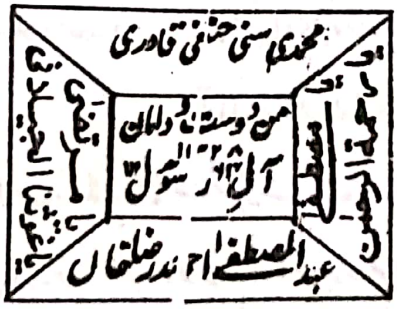
بادشاہ اُسے ہدیہ بھیجے۔

وقال اللہ تعالیٰ، المحصنٰت من المومنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن وتمام تحقیقہ فی فتاوینا وقال تعالیٰ وان جنحوا السلم فاجنح لھا وقال تعالیٰ الا الذین عٰھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین ○ وقال تعالیٰ واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا ○ وعنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا احل حراما او حرم حلالا ○ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تغدروا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور حلال ہیں تمہارے لیے پارسا عورتیں ایمان والیوں میں سے اور اُن میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی جب تم اُن کے مہر دو اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس کی طرف میل کرو۔ سب کافروں کو قتل کرو مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ ہو لیا پھر اُنھوں نے تمہارے حق میں کوئی تقصیر نہ کی اور تم پر کسی کو مدد نہ دی تو اُن کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے عہد پورا کرو بے شک عہد پوچھا جائے گا۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے مسلمانوں میں صلح جائز ہے مگر وہ صلح جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بدعہدی نہ کرو۔

وہ الحاق واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام ومنافی شریعت سے مشروط نہ اُس کی طرف منجر تو اُس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز وحرام ہوگا مگر یہ عدم جواز اس شرط یا لازم کے سبب سے ہوگا۔ نہ بربنائے تحریم مطلق معاملت جس کے لیے شرع میں اصلا اصل نہیں اور خود مانعین کی طرزِ عمل اُن کے کذب دعوٰی پر شاہد ریل تار ڈاک سے تمتع کیا معاملت نہیں۔ فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال لینا ہے اور اُن کے استعمال میں دینا عجب کہ مقاطعت میں مال دینا حلال ہو اور لینا حرام اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ریل تار ڈاک ہمارے ہی ملک میں

ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں سبحٰن اللہ امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے۔ وہ بھی یہیں کا ہے۔ تو حاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود نفع لینا ممنوع اس اُلٹی عقل کا کیا علاج مگر اس قوم سے کیا شکایت جس نے نہ صرف شریعت بلکہ نفس اسلام کو پلٹ دیا مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی و انقیاد فرض کیا خوشنودی ہنود کے لیے شعار اسلام بند اور شعار کفر کا ماتھوں پر علم بلند مشرکین کی جے پکارنا اُن کی حمد کے نعرے مارنا اُنھیں اپنی اُس حاجت دینی میں جسے نہ صرف فرض بلکہ مدار ایمان ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ اُس میں شریک نہ ہونے والوں پر حکم کفر لگاتے ہیں اپنا امام و ہادی بنانا مساجد میں مشرک کو لیجا کر مسلمانوں سے اونچا کر کے واعظِ مسلمین ٹھہرانا مشرک کی ٹکٹی کندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ میں لے جانا مساجد کو اُس کا تم گاہ بنانا اُس کے لیے دُعائے مغفرت و نمازِ جنازہ کے اشتہار لگانا وغیرہ وغیرہ ناگفتہ بہ انحال موجب کفر و مورث ضلال یہاں تک کہ صاف لکھ دیا کہ اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کرلو تو اپنے خدا کو راضی کر لوگے صاف لکھ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو و مسلم کا امتیاز اُٹھا دے گا اور سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا صاف لکھ دیا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی یہ ہے موالات یہ ہے حرام یہ ہیں کفریات یہ ہیں ضلال تام فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ولاحول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار واللہ تعالٰی اعلم فقیر احمد رضا عفی عنہ



جواب امام اہلسنت عین حق ہے کلام الامام امام الکلام دیوبندیوں سے منع استصواب حق و صواب

لہ بحمد اللہ تعالٰی مولوی صاحب کی دین پرستی کہ اُنھوں نے اس نصیحت کو قبول کیا اور فتوائے اصلی جمعیت علمائے ہند صفحہ ۴۰ و ۵ پر یہ مضمون چھاپ دیا "الحمد للہ" منہ کہ یکم نومبر ۱۹۲۰ء عالیجناب موید ملت طاہرہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

مگر تھانوی صاحب استثنا عجب العجاب یہ سرو سرغنۂ دیوبندیہ ہیں۔ افعی را کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کا حال معلوم نہ کہ بچگان کشتن و افعی گزاشتن واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری مہتمم دارالافتائے اہلسنت وجماعت بریلی ۱۴ر صفر ۳۹ھ۔

من الحق الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم

وعدوکم اولیاء تلقون لا تتخذوا عدوی

یا ایھا الذین امنوا

المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ از لاہور بڑی بساط لکڑ ہارا اکبری منڈی مسئولہ چودھری عزیز الرحمٰن صاحب بی۔ اے سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول۔ لائل پور

۱۲۔ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

جناب حضرت قبلہ وکعبہ مجدد دوراں حضرت احمد رضا خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد حمد وصلاۃ واضح رائے عالی ہو کہ حضور کا فتویٰ جو مسٹر حاکم علی صاحب بی اے پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج لاہور کے خط کے جواب میں حضور نے ارسال فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اعلیٰحضرت مولٰنا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی کا فتویٰ موصول ہوا اس سے مجھے ٹھیک پتا لگا کہ مولوی اشرف علی صاحب تو سرو سرغنۂ دیوبندیہ ہیں یا اللہ میری توبہ مجھ سے یہ غلطی میرے ایک دوست نے کرادی استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب ۱۲۔

پڑھ کر خاکسار کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ خاکسار آں حضور کو جیسا کہ لاکھوں کروروں پنجاب و ہندوستان کے سنت وجماعت مجددِ وقت مانتے ہیں اس زمانے کا مجدد مانتا ہے اور جب سے ہوش سنبھالا اسی عقیدے پر بفضلِ خدا رہا ہے جس پر آپ اور دیگر بزرگانِ قوم وعلمائے کرام ہیں یا ہوتے آئے ہیں۔ لیکن اس فتوے کو دیکھ کر میرے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہوا ہے اور میں نے یہ جرأت کی ہے کہ جناب سے مفصل طور پر دریافت کروں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں اندرونی و بیرونی دشمن اسلام کو تباہ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ کفار کی مدد سے باغیوں (شریفِ مکہ) نے چھین لیے ہیں اور کفار جزیرۃ العرب (جدہ عدن وغیرہ) میں اپنا قدم جمائے بیٹھے ہیں اور خلافت ریزہ ریزہ کی گئی ہے اور ایک بڑی سلطنت کا وزیرِ اعظم اپنی تقریر میں صاف کھلے لفظوں میں برملا کہتا ہے کہ یہ لڑائی جو عراق عرب میں مسلمانوں سے ہوئی مذہبی لڑائی تھی اور اب ہم نے بیت المقدس اُن کی گندگی سے پاک کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ غرضکہ ایسے وقت جبکہ اعداء اللہ نے اسلام کی عزت اور شوکت کی بیخ کنی میں کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا عراق فلسطین اور شام جن کو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خون کی ندیاں بہا کر فتح کیا تھا پھر کفار کی حریفانہ حوصلہ مندیوں کی جولانگاہ بن گئے ہیں۔ خلیفۃ المسلمین دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بے دست و پا ہو چکا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے اپنے گھروں (تھریس سمرنا وغیرہ) اور زرخیز علاقوں سے زبردستی نکالے جا رہے ہیں اور مسجدوں پر زبردستی قبضہ کر لیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے علماء قرآنی احکام ڈرتے ڈرتے بتاتے ہیں جہاد کا تو نام ہی مُنہ پر آنا بس قیامت ہے کیا ایسے وقت میں اسلامی حمیت وغیرت یہ چاہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسا مسئلہ نکل آئے جس سے انگریز افسر خوش ہو جائیں اور مسلمان تباہ ہو جائیں مسٹر حاکم علی نے ایک پالیسی سے انگریز پرنسپل اور دوسرے انگریز افسروں اور غدار مسلمانوں کو خوش کرنے کے واسطے حضور سے ایک عجیب طرز میں فتویٰ پوچھا اور حضور نے اُس کے مضمون کے مطابق صحیح صحیح فیصلہ جواب میں بھیج دیا یہ بالکل درست کہ موالات و مجرد معاملات میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن دین کا نقصان کر کے دنیوی معاملت کہاں جائز ہے حضور نے بہت سی شرائط سے شروط کر کے گول مول

جواب عنایت فرمایا ہے لیکن اس وقت ضرورت ہے ایسے فتوے کی جو صاف صاف لفظوں
میں حالاتِ حاضرہ پر نظر کر کے بغیر کسی شرائط کے لکھا جائے تاکہ ہر ایک عالم و جاہل جو آپ کا
پیرو ہے فوراً پڑھ کر جان لے کہ اُس کے واسطے اب ایسا کرنا ضروری ہے حالاتِ حاضرہ حضور
پر بخوبی روشن ہیں اور کچھ تھوڑے سے مَیں نے اوپر بیان کیے ہیں کیا مسلمانوں کا بھرتی ہو کر فوج
میں مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالنے اور غلام بنانے کے لیے جانا اور دُوسرے کلرکوں کا
اُن کی امداد کے لیے عراق و عرب و شام وغیرہ میں ملازم گورنمنٹ ہو کر جانا جائز ہے اگر جائز نہیں تو
پھر آپ جیسے بزرگ کیوں چُپ چاپ بیٹھے ہیں کیوں نہیں ایسے فتوے شائع کرتے اور اظہارِ حق
میں دنیوی طاقت سے کیوں ڈرتے ہیں موجودہ وقت کھینچ تان کر کفار سے تعلق رکھنے اور اُن کی
اعانت کرنے کے جواز ثابت کرنے کا نہیں ہے بلکہ سینہ سپر ہو کر بے خوف و خطر لوگوں کو صراطِ مستقیم
بتانے کا ہے۔ حضور نے جو لکھا ہے کہ الحاق اور اخذ امداد جائز ہے اگر کسی امر خلاف اسلام و
مخالف شریعت سے مشروط نہ ہو عالیجاہا گورنمنٹ جو امداد اسکولوں اور کالجوں کو دیتی ہے وُہ
خاص اغراض کو مدِ نظر رکھ کر دی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور کو سب حال روشن ہو گا لیکن
اگر اس بارے میں ناواقفیت ہو تو میں عرض کرتا ہُوں کہ اوّل تو امداد میں اس قسم کی شرط
ضرور ہوتی ہے کہ کالج کا پرنسپل اور ایک دو پروفیسر انگریز ہوں دوسرے مقررہ کورس پڑھائے
جاتیں جن میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خلاف اسلام باتیں ہوتی ہیں بلکہ بعض میں تو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھے ہُوئے ہوتے ہیں تیسرے دینی تعلیم لازمی
نہیں کوئی پڑھے یا نہ پڑھے لیکن جہاں دینی تعلیم پڑھائی جائے خاص وقت سے زیادہ نہ دیا جائے
کیونکہ یونیورسٹی کی تعلیم کے لیے چار گھنٹے ضرور وقت خرچ ہو اگر چار گھنٹے سے کم ہو گا تو امداد
نہیں ملے گی پھر جو اُستاد دینیات پڑھائے گا اُس کی امداد نہیں دی جائے گی پھر فلاں فلاں
مضمون ضرور طالب علم کو لینے چاہئیں ورنہ امتحان میں شامل نہیں ہو سکتا پھر ڈرل وغیرہ اور
کھیلوں کی طرف دیکھو جن میں ہر ایک طالب علم کو حصّہ لینا ضروری ہوتا ہے آجکل جو نئی ڈرل
سکھائی جا رہی ہے اس میں عجیب مخرب اخلاق باتیں جاری کی جا رہی ہیں امداد لینے اور الحاق
یونیورسٹی سے رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہی ڈرل تمام اسکولوں میں کرائی جائے کھیلوں

میں آپ دیکھتے ہیں کہ عجب بے پردہ لباس پہنا جاتا ہے فٹ بال اور ہاکی میں جو نیکر پہنے جاتے ہیں وہ ٹخنوں سے اوپر تک ننگا رکھتے ہیں غرضکہ کیا عرض کروں اسی الحاق و امداد کی خاطر معلمین و متعلمین کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن شریف و دینیات کا جو گھنٹہ رکھا ہوا ہے اُس میں بھی انگریزی ہی کا سبق یاد کرادوں کیونکہ انسپکٹر نے انگریزی تو سُننی ہے قرآن شریف تو نہیں سُننا جماعتوں میں جو ترقی دی جاتی ہے اس میں بھی اسی بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ انگریزی لڑکا جانتا ہے یا نہیں قرآن شریف خواہ ناظرہ بھی نہ پڑھ سکتا ہو نماز کا ایک حرف نہ جانتا ہو لیکن دسویں اور ایف۔ اے اور بی۔ اے پاس کرتا چلا جائے گا یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کر رہا ہوں دُوسرے اسکولوں اور کالجوں سے ہمیں کوئی تعلق نہیں یہ سب کس واسطے ہو رہا ہے اسی واسطے کہ ہم یونیورسٹی سے الحاق رکھنا چاہتے ہیں اور سرکاری امداد لینا چاہتے ہیں اگر یہ خیال نہ ہو تو بالکل حالت بدل جائے طالب علم پکے مسلمان بن جائیں ان میں حمیت و غیرت مذہبی پیدا ہو جائے ان کے اخلاق درست ہو جائیں نیچریت اور دہریت کا اثر ان کے دلوں سے دُور ہو جائے انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں اور لباس اور فیشن وغیرہ ہر بات میں تقلید نصاریٰ کر رہے ہیں اس سے چھوٹ جائیں غرضکہ ہزاروں طرح کی برکات حاصل کریں میرا کچھ لکھنا چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے حضور پر سب حال روشن ہے میں حضور سے یہ فتویٰ مانگتا ہُوں برائے مہربانی جواب باصواب سے خاکسار کو مشکور و ممنون فرما کر عنداللہ ماجور رہوں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ حالات حاضرہ پر نظر کرتے ہُوئے گورنمنٹ سے ترکِ موالات (عدمِ تعاون) کرنا اسلامی حکم ہے یا نہیں اور گورنمنٹ سے اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کو امداد لینی اور یونیورسٹی سے الحاق رکھنا اندریں حالات چاہیے یا نہیں جواب باصواب سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور رہوں۔ فقط والسلام

الجواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرم کرم فرما سلمہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

فبشر عباد الذین یستمعون القول	خوشخبری دو میرے اُن بندوں کو جو کان
فیتبعون احسنہ اولئک الذین	لگا کر بات سُنتے پھر سب میں بہتر کی پیروی
ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوا	کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالٰی نے
الالباب ○	ہدایت فرمائی اور یہی عقل والے ہیں۔

من و تو کی کیا حقیقت انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ معاندین کے چند طریقے ہے:

اوّل سرے سے بات نہ سُننا کہ:

لا تسمعوا لھذا القراٰن والغوا	یہ قرآن سنو ہی نہیں اور اس میں غلبل
فیہ لعلکم تغلبون ○	کرو شاید تم غالب آؤ۔

دوم سن کر مکابرانہ تکذیب کا مُنہ کھول دینا کہ:

ان انتم الا تکذبون ○	تم تو نہیں مگر جھوٹے۔

سوم ہدایت کو معلل بالغرض بتانا کہ:

ان ھذا الشئ یراد ○	اس میں تو ضرور کچھ مطلب ہے۔

چہارم حق کا باطل سے معارضہ کرنا:

ویجادل الذین کفروا بالباطل	کافر باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ
لیدحضوا بہ الحق واتخذوا اٰیٰتی	اُس سے حق کو زائل کر دیں اور اُنھوں نے
وما انذروا ھزوا ○	میری آیتوں اور ڈراووں کو ہنسی بنا لیا ہے۔

مسلمان پر فرض کہ ان سب طرق باطلہ سے پرہیز کرے اور اُس پر عامل ہو جو راستہ پہلی آیت بشارت میں اُس کے رب نے بتایا ہر تعصب و طرفداری سے خالی الذہن ہو کر کان لگا کر بات سُنے اگر انصافاً حق پائے اتباع کرے کہ بارگاہِ عزت سے ہدایت و دانشمندی کا خطاب ملے

ورنہ پھینک دینا تو ہر وقت اختیار میں ہے واللہ الہادی و ولی الایادی۔

مدارس کے اقسام اور اُن میں امداد لینے کے احکام

(۱) ۱۰ محرم ۱۳۳۹ھ کو بنارس کچی باغ سے یہ سوال آیا "مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں پچیس سال سے گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپیہ مقرر ہے جس میں کتب فقہ و احادیث و قرآن کی تعلیم ہوتی ہے ممبران خلافت کمیٹی نے تجویز کیا کہ امداد نہ لینا چاہیے پس استفسار ہے کہ یہ امداد لینا جائز ہے یا نہیں مدرسہ ہذا میں سوا تعلیم دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت و غیر زبان کی تعلیم نہیں ہوتی۔ فقط" اس کا جواب مطلق جواز ہوتا مگر پھر بھی احتیاطاً بشکل شرط میں دیا گیا کہ "جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بنا پر انگریزی وغیرہ اُس میں داخل نہ کی گئی تو اُس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچتی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم" ۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ کو کراچی سبز بازار سے یہ سوال آیا "ایک ایسے صوبے میں جس کی قریباً پچاسی فیصدی آبادی اسلامی کاشت کاروں پر مشتمل ہے جس کے سالانہ محاصل کا ایک حصہ تعلیمی امداد کے ذیل وصول کر کے حصہ رسدی مدارس مروجہ امدادیہ کو تقسیم کیا جاتا ہے اس سے استفادہ جائز ہے یا ناجائز خصوصاً ایسے مدارس کے لیے جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں جن کی دینی تعلیم پر ارباب حکومت کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کی نصاب تعلیم کا سرکاری حصہ مروجہ تعلیم بھی خفیف سے خفیف شائبہ موانع شرعیہ سے جزاً و کلاً پاک ہے فقط" اس کا جواب یہ دیا گیا "جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں اور اُن میں وہابیت نیچریت وغیرہا کا دخل نہ ہو اُن کا جاری رکھنا موجب اجر عظیم ہے ایسے مدارس کے لیے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی لینا جائز تھا نہ کہ جب وُہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہے واللہ تعالیٰ اعلم" ندوہ کو بھی گورنمنٹ سے امداد ملتی تھی اور جہاں تک میرا خیال ہے اس پر ایسے قیود نہ تھے جو آپ نے ذکر کیے اور ضرور کچھ مدارس وُہ بھی ہیں جن پر امداد امور خلاف شرع سے مقید یا اُن کی طرف منجر ہو وُہ بلاشبہ ناجائز ہے اگرچہ صرف اسی قدر کہ کھیل میں بے ستری یا خلاف حیاء و مخرب اخلاق باتوں کی شرط ہو خصوصاً وُہ صورت جو آپ نے بیان کی کہ نصاب میں وُہ کتابیں مقرر ہوں جن میں خلاف اسلام باتیں ہیں حتیٰ کہ معاذ اللہ توہین شان رسالت اس میں

حرمت درکنار کفر نقد وقت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ مولوی حاکم علی صاحب کی تحریر میں کوئی تفصیل نہ تھی لہٰذا یہ جواب دینا ضرور ہوا "وہ الحاق و اخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالف شریعت سے مشروط نہ اُس کی طرف منجر تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا" یہ جواب دونوں صورتوں کو حاوی اور ناقابل تبدیل ہے حالاتِ حاضرہ سے اس کی کسی شق میں تغیر نہ ہوا نہ یہاں کوئی جواب مطلق بلا شرط ہو سکتا ہے۔

(۲) انگریزوں کی تقلید و فیشن

لیڈر امداد چھڑاتے ہیں اور مخرب دین تعلیموں پر اب تک قائم ہیں

وغیرہ سے آزادی اور دہریت و نیچریت سے نجات بہت دل خوش کن کلمات ہیں خدا ایسا ہی کرے مگر یہ صرف ترک امداد و الحاق سے حاصل نہیں ہو سکتے اُس آگ کے بجھانے سے ملیں گے جو سید احمد خاں نے لگائی اور اب تک بہت سے لیڈروں میں اس کی لپٹیں مشتعل ہیں انگریزی اور وہ بے سود و تضییع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف اس لیے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے ان دآں و مہملات میں مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ اُن میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا جیسا کہ عام طور پر مشہود و معہود ہے جب تک یہ نہ چھوڑی جائیں اور تعلیم و تکمیل عقائد حقہ و علوم صادقہ کی طرف باگیں نہ موڑی جائیں دہریت و نیچریت کی بیخ کنی ناممکن ہے کیا لیڈر اس میں ساعی ہیں ہرگز نہیں صرف امداد و الحاق ترک کراتے ہیں جو ظاہری تعلق ہیں اور تعلیمات کے گہرے تعلقات نہ چھڑاتے ہیں نہ چھوٹیں گے کیا انھیں میں نہیں وہ لوگ جن سے پوچھا جاتا کہ صاحبزادوں کو قرآن نہ پڑھایا تو جواب دیتے کیا ان سے سوم کے چنے پڑھوانا ہیں کیا اب ان کے خیالات بدل گئے کیا اب انھوں نے انگریزی کے سوا اور رزاق سمجھ لیا کیا اب یہ جواب نہ دیں گے کہ پرانے علوم سیکھ کر کیا کمائیں کیا اب انھیں شبلی کے شعر بھول گئے ؎

سیارے ہیں اب نئی چمک کے — وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے
اب صورتِ ملک و دیں نئی ہے — افلاک نئے زمیں نئی ہے
سب بھول گئے ہیں ماسبق کو — گردوں نے اُلٹ دیا ورق کو

قائم جو وہ انجمن نہیں ہے — اُس نقد کا اب چلن نہیں ہے
القصہ یہ بات کی تھی تسلیم — یعنی کہ علومِ نو کی تعلیم
تدبیرِ شفا جو ہے تو یہ ہے — اس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
تقویم کہن سے ہاتھ اُٹھائیں — تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وہ مطالبِ نو آئیں — یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقیں
وہ گنجِ گراں دانشِ فن — وہ فلسفۂ جدید بیکن
کپلر کی وہ نکتہ آفرینی — نیوٹن کے مسائل یقینی

اور بفرض غلط ایسا ہو بھی تو اکثر لیڈر کہ اُنھیں تعلیمات فارغہ کے بل پر لیڈر بنے کس مصرف کے رہیں گے جب وہ مردود یہ خود مطرود کہا اس وقت یہ شعرِ حالی اُن کا ترجمانِ حال نہ ہوگا ؎

جو کوئی قلی ہو تو کچھ کام آئے
مگر ان کو کس مد میں کوئی کھپائے

لیڈر نصاریٰ کی ادھوری غلامی چھوڑتے اور مشرکین کی پوری غلامی مناتے ہیں

(۳) نصاریٰ کی یہ غلامی کہ پیر نیچر نے تھامی لیڈر جس کے اب زبانی ثنا کی ہیں اور دل سے پرانے حامی اُس کے نتائج تشبہ وضع وتحقیر شرع وشیوع دہریت وفروغ نیچریت مطابق نہ تھے بلکہ الترائی اب اگر بعد خرابی بصرہ آنکھیں کھلیں اور اُسے چھوڑنا چاہتے ہیں مبارک ہو اور خدا سچ کرے اور راست لائے مگر للہ انصاف وہ غلامی ادھوری تھی سید احمد خاں نے کسی پادری یا نصرانی کو امورِ دین میں صراحۃً اپنا امام وپیشوا نہ لکھا تھا آیات واحادیث کی تمام عمر کو چرچ یا صلیب پر نثار کرنا نہ کہا تھا کسی پادری کو مساجد میں مسلمانوں کا واعظ وہادی نہ بنایا تھا نصرانیت کی رضا کو خدا کی رضا یا کسی پادری کو نبی بالقوہ نہ بتایا تھا اور اب مشرکین کی پوری غلامی ہو رہی ہے اُن کے ساتھ یہ سب کچھ اور اُن سے بہت زائد کیا جا رہا ہے۔ یہ کون سا دین ہے نصاریٰ کی ادھوری سے اجتناب اور مشرکین کی پوری میں غرقاب فرمن المطر ووقف تحت المیزاب ع

چلتے پرنالے کے نیچے ٹھہرے مینہ سے بھاگ کر

موالات ہر کافر سے حرام ہے (۴) موالات مطلقاً ہر کافر ہر مشرک سے حرام ہے اگرچہ ذمی مطیع اسلام ہو اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریب ہو قال تعالیٰ:

لا تجد قوما یؤمنون باللہ	تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں
والیوم الاٰخر یوادون من حاد	اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اللہ و
اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم	رسول کے مخالفوں سے اگرچہ وہ اُن کے
او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم	باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

موالات صوریہ کے احکام حتّٰی کہ صوریہ کو بھی شرع مطہر نے حقیقیہ کے حکم میں رکھا قال تعالیٰ:

یٰاَیھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا	اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو
عدوی وعدوکم اولیاء تلقون	دوست نہ بناؤ تم تو اُن کی طرف محبت کی نگاہ
الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما	ڈالتے ہو اور وہ اُس حق سے کفر کر رہے ہیں
جاءکم من الحق۔	جو تمہارے پاس آیا۔

یہ موالات قطعاً حقیقیہ نہ تھی کہ نزول کریمہ درباره سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ احد اصحاب البدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم ہے کما فی الصحیح البخاری و مسلم[1] تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے:

فیہ زجر شدید للمؤمنین عن	اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو سخت جھڑکی ہے
اظہار صورۃ الموالاۃ لھم وان	اس بات سے کہ کافروں سے وہ بات کریں
لم تکن موالاۃ فی الحقیقۃ۔	جو بظاہر محبت ہو اگرچہ حقیقت میں دوستی نہ ہو۔

مگر صوریہ ضروریہ خصوصاً باکراہ قال تعالیٰ:

الا ان تتقوا منھم تقٰۃ۔	مگر یہ کہ تمہیں اُن سے واقعی پورا ڈر ہو۔

وقال تعالیٰ:

---

[1] جیسا صحیح بخاری و مسلم ہے۔

الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔

مگر وہ جو پورا مجبور کیا جائے اور اُس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔

مجرد معاملت کا حکم اور معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے جبکہ اُس میں نہ کوئی اعانت کفر یا معصیت ہو نہ اضرار اسلام و شریعت ورنہ ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے چہ جائیکہ کافر۔ قال تعالیٰ:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

گناہ وظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

غیر قوموں کے ساتھ جواز معاملت کی مجمل تفصیل اُس فتوے[1] میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہر معاملت کے ساتھ وہ قید لگا دی ہے جس کے بعد نقصان دین کا احتمال نہیں ان احکام شرعیہ کو بھی حالات دائرہ نے کچھ نہ بدلا نہ یہ شریعت بدلنے والی ہے:

لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ۝

باطل نہیں آسکتا نہ اُس کے آگے نہ اُس کے پیچھے سے اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے گئے۔ کا ۱۲

احکام الٰہیہ میں لیڈروں کی طرح کھینچ تان بلکہ کایا پلٹ (۵) للہ انصاف اس میں کون سی کھینچ تان ہے جتنی بات کہی گئی صاف صریح احکام شرعیہ و جزئیات منصوصہ ہیں کھینچ تان کر احکام شرعیہ میں تغیر کا وقت خادم شرع کے لیے نہ اب ہے نہ کبھی تھا نہ کبھی ہو ہاں خادمان گاندھی کے لیے

---

[1] خود محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں: اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابرھیم انہ قال فی التاجر یختلف الی الارض الحرب انہ لا باس بذلک مالم یحمل الیھم سلاحا او کراعا او سبیا قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ یعنی ہمیں امام اعظم امام حماد بن ابی سلیمان استاذ نے امام ابرہیم نخعی سے خبر دی کہ تجارت کے لیے دار الحرب میں تاجر کی آمد و رفت جائز ہے جب تک اُن کی طرف ہتھیار یا گھوڑے یا قیدی نہ لے جائے یہی قول امام اعظم کا ہے نیز مؤطا شریف کی عبارت آتی ہے کہ مشرک مقاتل کو ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ نہ ہو اور یہی قول امام اعظم اور ہمارے عام فقہا کا ہے۔ انتہی ۱۲ منہ

نہ صرف کھینچ تان بلکہ کلامِ الٰہی و احکامِ الٰہی کو یکسر کایا پلٹ کر کے فرضیت موالات کفار بنا ہنے کا وقت ہے۔ مسجد میں کسی دبلے ہوتے ذمی کے ذلت و خواری کے ساتھ آنے کے جواز کا اختلافی مسئلہ نکالیں اور مشرک کو بروجہ استعلا مسجد میں لے جانا اور مسلمانوں کا واعظ و ہادی بنانا مسند سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جمانا اُس پر ڈھالیں دبلے ہوتے ملتجی بے قابو مشرک سے کوئی بالائی خدمت یا زرہ خود بکتر عاریت لینے کے جواز کا مسئلہ دکھائیں اور اُس سے خود سر خود غرض زبردست خونخوار مشرکوں کے دامن پکڑنا اُن کے سایہ میں پناہ لینا اُن صریح بدخواہوں کی رائے پر اپنے آپ کو سپرد کر دینا منائیں کفار معاہدین یا بعض کے نزدیک قتال سے بالذات عاجزین کے ساتھ کچھ مالی سلوک کی رخصت والی آیت سُنائیں اور اُسے خونخوار مشرکین سخت اعدائے اسلام و مسلمین کے ساتھ اتحاد و وداد بلکہ غلامی و انقیاد کی نہ صرف رخصت بلکہ اعظم فرضیت کی دلیل بنائیں ان سب کا بیان بعونہ تعالیٰ ابھی آتا ہے آپ انصاف کرلیں گے کس نے کھینچ تان کی حاشا نہ صرف کھینچ تان بلکہ کمال جسارت سے احکامِ الٰہیہ کا یا پلٹ کر کے قرآن و حدیث کی عمر بت پرستی پر قربان کی۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝	اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کس پلٹے پر پلٹا کھائیں گے۔

تعلیم کے لیے امداد لینا اور لیڈروں کی دینی حالت کہ اسلام اُن کو نہ جب مدِ نظر تھا نہ اب ہے

(۶) اور تعلیم دین کے لیے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا جو نہ مخالفت شرع سے مشروط نہ اُس کی طرف منجر ہو یہ تو نفع بے غائلہ ہے جس کی تحریم پر شرع مطہر سے اصلاً کوئی دلیل نہیں دین پر قائم رہو مگر دین میں زیادت نہ کرو کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سلاطین کفار کے ہدایہ قبول نہ فرمائے جو وجوہ شناعت آپ نے اُن مدارس میں لکھیں کہ امور مخالف اسلام حتّٰی کہ توہین حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی تعلیم داخل نصاب ہے بے شک جو اس قسم کے اسکول یا کالج ہوں اُن میں نہ فقط اخذ امداد بلکہ تعلیم و تعلم سب حرام قطعی بلکہ مستلزم کفر ہے آپ فرماتے ہیں یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کر رہا ہوں

پھر غیر اسلامیہ کا کیا پوچھنا مگر افسوس اور سخت افسوس یہ کہ آج آپ کو جتنے لیڈر دکھائی دیں گے وہ اور اُن کے بازو اور اُن کے ہم زبان عام طور پر انھیں سکولوں کالجوں کے کاسہ لیس ملیں گے انھیں سے بڑی بڑی ڈگریاں ایم - اے، بی - اے کی پائے ہوئے ہوں گے کیا اس وقت تک ان میں یہ خباثتیں نہ تھیں ضرور تھیں مگر ان صاحبوں کو مقبول اور منظور تھیں اور اب بھی جو آنکھ کھلی تو صرف ایک گوشہ - انگریزوں کی طرف کی اور وہ بھی شریعت پر زیادت کے ساتھ کہ اُن سے مجرد معاملت بھی حرام قطعی بلکہ کفر اور مشرکوں کی طرف کی پہلے سے بھی زیادہ پٹ ہوگئی کہ اُن سے وداد و اتحاد واجب بلکہ اُن کی غلامی و انقیاد فرض اُنھیں راضی کر لیا تو خدا کو راضی کر لیا تو ثابت ہُوا کہ اسلام ان حضرات کو نہ حب مدِ نظر تھا ورنہ ایسی مخرب دین تعلیموں سے بھاگتے نہ اب مدِ نظر ہے ورنہ مشرکوں کے اتحاد و انقیاد کے فتنے نہ جاگتے ع

نہ آغاز بہتر نہ انجام اچھا

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

موالات کی بحث

(۷) ترک معاملت کو ترکِ موالات بنا کر قرآن عظیم کی آیتیں کہ ترکِ موالات میں ہیں سُوجھیں مگر فتوائے مسٹر گاندھی سے ان سب میں استثنائے مشرکین کی پچر لگا لی کہ آیتیں اگرچہ عام ہیں مگر ہندوؤں کے بارے میں نہیں۔ ہندو توہا دیان اسلام ہیں آیتیں صرف نصاریٰ کے بارے میں ہیں اور نہ کل نصاریٰ فقط انگریز۔ اور انگریز بھی کل تک ان کے مورد نہ تھے حالاتِ حاضرہ سے ہُوئے ایسی ترمیم شریعت و تغییر احکام و تبدیل اسلام کا نام خیر خواہی اسلام رکھا ہے ترک موالات کفار میں قرآنِ عظیم نے ایک دو دس بیس جگہ تاکید شدید پر اکتفا نہ فرمائی بلکہ بکثرت جابجا کان کھول کھول کر تعلیمِ حق سنائی اور اس پر بھی تنبیہ فرما دی کہ:

قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون۔ ہم نے تمہارے لیے آیتیں صاف کھول دیں ہیں اگر تمہیں عقل ہو۔

مگر توبہ کہاں عقل اور کہاں کان یہ سب تو وداد ہنود پر قربان لاجرم اُن سب سے ہندوؤں کا استثناء کرنے کے لیے بڑے بڑے آزاد لیڈروں نے قرآنِ عظیم میں تحریفیں کیں آیات میں پیوند جوڑے

پیشِ خویش واحد قہار کو اصلاحیں دیں اُن کی تفصیل گزارش ہو تو دفتر طویل نگارش ہو۔

آیہ ممتحنہ کا روشن بیان ایک آیۂ کریمہ کے بیان پر اقتصار کروں کہ وہی ان سب چھوٹے بڑے لیڈروں کی نقل مجلس ہے یعنی کریمۂ ممتحنہ لاینھٰکم اللہ الآیۃ اس میں اکثر اہل تاویل جن میں سلطان المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں فرماتے ہیں اس سے مراد بنو خزاعہ ہیں جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مدت تک معاہدہ تھا۔ رب عزوجل نے فرمایا: ان کی مدت عہد تک ان سے بعض نیک سلوک کی تمھیں ممانعت نہیں۔ امام مجاہد تلمیذ اکبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ ان کی تفسیر بھی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس ہی سمجھی جاتی ہے، فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جنھوں نے مکہ مکرمہ سے ابھی ہجرت نہ کی تھی۔ رب عزوجل فرماتا ہے: ان کے ساتھ نیک سلوک منع نہیں۔ بعض مفسرین نے کہا مراد کافروں کی عورتیں اور بچے ہیں جن میں لڑنے کی قابلیت ہی نہیں۔ قول اکثر کی حجت حدیث بخاری ومسلم واحمد وکثیرین ہے کہ سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس اُن کی والدہ قتیلہ بحالت کفر آئی اور کچھ ہدایہ لائی۔ انھوں نے نہ اُس کے ہدیے قبول کیے نہ آنے دیا کہ تم کافرہ ہو جب تک سرکار سے اذن نہ ملے تم میرے پاس نہیں آسکتیں۔ حضور میں عرض کی اُس پر آیۂ کریمہ اُتری کہ اُن سے ممانعت نہیں یہ واقعہ زمانۂ صلح ومعاہدہ کا ہے خصوصاً یہ تو ماں کا معاملہ تھا ماں باپ کے لیے مطلقاً ارشاد ہے وصاحبھما فی الدنیا معروفا۔ دنیوی معاملوں میں اُن کے ساتھ اچھی طرح رہ ظاہر ہے کہ قول امام مجاہد پر تو آیۂ کریمہ کو کفار سے تعلق ہی نہیں خاص مسلمانوں کے بارے میں ہے اور نہ اب وہ کسی طرح قابل نسخ اور قول سوم یعنی ارادۂ نساء وصبیان پر بھی اگر منسوخ نہ ہو ان دوستان ہنود کو نافع نہیں کہ یہ جن سے وداد واتحاد منا رہے ہیں عورتیں اور بچے نہیں قول اول پر بھی کہ آیت اہل عہد و ذمہ کے لیے ہے اور یہی قول اکثر جمہور ہے آیۂ کریمہ میں نسخ ماننے کی کوئی حاجت نہیں لاجرم اکثر اہل تاویل اُسے محکم مانتے ہیں۔

آیہ ممتحنہ میں ائمہ حنفیہ کا مسلک اور اسی پر ہمارے ائمہ حنفیہ نے اعتماد فرمایا کہ آیہ لاینھٰکم دربارۂ اہل ذمہ اور آیۂ ینھٰکم اللہ

حربیوں کے بارے میں ہے۔ اسی بنا پر ہدایہ و درر وغیرہا کتب معتمدہ میں فرمایا کافر ذمی کے لیے وصیت جائز ہے اور حربی کے لیے باطل وحرام آیۂ لا ینھٰکم اللہ نے ذمی کے ساتھ احسان جائز فرمایا اور آیۂ انما ینھٰکم اللہ نے حربی کے ساتھ احسان حرام عبارت ہدایہ یہ ہے:

یجوز ان یوصی المسلم للکافر و الکافر للمسلم فالاول لقولہ تعالٰی لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الآیۃ والثانی لانھم بعقد الذمۃ ساووا المسلمین فی المعاملات ولھٰذا اجاز التبرع من الجانبین فی حالۃ الحیاۃ فکذا بعد الممات وفی الجامع الصغیر الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ لقولہ تعالٰی انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین الآیۃ۔	جائز ہے کہ مسلمان (ذمی) کافر کے لیے وصیت کرے اور کافر مسلمان کے لیے اوّل تو اس دلیل سے کہ اللہ تعالٰی تمھیں اُن سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے آخر آیت تک اور دوم اس لیے کہ وہ ذمی ہونے کے سبب معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہو گئے اسی لیے زندگی میں ایک دُوسرے کے ساتھ مالی نیک سلوک کر سکتا ہے تو یوہیں بعد موت بھی اور جامع صغیر میں ہے حربیوں کے لیے وصیت باطل ہے اس لیے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تو تمھیں اُن سے منع فرماتا ہے جو تم سے دین میں لڑے آخر آیت تک۔

کافر[1] سے خاص ذمی مراد ہے بدلیل قولہ انھم بعقد الذمۃ ولھٰذا امام اکمل نے عنایہ میں اُس کی شرح یُوں فرمائی:

وصیۃ المسلم للکافر الذمی وعکسھا	مسلمان کا کافر ذمی کے لیے وصیت کرنا اور اسکا

---

[1] یہاں سے بعض مفتیان اجہل کی جہالت شدیدہ ظاہر ہوئی جنھوں نے عبارت ہدایہ کو مشرکین ہند پر چسپاں کیا باطل یہ کہ اپنی ہی نقل کردہ عبارت نہ سُوجھی لانھم بعقد الذمۃ سُوجھی کیوں نہیں قصداً عوام کو دھوکے دینے کی ٹھہرائی، حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

جائزۃ۔ عکس جائز ہے۔۱۲

امام اتقانی نے غایۃ البیان میں فرمایا:

اراد بالکافر الذمی لان الحربی لا تجوز لہ الوصیۃ علی ما نبین۔

عبارت ہدایہ میں کافر سے ذمی مراد ہے اس لیے کہ حربی کے لیے وصیت جائز نہیں جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے ۱۲

ایسا ہی جوہرۂ نیرہ و مستصفے میں ہے کفایہ میں فرمایا:

اراد بہ الذمی بدلیل التعلیل وروایۃ الجامع الصغیر ان الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ۔

صاحب ہدایہ نے کافر سے ذمی مراد لیا لیک تو ان کی دلیل اس پر گواہ ہے کہ فرمایا وہ ذمی ہونے کے سبب معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہو گئے دوسرے جامع صغیر کے روایت کہ حربیوں کے لیے وصیت باطل ہے۔۱۲

اسی کو وافی و کنز و تنویر وغیرہا متون میں یوں تعبیر فرمایا:

یجوز ان یوصی المسلم للذمی وبالعکس۔

جائز ہے کہ مسلمان ذمی کے لیے وصیت کرے اور اس کا عکس بھی۔۱۲

تفسیر احمدی میں ہے:

والحاصل ان الایۃ الاولیٰ ان کانت فی الذمی والثانیۃ فی الحربی کما ھو الظاھر وعلیہ الاکثرون کان دالا علی جواز الاحسان الی الذمی دون الحربی ولھذا تمسک صاحب الھدایۃ فی باب الوصیۃ ان الوصیۃ للذمی جائزۃ دون الحربی لانہ

حاصل یہ کہ پہلی آیت جس میں نیک سلوک کی رخصت ہے اگر دربارۂ ذمی ہو اور دوسری جس میں مقاتلین سے ممانعت ہے دربارۂ حربی جیسا کہ یہی ظاہر ہے اور یہی مذہب اکثر ائمہ ہے تو آیتیں دلیل ہوں گی کہ ذمی کے ساتھ نیک سلوک جائز ہے اور حربی کے ساتھ حرام ولہٰذا صاحب ہدایہ نے باب الوصیۃ میں انھیں آیتوں کی سند سے

نوع احسان ولهذا المعنى قال فی باب الزکوٰۃ ان الصدقۃ النافلۃ یجوز اعطاؤھا للذمی دون الحربی۔

فرمایا کہ ذمی کے لیے وصیت جائز ہے اور حربی کے لیے حرام کہ وہ ایک طرح کا احسان ہے اور اسی کے سبب باب الزکات میں فرمایا کہ نفل صدقہ ذمی کو دینا حلال اور حربی کو دینا حرام۔ ۱۲

نہایۃ امام سغناقی وغایۃ البیان امام اتقانی و بحر الرائق وغنیہ علامہ شرنبلالی میں ہے:

واللفظ للبحر صح دفع غیر الزکوٰۃ الی الذمی لقولہ تعالیٰ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الآیۃ وقید بالذمی لان جمیع الصدقات فرضا کانت او واجبا او تطوعًا لا تجوز للحربی اتفاقا کما فی غایۃ البیان لقولہ تعالیٰ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واطلقہ فشمل المستامن وقد صرح بہ فی النہایۃ۔

زکاۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے تمھیں اللہ ان سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑے ذمی کی قید اس لیے لگائی کہ حربی کے لیے جملہ صدقات حرام ہیں فرض ہوں یا واجب یا نفل جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے اس لیے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اللہ تمھیں اُن سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑے حربی کو مطلق رکھا تو مستامن کو بھی شامل ہُوا جو سلطان اسلام سے پناہ لے کر دار الاسلام میں آیا اُسے بھی کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں اور نہایہ میں اس کی صاف تصریح ہے۔

تبیین الحقائق امام زیلعی پھر فتح اللہ المعین سید ازہری میں ہے:

لا یجوز دفع الزکوٰۃ الی ذمی ویجوز لقولہ تعالیٰ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم

ذمی کو زکاۃ دینا تو جائز نہیں اور باقی صدقات دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اللہ تمھیں اُن سے نہیں روکتا جو

فی الدین صرف الصدقات الیھم بخلاف الحربی المستامن حیث لا یجوز دفع الصدقۃ الیہ لقولہ تعالیٰ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واجمعوا علی ان فقراء اھل الحرب خرجوا من عموم الفقراء۔

دین میں تم سے نہ لڑے بخلاف حربی اگرچہ مستامن ہو کہ اُسے کسی قسم کا صدقہ دینا حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تمھیں اُن سے روکتا ہے جو تم سے دین میں لڑے اور ائمۂ امت کا اجماع ہے کہ قرآن عظیم میں جو صدقات فقرأ کے لیے بتائے حربی فقیر اُن سے خارج ہیں۔

جوہرہ نیرہ میں ہے:

انما جاز ت الوصیۃ للذمی ولم تجز للحربی لقولہ تعالیٰ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم ثم قال انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین الاٰیۃ۔

خاص ذمی کے لیے وصیت جائز اور حربی کے لیے حرام اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمھیں اُن سے نیک سلوک کو منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمھیں گھروں سے نہ نکالا پھر فرمایا اللہ تمھیں اُن سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے۔

کافی میں ہے:

یجوز ان یدفع غیر الزکاۃ الی ذمی وقال ابو یوسف والشافعی لا یجوز کالزکوٰۃ ولنا قولہ تعالیٰ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم۔

زکاۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتا ہے اور امام ابو یوسف و امام شافعی نے فرمایا اور صدقات بھی ذمی کو نہیں دے سکتا جیسے زکوٰۃ ہماری دلیل اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ تمھیں اُن سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑے۔

فتح القدیر میں ہے:

الفقراء فی الکتاب عام خص منه	قرآن عظیم میں فقراء کا لفظ عام ہے باجماع
الحربی بالاجماع مستندین الی	امت حربی اُس سے خارج ہیں اجماع کی
قوله تعالیٰ انما ینهکم الله عن	سند اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ تمہیں
الذین قاتلوکم فی الدین۔	اُن سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑے۔

عنایہ ومعراج الدرایہ ومحیط برہانی وجودی زادہ وشرنبلالی و بدائع وسیر کبیر امام محمد کی عبارتیں عنقریب آتی ہیں۔ یہ ہے مسلک ائمہ حنفیہ جسے حنفی بننے والے لیڈر یوں مسخ و نسخ کی دیوار سے مارتے ہیں اور اُس سے حربی مشرکوں کے ساتھ نرا احسان مالی نہیں بلکہ وداد و تحاد بگھارتے ہیں۔

آیت میں نسخ کے اقوال

یحرفونه من بعد ماعقلوه وهم	دیدہ دانستہ بات سمجھ کر اُس کی جگہ سے
یعلمون ٥	پھیرتے ہیں۔

آیہ کریمہ میں ایک قول یہ ہے کہ مطلق کفار مراد ہیں جو مسلمانوں سے نہ لڑے اُن کے نزدیک وہ ضرور آیات قتال وغلظت سے منسوخ ہے اجلہ ائمہ تابعین مثل امام عطا بن ابی رباح اُستاذ امام اعظم ابوحنیفہ جن کی نسبت امام اعظم فرماتے ما رأیت افضل من عطاء میں نے اُن سے افضل کسی کو نہ دیکھا و عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم مولی امیرالمومنین عمر فاروق اعظم وقتادہ تلمیذ خاص حضرت انس خادم خاص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُس کے منسوخ ہونے کی تصریح فرمائی۔ جلالین شریف میں بتایا کہ یہی اصح ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے:

اختلفوا فی المراد من الذین لم	اس میں اختلاف ہوا کہ وہ جو تم سے دین میں
یقاتلوکم فالاکثر علی انهم اهل	نہ لڑے اُن سے کون لوگ مراد ہیں اکثر
العهد الذین عاهدوا رسول	اہل تاویل اس پر ہیں کہ اُن سے اہل عہد
الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم	مراد ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علی ترک القتال والمظاهرة	علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ حضور سے لڑینگے

فی العداوۃ وھم خزاعۃ
کانوا عاھدوا الرسول علی ان لا
یقاتلوہ ولا یخرجوہ فامر الرسول علیہ
الصلاۃ والسلام بالبر والوفاء
الی مدۃ اجلھم وھذا قول ابن
عباس ومقاتل ابن حیان ومقاتل
ابن سلیمان ومحمد ابن سائب الکلبی وقال
مجاھد الذین اٰمنوا بمکۃ ولم یھاجروا
وقیل ھم النساء والصبیان وعن
عبداللہ بن الزبیر انھا نزلت فی
اسماء بنت ابی بکر قدمت امھا
قتیلہ علیھا وھی مشرکۃ
بھدایا فلم تقبلھا ولم
تأذن للدخول فامرھا
النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ان تدخلھا
وتقبل منھا وتکرمھا
وتحسن الیھا وقیل
الاٰیۃ فی المشرکین و
قال قتادہ نسختھا اٰیۃ
القتال۔

نہ دشمن کی مدد کریں گے اور وہ بنی خزاعہ
ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ لڑیں گے
نہ مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے نکالیں گے۔
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اُن کے
ساتھ نیک سلوک فرمائیں اور ان کا عہد
مدت موعود تک پورا کریں۔ حضرت عبداللہ
بن عباس و مقاتل بن حیان و مقاتل بن
سلیمٰن و محمد بن سائب کلبی کا یہی قول ہے
اور امام مجاہد نے فرمایا وہ مسلمانانِ مکہ
مراد ہیں جنھوں نے ابھی ہجرت نہ کی تھی اور
بعض نے کہا عورتیں اور بچے مراد ہیں عبداللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ یہ آیہ کریمہ حضرات اسماء بنت صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں اُتری
اُن کی ماں قتیلہ بحالتِ کفر اُن کے پاس
کچھ ہدیے لے کر آئیں اُنھوں نے نہ ہدیے
قبول کیے نہ اُنھیں آنے کی اجازت دی
تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُنھیں
حکم فرمایا کہ اُسے آنے دیں اور اُس کے
ہدیے قبول کریں اور اُس کی خاطر اور اُس کے
ساتھ نیک سلوک کریں اور بعض نے کہا آیت
دربارۂ مشرکین ہے قتادہ نے کہا وہ
آیۂ جہاد سے منسوخ ہوگئی۔

صحیح مسلم شریف میں اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

قدمت علی امی وھی مشرکۃ فی عھد قریش اذ عاھدھم فاستفیتت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قلت قدمت علی امی وھی راغبۃ افاصل امی قال نعم صلی امک۔

میری ماں کہ مشرکہ تھی اُس زمانہ میں کہ کافروں سے معاہدہ تھا میرے پاس آئی میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ میری ماں طمع لے کر میرے پاس آئی ہے کیا میں اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کروں فرمایا ہاں اپنی ماں سے نیک سلوک کر۔

جمل میں قرطبی سے ہے:

ھی مخصوصۃ بالذین اٰمنوا ولم یھاجروا وقیل یعنی بہ النساء والصبیان لانھم ممن لا یقاتل فاذن اللہ فی برھم حکاہ بعض المفسرین وقال اکثر اھل التاویل ھی محکمۃ واحتجوا بان اسماء بنت ابی بکر سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھل تصل امھا حین قدمت علیہا مشرکۃ قال نعم خرجہ البخاری ومسلم اھ

یہ آیت خاص ہے ان کے بارے میں جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی اور بعض نے کہا اُس سے عورتیں اور بچے مراد ہیں اس لیے کہ وہ لڑنے کے قابل نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ مالی نیک سلوک کی اجازت دی اسے بعض مفسرین نے نقل کیا اور اکثر اہلِ تاویل نے کہا آیت محکم ہے اور اس سے سند لائے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کیا اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کریں جب وہ اُن کے پاس بحالتِ شرک آئی تھیں فرمایا ہاں اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

تفسیر درمنثور میں ہے:

اخرج حمید وابن المنذر عن

عبد بن حمید اور ابن المنذر نے امام مجاہد

مجاهد فی قوله لا ینهٰکم الله عن الذین لم یقاتلوکم الآیة قال ان تستغفروا لهم وتبروهم وتقسطوا الیهم هم الذین اٰمنوا بمکة ولم یهاجروا اھ

سے تفسیر کریہ لا ینہٰکم میں روایت کی فرمایا معنی آیت یہ ہیں کہ اللہ تمہیں منع نہیں فرماتا کہ تم ان کی مغفرت کی دُعا کرو اور اُن سے نیک سلوک و انصاف کا برتاؤ برتو اس سے مراد کون لوگ ہیں وہ جو مکّہ میں ایمان لائے تھے اور ہجرت کی۔

تفسیر جامع البیان میں بہ سند صحیح ہے:

حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وهب قال قال ابن زید و سألته عن قول الله عز وجل لا ینهٰکم الله الآیة فقال هذا قد نسخ نسخه القتال۔

مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی کہ مجھ کو ابن وہب نے خبر دی کہا جب میں نے امام ابن زید سے کریمۂ لا ینہٰکم اللہ کے بارے میں پوچھا فرمایا یہ منسوخ ہے حکم جہاد نے اسے نسخ فرما دیا۔

تفسیر درمنثور میں ہے:

اخرج ابوداود فی تاریخه و ابن المنذر عن قتادة لا ینهٰکم الله الآیة نسختها اقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم۔

ابوداؤد نے اپنی تاریخ اور ابن المنذر نے تفسیر میں قتادہ سے روایت کی کریمہ لا ینہٰکم اللہ کو اس آیت نے منسوخ فرما دیا کہ مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

اُسی میں ہے:

ابن ابی حاتم و ابوالشیخ عن مقاتل فی قوله تعالٰی وقاتلوا المشرکین کافة قال نسخت هذه الآیة کل اٰیة فیها رخصة۔

ابن ابی حاتم و ابوالشیخ نے اپنی تفسیروں میں مقاتل سے روایت کی کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد نے کہ سب مشرکوں سے قتال کرو اس سے پہلے جتنی آیتوں میں کچھ رخصتیں تھیں سب منسوخ فرما دیں۔

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیر کریمہ یایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ہے۔

قال عطاء نسخت[1] ھذہ الآیۃ کل شیئ من العفو والصفح۔

امام عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کافروں کے ساتھ معافی و درگزر کی جتنی اجازتیں تھیں سب اس آیہ کریمہ نے منسوخ فرمادیں۔

تفسیر عنایۃ القاضی میں زیر کریمہ لا ینھٰکم اللہ ہے۔

ھذہ الآیۃ منسوخۃ بقولہ تعالیٰ اقتلوا المشرکین الآیۃ۔

یہ آیت اللہ عزوجل کے اس ارشاد سے منسوخ ہے کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ تلوار کے گھاٹ اتارو۔

تفسیر خطیب شربینی پھر فتوحات الالٰہیہ میں ہے:

کان ھذا الحکم وھو جواز موالاۃ الکفار الذین لم یقاتلوا فی اول الاسلام عند الموادعۃ وترک الامر بالقتال ثم نسخ بقولہ تعالیٰ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔

یہ حکم کہ جو کفار مسلمانوں سے نہ لڑے اُن کے ساتھ کچھ نیک سلوک کیا جائے ابتدا میں تھا کہ لڑائی موقوف تھی اور جہاد کا حکم نہ تھا پھر یہ حکم اس آیۂ کریمہ سے منسوخ ہوگیا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ گردن مارو۔

جلالین شریف میں ہے:

ھذا قبل الامر بجھادھم۔

یہ اجازت اس وقت تک تھی کہ جہاد کا حکم نہیں ہوا تھا۔

اُسی کے خطبہ میں ہے:

ھذا تکملۃ تفسیر القراٰن الکریم

یہ امام جلال الدین محلی کی تفسیر کا تکملہ اُسی کے

---

[1] یہاں سے اُس جاہل مفتی کی جہالت ظاہر ہوگئی جس نے آیۂ لا ینھٰکم کو کہا کہ واغلظ علیھم سے اس کو کسی نے منسوخ نہیں بتایا۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

الذی الفه الامام جلال الدین المحلی علی نمطه من ذکر ما یفهم به کلام الله تعالیٰ والاعتماد علی ارجح الاقوال۔

انداز پر ہے کہ اتنی بات بیان کی جائے جس سے کلام اللہ سمجھ میں آجائے اور جو قول سب سے راجح ہے اس پر اعتماد کیا جائے۔

جمل میں ہے:

ای الاقتصار علی ارجح الاقوال۔

یعنی صرف وہ قول بیان کریں گے جو سب سے راجح ہے۔

زرقانی علی المواہب میں ہے:

الجلال قد التزام الاقتصار علی الاصح۔

امام جلال نے التزام فرمایا ہے کہ صرف وہ قول لکھیں گے جو سب سے زیادہ صحیح ہے۔

یہاں مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں جو اس کی طرف بلاتے ہیں مسلمانوں کے بدخواہ ہیں

تنبیہ ضروری: یہ آیۂ کریمہ کہ یہاں علماء و ائمہ نے بیان ناسخ کیلئے تلاوت کی کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور اس مضمون کی اور آیات نیز وہ عبارات ہدایہ وغیرہا قریب آنے والیاں کہ جہاد میں پہل واجب ہے ان کا تعلق سلاطین اسلام و عساکر اسلام اصحاب خزائن و اسلحہ و استطاعت سے ہے نہ ان کے غیر سے قال اللہ تعالیٰ:

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعها ○

اللہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُس کی طاقت بھر۔

وقال تعالیٰ:

لا یکلف اللہ نفساً الا ما اٰتیها ○

اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُتنے کی جس قدر کی استطاعت اُسے دی ہے۔

وقال تعالیٰ:

لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ — اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

مجتبیٰ وجامع الرموز و ردالمحتار میں ہے:

یجب علی الامام ان یبعث سریۃ الی دار الحرب کل سنۃ مرۃ او مرتین وعلی الرعیۃ اعانتہ الا اذا اخذ الخراج فان لم یبعث کان کل الاثم علیہ وھذا اذا غلب علی ظنہ انہ یکافئھم والا فلا یباح قتالھم۔

سلطان اعظم اسلام پر فرض ہے کہ ہر سال ایک یا دو بار دارالحرب پر لشکر بھیجے اور رعیت پر اس کی مدد فرض ہے اگر اُس نے ان سے خراج نہ لیا ہو تو سلطان اگر لشکر نہ بھیجے تو سارا گناہ اسی کے سر ہے یہ سب اُس صورت میں ہے کہ اُسے غالب گمان ہو کہ طاقت میں کافروں سے کم نہ رہے گا نہ اسے اُن سے لڑائی کی پہل جائز نہیں۔

خصوصاً ہندوستان میں جہاں اگر دس مسلمان ایک مشرک کو قتل کریں تو معاذ اللہ دسوں کو پھانسی ہو ایسی جگہ مسلمانوں پر جہاد فرض بتانے والا شریعت پر مفتری اور مسلمانوں کا بدخواہ ہے ہمارا مقصود اس قدر تھا کہ کریمہ ممتحنہ اگر جملہ مشرکین غیر محاربین کو عام ہے تو ضرور منسوخ ہے وہ بحمدہٖ تعالیٰ بروجہ احسن ثابت ہوگیا۔

خود قرآن عظیم سے اس آیت کی منسوخی کا ثبوت اگر ہر غیر محارب بالفعل کو عام مانی جائے

وانا اقول وباللہ التوفیق اگر وہ اکابر تابعین اس کے نسخ کی تصریح اور یہ امام جلیل اس کی ترجیح وتصحیح نہ فرماتے تو قرآن عظیم خود شاہد تھا کہ آیۂ لا ینھٰکم اگر جملہ مشرکین غیر محاربین بالفعل کو عام ہے تو قطعاً منسوخ ہے ممتحنہ کا نزول سورۂ برأت سے یقیناً پہلے ہے تصریح ائمہ نہ ہوتی تو خود اُس کی آیاتِ کریمہ بتا رہی ہیں کہ اُس کے نزول تک مکہ معظمہ قبضۂ کفار میں تھا اور سورۂ توبہ شریف کے ارشادات جگمگا رہے ہیں کہ اُس کا نزول بعد فتح بلد الحرام وتسلط تام دین اسلام ہے وللہ الحمد سورۂ برأت میں ارشاد فرمایا:

یایھا النبی جاھد الکفار و المنٰفقین واغلظ علیھم ومأوٰھم جھنم وبئس المصیر۔	اے نبی! کافروں اور منافقوں پر جہاد فرمائیے اور اُن کے ساتھ سختی سے پیش آئیے اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہے بُری پھرنے کی جگہ۔

پھر اسی صورت میں ارشاد فرمایا:

یایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ۔	اے ایمان والو! اپنے پاس کے کافروں سے لڑو اور تم پر فرض ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔

یہ حکم بھی جمیع کفار کو عام ہے حکمت یہی ہے کہ پہلے پاس والوں کو زیر کیا جائے جب وہاں اسلام کا تسلط ہو جاتے تو اب جو اُس سے نزدیک ہیں وہ پاس والے ہوتے وہ زیر ہو جائیں تو اب جو اُن سے قریب ہیں یوہیں یہ سلسلہ شرقاً غرباً منتہائے زمین تک پہنچے اور بحمداللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا اور لعونہ تعالیٰ ایسا ہی بروجہ اتم وکمال زمانۂ امام موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہونیوالا ہے۔

سب کافروں سے قتال وغلظت کا حکم ہے اگرچہ محاربا بالفعل نہ ہوں محارب بالفعل کی تخصیص منسوخ ہوگئی

حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ۔	یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔

یہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کفار پر درشتی کرو مومنین کو حکم ہوا کافروں پر سختی کرو اس میں نہ کوئی تقسیم ہے نہ تردید نہ تخصیص نہ تقیید اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نیک سلوک اور سختی و درشتی باہم تنافی ہیں پہلے نیک سلوک کی اجازت تھی اب درشتی و سختی کا حکم ہوا تو وہ اجازت ضرور منسوخ ہوگئی۔ اجماع اُمت ہے کہ جہاد کفار محاربین بالفعل سے مخصوص نہیں مدافعانہ و جارحانہ قطعاً دونوں طرح کا حکم ہے اجازت کا مدافعانہ میں حصر پہلے تھا پھر قطعاً منسوخ ہوگیا مبسوط شمس الائمہ سرخسی وکفایہ وعنایہ وتبیین وبحر الرائق ورد المحتار وغیرہا

میں ہے:

واللفظ للبابرتی قوله تعالیٰ فان قاتلوکم فاقتلوهم منسوخ بیانه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان فی الابتداء مأمورا بالصفح والاعراض عن المشرکین بقوله فاصفح الصفح الجمیل واعرض عن المشرکین الآیة ثم امر بالدعاء الی الدین بالموعظة والمجادلة بالاحسن بقوله تعالیٰ ادع الی سبیل ربك بالحکمة الآیة ثم اذن بالقتال اذا کانت البداءة منهم بقوله تعالیٰ فان قاتلوکم فاقتلوهم ثم امر بالقتال ابتداء فی بعض الازمان بقوله تعالیٰ فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین الآیة ثم امر بالبداءة بالقتال مطلقاً فی الازمان کلها وفی الاماکن باسرها فقال تعالیٰ وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة الآیة وقاتلوا الذین لا یؤمنون بالله وبالیوم الآخر الآیة۔

یہ ارشاد کہ اگر وُہ تم سے لڑیں تو اُن کو قتل کرو منسوخ ہے بیان اُس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتداء میں یہ حکم تھا کہ مشرکوں سے درگزر اور روگردانی فرمائیں ارشاد تھا اچھی طرح درگزر کرو اور مشرکوں سے مُنہ پھیر لو۔ پھر حضور کو حکم ہُوا کہ سمجھانے اور خُوبی کے ساتھ دلیل قائم فرمانے سے دین کی طرف بلاؤ کہ ارشاد تھا اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ پھر اجازت فرمائی گئی کہ اُن کی طرف سے قتال کی ابتدا ہو تو لڑو۔ ارشاد تھا کہ جن سے قتال کیا جائے انھیں پروانگی ہے اور ارشاد تھا کہ اگر وُہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو پھر بعض اوقات ابتداء قتال کا حکم ہوا ارشاد فرمایا جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو پھر مطلقاً ابتداء بالقتال کا حکم ہُوا سب زمانوں اور سب مکانوں میں ارشاد ہُوا اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور فرمایا اُن سے لڑو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔

کنز میں ہے:

الجهاد فرض کفایة ابتداء۔

جہاد کی پہل کرنا فرض کفایہ ہے۔

بحرالرائق میں ہے:

مفید لافتراضه وان لم یبدؤنا للعمومات اما قوله تعالیٰ فان قاتلوکم فاقتلوهم فمنسوخ۔

یہ عبارت فائدہ دیتی ہے کہ جہاد فرض ہے اگرچہ کافر پہل نہ کریں کہ آیتیں عام ہیں اور وہ جو فرمایا تھا کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو وہ منسوخ ہے۔

ہدایہ میں ہے:

قتال الکفار واجب وان لم یبدؤا للعمومات۔

کافروں سے لڑنا واجب ہے اگرچہ وہ پہل نہ کریں کہ احکام عام ہیں۔

فتح القدیر میں ہے:

صریح قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی الصحیحین وغیرهما امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا اللہ یوجب ان نبدأهم بادنی تامل اھ اقول وکذا قوله تعالیٰ قاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله للہ ابتدیته ثم فی الغنایة رأیته کما تقدم[1]۔

صحیحین وغیرہما میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صاف ارشاد مجھے حکم ہوا کہ لوگوں سے قتال فرماؤں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں ادنیٰ غور سے واجب فرماتا ہے کہ ہم اُن سے قتال کی پہل کریں فتح القدیر کی عبارت تمام ہوئی اور میں کہتا ہوں یونہی رب العزۃ کا ارشاد کہ اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لیے ہوجائے۔

---

[1] مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے لا تخرج بنیتهم من ان تکون صالحة للمحاربة وان کانوا لا یشتغلون بالمحاربة کالمشتغلین بالتجارة والحرافة منهم بخلاف النساء والصبیان کافر اگرچہ بالفعل نہ لڑیں اُن کے بدن کی بناوٹ تو لڑنے قابل ہے جیسے اُن کے سوداگر اور کسان بخلاف زنان و اطفال۔ ۱۲ منہ غفرلہ

نیز اسی میں زیرِ حدیث رأی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرأۃ مقتولۃ فقال ما کانت ھذہ تقاتل (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت مقتول دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو لڑنے قابل نہ تھی) ہے:

الحدیث صحیح علی شرط الشیخین فقد علل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القتل بالمقاتلۃ فثبت انہ معلول بالحرابۃ فلزم قتل ما کان مظنۃ لہ بخلاف ما لیس کذلک۔	یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ قتل کی علت قتال ہے تو ثابت ہوا کہ قتل وہی کیا جائے گا جو لڑنے کا شخص ہے تو جسے لڑنے قابل سمجھا جائے شریعت میں اُس کا قتل لازم ہوا بخلاف اُس کے جو اُس کے لائق ہی نہ ہو۔

ہر ادنیٰ خادمِ فقہ جانتا ہے کہ حربی مقابل ذمی ہے نہ کہ خاص محارب بالفعل ہدایہ وغیرہا کی عبارات ابھی گزریں تو آیت قطعاً تمام حربیوں کو شامل خواہ بالفعل مصدر قتال ہوئے ہوں یا نہیں البتہ معاہدین کا استثنا ضروریاتِ دین سے ہے جس پر نصوص قاطعہ ناطق اور وہ اذہان مسلمین میں ایسا مرتکز کہ اصلاً محتاج ذکر نہیں یوہیں حکم جہاد و قتال کے اعتبار سے اصحاب قول سوم کے بھی یہاں گنجائش اجماع و اتفاق ہے کہ معاہدین و ذراری محل جہاد ہی نہیں تو کلمۂ جاھدوھم قاتلوا سے اُن کی طرف ذہن نہ جائے گا۔ فتح القدیر میں ہے:

وما الظن الا ان حرمۃ قتل النساء والصبیان اجماع۔	گمان اس کے سوا کسی طرف نہیں جاتا کہ عورتوں اور بچوں کا قتل حرام ہونے پر اجماع ہے۔

غرض معاہد و ذمی و نساء و صبیان کو نص قتال ابتداءً ہی شامل نہ ہوا کہ تخصیص کی حاجت ہو۔ بحر الرائق میں ہے:

نفس النص ابتداء لم یتعلق بہ لانہ مقید بمن بحیث	سرے سے خود نص اس سے متعلق نہ ہوا کہ وہ خاص ایسے کے بارے میں ہے

یحارب کقولہ تعالیٰ وقاتلوا المشرکین کافۃ الآیۃ فلم تدخل المراۃ۔	جولڑنے کے قابل ہو جیسے ارشادِ الٰہی سب مشرکوں سے لڑو وہ عورت کو شامل نہیں۔

باقی تحقیق عنقریب آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ بالجملہ آیۂ کریمہ میں دو قول ہیں: ایک قول اکثر اہل تاویل کہ سب کفار غیر محاربین بالفعل مراد نہیں بلکہ خاص اہل عہد و پیمان یا اطفال و زنان یا غیر مہاجر مسلمان۔ اس تقدیر پر آیۂ کریمہ مشرکین ہند کو جن سے اتحاد و داد منایا جا رہا ہے کسی طرح شامل ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ نہ اہلِ ذمہ ہیں نہ عورتیں، بچے، نہ مسلمان دوسرا قول بعض کہ سب مشرکین غیر محاربین بالفعل مراد تھے۔

لیڈروں کو پہلا جواب اس طور پر وہ اوّلاً یقیناً منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل کرنا ضلالت و گمراہی کیا کوئی روا رکھے گا کہ شراب پیئے اور کافروں کو بیٹیاں دے اور اپنی سگی بہن سے نکاح کرے کر

کہ بعہد قدیم ناں بود ست

لیڈر بننے والوں کا یہ ظلم عظیم ہے کہ ہندوؤں کو شامل کرنا لیا قول ثانی سے اور اس کا غیر منسوخ[1] ہونا لیا قول اوّل سے جمع بین المتنافیین کر کے بیچارے جاہلوں کو دھوکے دیتے ہیں۔

لیڈروں کو دوسرا جواب ثانیاً اگر بفرض باطل ان کی یہ شترگربگی مان بھی لی جائے تو عام مشرکینِ ہند کو لم یقاتلوکم فی الدین کا مصداق[2]

---

[1] یہاں سے اُس فتوائے جاہلانہ کا حال کھل گیا جس میں عبارت مذکورۂ جمل قال اکثر اھل التاویل ھی محکمۃ الخ اور عبارت روح البیان فی فتح الرحمٰن نسختہا فاقتلوا المشرکین والاکثر علی انہا غیر منسوخۃ سے استناد کر کے آیہ کریمہ کا قول اکثر میں غیر منسوخ ہونا بتایا کہ اُسے ہندوؤں پر جما دیا اب یہ کون سمجھے کہ قول اکثر پر کسی طرح ہندو اُس میں داخل نہیں اور قول رابع پر بفرض غلط اگر داخل ہو سکتے تو یقیناً منسوخ ہے۔ حشمت علی غفرلہ

[2] اس تقریر کو خوب محفوظ رکھنا چاہیے کہ اس سے اُن مفتیان اجہل کی جہالت و بے باکی بلکہ عیاری و چالاکی خوب روشن ہوتی ہے جنھوں نے کہا کہ ہندوستان کے عام ہندو اہل اسلام سے (باقی بر صفحہ آیندہ)

ماننا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ لینا ہے کیا وُہ ہم سے دین پر نہ لڑے کیا قربانی گاؤ پر اُن کے سخت ظالمانہ فساد پُرانے پڑ گئے کیا کٹار پور و آرہ اور کہاں اور کہاں کے ناپاک و ہولناک مظالم جو ابھی تانے ہیں دِلوں سے محو ہو گئے بے گناہ مسلمان نہایت سختی سے ذبح کیے گئے مٹی کا تیل ڈال کر جلائے گئے ناپاکوں نے پاک مسجدیں ڈھائیں قرآن کریم کے پاک اوراق پھاڑے جلائے اور ایسی ہی وُہ باتیں جن کا نام لیے کلیجہ مُنہ کو آئے۔

الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین ○ الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین ○ الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین ○

سُن لو اللہ کی لعنت ظالموں پر۔

اب کوئی دردرسیدہ مسلمان ان لیڈروں سے یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ اے اسٹیجوں پر مسلمان بننے والو! ہمدردیِ اسلام کا ظاہری تانا تننے والو! کچھ حیا کا نام باقی ہے تو ہندوؤں کی گنگا میں ڈوب مرو اسلام و مسلمین و مساجد و قرآن پر یہ ظلم توڑنے والے کیا یہی تمہارے بھائی تمہارے چہیتے تمہارے پیارے تمہارے سردار تمہارے پیشوا تمہارے مددگار تمہارے غمگسار مشرکین ہند نہیں جن کے ہاتھ آج تم بکے جاتے ہو جن کی غلامی کے گیت گاتے ہو۔ اُف اُف اُف۔ تف تف تف۔

ان اللہ جامع المنٰفقین و الکٰفرین فی جہنم جمیعا۔

بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

اور بے ایمان اور پکا بے ایمان ہوگا وُہ جو واحد قہار کو یکسر لپیٹ دے کر کہے کہ یہ ملعون مظالم تو بعض بعض شہر کے بعض بعض کفار نے کیے۔ اس سے سب تو قاتلوکم فی الدین نہیں ہو گئے۔ بدعقلو بدمنشو! کوئی قوم ساری کی ساری نہیں لڑتی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مقاتلہ فی الدین نہیں کرتے اور عامۂ نصاریٰ مقاتلہ فی الدین کے مرتکب و معاون ہیں" طرفہ نظرت یہ کہ جانب نصاریٰ میں معاون کا لفظ بڑھا لیا کہ عامہ نصاریٰ پر جما سکیں اور جانب ہنود میں اُسے اُڑا دیا تاکہ عام ہنود اس میں نہ آسکیں۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

تمام مشرکینِ ہند محارب بالفعل ہیں اور محارب بالفعل کے معنیٰ کی تحقیق

کفارِ زمانۂ رسالت جن کی نسبت حکم ہوا فاقتلوھم حیث ثقفتموھم انھیں جہاں پاؤ قتل کرو اور حکم ہوا وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں کیا ان کا ہر ہر فرد میدانِ جنگ میں آیا تھا۔ لڑائی دیکھی جاتی ہے اگر جو لڑے اُن کی خاص کوئی ذاتی غرض ہے جس میں ساری قوم شریک نہیں تو وہ لڑائی خاص انھیں کی طرف منسوب ہوگی جو اُس کے مرتکب ہوئے مثلاً کسی گاؤں کے دُھرے بینڈھے پر بعض لوگوں سے جنگ ہو تو وہ انھیں کی ہے نہ تمام قوم کی اور اگر لڑائی مذہبی ہے تو اُن سب اہلِ مذہب کی ہے کہ باقی دامے درمے قلمے قدمے معین ہوں گے اور کچھ نہ ہو تو راضی ہوں گے اور اپنے مذہب کی فتح ہو تو خوش ہوں گے اور دُوسرے کی ہو تو رنجیدہ ہوں گے قال تعالیٰ :

ان تمسسکم حسنۃ تسؤھم و اگر تمھیں بھلائی پہنچے تو اُنھیں بُری لگے اور

ان تصبکم سیئۃ یفرحوا بھا۔ اگر تمھیں بُرائی پہنچے تو اُس پر شاد ہوں۔

تو وہ سب محاربین بالفعل ہیں خواہ ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے یہ قربانی گاؤ کا مسئلہ ایسا ہی ہے کون سا ہندو ہے جس کے دل میں اس کا نام سُن کر آگ نہیں لگتی کون سی ہندو زبان ہے جو گئو رکھشا کی مالا نہیں جپتی کون سا شہر ہے جہاں اُس کی سبھا یا اُس کے ارکان یا اُس میں چندہ دینے والے نہیں۔ کیا یہ مقدس بیگناہوں کے خون یہ پاک مساجد کی شہادتیں یہ قرآنِ عظیم کی اہانتیں انھیں ناپاک رکھشاؤں انھیں مجموعی سفاک سبھاؤں کے نتائج نہیں نہ سہی

ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اب جس شہر جس قصبہ جس گاؤں میں چاہو آزما دیکھو اپنی مذہبی قربانی کے لیے گائے پچھاڑو اُس وقت یہی تمھاری باتیں پسلی کے نکلے یہی تمھارے سگے بھائی یہی تمھارے منہ بولے بزرگ یہی تمھارے آقا یہی تمھارے پیشوا تمھاری ہڈی پسلی توڑنے کو تیار ہوتے ہیں یا نہیں ان متفرقات کا جمع کرنا بھی جہنم میں ڈالیے وہ جو آج تمام ہندوؤں اور نہ صرف ہندوؤں تم سب ہندو پرستوں کا امام ظاہر و بادشاہ باطن ہے یعنی گاندھی صاف نہ کہہ چکا کہ مسلمان

اگر قربانیِ گاؤ نہ چھوڑیں گے تو ہم تلوار کے زور سے چھڑا دیں گے اب بھی کوئی شک رہا کہ تمام مشرکین ہندو دین میں ہم سے محارب ہیں پھر اُنھیں لم یقاتلوکم فی الدین میں داخل کرنا کیا نری بے حیائی ہے یا صریح بے ایمانی بھی محاربۂ مذہبی ہر قوم کا اُس بات پر ہوتا ہے جسے وُہ اپنے دین کی رُو سے زشت و منکر جانے اُسی کے ازالہ کے لیے لڑائی ہوتی ہے اور ازالۂ منکر تین قسم ہے موقع ہو تو ہاتھ سے ورنہ زبان سے ورنہ دل سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من رأی منکم منکراً فلیغیرہ	تم میں جو کوئی کچھ خلافِ شرع بات دیکھے
بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ	اُس پر لازم ہے کہ اُسے اپنے ہاتھ
فان لم یستطع فبقلبہ۔	سے رد کرے پھر اگر نہ ہو سکے تو زبان سے
	اور یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے۔

یہ تینوں صورتیں ازالہ و تغییر کی ہیں اور یہ سب اہل محاربہ سے محاربہ ہی ہیں بالفعل ہتھیار اٹھانا شرط نہیں جس کا ثبوت اُوپر گزرا اور اگر یہی ٹھہری کہ اگرچہ لڑائی سرتاج قوم اور تمام افراد قوم کی رضا سے ہو مگر قاتلوکم فی الدین میں صرف وہی داخل ہوں گے جنھوں نے میدان میں ہتھیار اُٹھائے تو ذرا انگریزوں کے ساتھ اپنے بائیکاٹ کا مزاج پوچھ لیجیے کیا ہر انگریز ترکوں کے ساتھ میدانِ جنگ میں گیا تھا ہرگز نہیں لاکھوں یا شاید کروروں ہوں جنھوں نے اُس میدان کی صورت تک نہ دیکھی خصوصاً ہندوستان میں سول کے انگریز تو یہ سب لم یقاتلوکم فی الدین ہُوئے اور تمھارا یہ ترک تعاون کا عام مسئلہ تمھارے ہی مُنہ سخت جھوٹا اور شریعت پر افترا ٹھہرا کر منقاطعہ کر دو تو اُنھیں معدود سے کر دو جو میدان میں ترکوں سے لڑے غرض ؎

نے فروعت محکم آمد نے اصول
شرم بادت از خدا و از رسول

قرآن عظیم سے مزعومات لیڈران کا رد

تنبیہ جلیل اقول کریمہ وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ کہ ابھی ہم نے تلاوت کی قطعاً اپنی بروجہ ہر پہلو پر لیڈران عنود پس روان ہنود پر رد شدید ہے۔ ان کا

مزعوم دو فقرے ہیں:

اوّل یہ کہ ہنود میں مقاتل فی الدین صرف وہی ہیں جنھوں نے وہ مظالم کیے تو مقاتل نہیں مگر مقاتل بالفعل جس نے ہتھیار اٹھایا اور قتال کو آیا تاکہ عامہ ہنود کو قاتلوکم فی الدین سے بچالیں۔

دوم یہ کہ جو مقاتل بالفعل نہیں اُس سے اظہار عداوت فرض نہیں تاکہ بزورِ زباں اُن سے وداد و اتحاد کی راہ نکالیں اب آیہ کریمہ میں چار احتمال ہیں:

اول دونوں کافۃ مسلمانوں سے حال ہوں یعنی تم سب مسلمان مشرکوں سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔

دوم دونوں مشرکین سے حال ہوں یعنی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔

سوم پہلا کافۃ مشرکین سے حال ہو اور دوسرا مومنین سے یعنی تم بھی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ تم سے لڑتے ہیں۔ یہ قول عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منقول ہے۔

چہارم اس کا عکس یعنی سب مسلمان مشرکوں سے لڑیں جس طرح سب مشرک مسلمانوں سے لڑتے ہیں کبیر میں اسی کو ترجیح دی اور لباب میں اسی پر اقتصار کیا اور امام نسفی نے چاروں احتمالوں کا اِشعار کیا۔ مفاتیح الغیب میں ہے:

فی قولہ تعالٰی کافۃ قولان الاول	ارشاد الٰہی کافۃ میں دو قول ہیں اوّل
انہ یکون المراد قاتلوھم باجمعکم	مراد یہ ہے کہ تم سب اُن کے قتال پر
مجتمعین علی قتالھم کما انھم	اتفاق کر کے اُن سے لڑو جس طرح وہ تم سے
یقاتلونکم علی ھذہ الصفۃ	یوہیں لڑتے ہیں فرماتا ہے قتال مشرکین میں
یرید تعاونوا وتناصروا	سب آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور
علی ذٰلک ولا تتخاذلوا ولا	ایک دوسرے کو بے یار نہ چھوڑو نہ باہم
تتقاطعوا وکونوا عباد اللہ	علاقہ قطع کرو اور سب اللہ کے بندے ہوجاؤ

مجتمعین متوافقین فی مقاتلة الاعداء والثانی قال ابن عباس قاتلوهم بکلیتهم ولا تحابوا بعضهم بترک القتال کما انهم یستحلون قتالکم جمیعکم والقول الاول اقرب حتی یصح قیاس احد الجانبین علی الاٰخر۔

دشمنوں کے قتال پر یک دل و یک رائے ہوکر دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کہ سب مشرکوں سے لڑو اور اُن میں کسی سے ترک قتال میں محابہ نہ کرو جس طرح وہ تم سب سے قتال روا رکھتے ہیں اور پہلا قول زیادہ قریب ہے تاکہ ایک فریق کا دوسرے پر قیاس صحیح ہو۔

خازن میں ہے:

یعنی قاتلوا المشرکین باجمعکم مجتمعین علی قتالهم کما انهم یقاتلونکم علی هذه الصفة۔

یعنی سب مل کر قتال مشرکین پر متفق الرائے ہوکر اُن سے لڑو جس طرح وہ تم سے یوہیں لڑتے ہیں۔

مدارک میں ہے:

کافة حال من الفاعل او المفعول۔

کافۃ فاعل سے حال ہے خواہ مفعول سے۔

اس احتمال چہارم پر آیۂ کریمہ کے دونوں جملے پہلے دو جملوں کے پہلے فقرے کا رد ہیں ظاہر ہے کہ سب مشرک میدان میں نہ آئے سب نے ہتھیار نہ اُٹھائے بلکہ کچھ ساعی تھے کچھ معاون کچھ راضی اور آیت میں فرمایا کہ وہ سب تم سے لڑتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جمیع اقسام مقاتل فی الدین ہیں یوہیں قطعاً تمام ہنود کہ منشا مظالم گئو رکھشا ہے اور اُس میں سب شریک پھر مسلمانوں کو فرمایا تم سب لڑو اگر قتال قتال بالید سے خالص ہو تو جہاد مطلقاً فرض عین ہوجائے اور یہ بالاجماع باطل ہے نیز اس تقدیر پر یہ حکم صحابۂ کرام سے آج تک کبھی بجا نہ لایا گیا کون سے دن دنیا کے سب مسلمان ہتھیار لے کر میدان میں آئے تو معاذ اللہ صحابۂ کرام وجمیع امت کا اجماع ضلالت ومعصیت پر ہوا اور یہ اوّل سے بڑھ کر باطل وکفر ہائل ہے لاجرم قتال ومعاونت ورضا کو عام ہے اب بے شک اس کا حکم شامل جملہ اہل اسلام ہے

اسی طرح احتمال اوّل پر آیہ کریمہ کے دونوں جملے فقرۂ اولیٰ کے رد ہیں پہلے کا ابھی بیان ہوا اور دوسرا یوں کہ جب مشرکین سب مسلمانوں سے مقاتل ہیں تو سب مسلمان مشرکوں کے مقاتل کہ مفاعلۃ جانبین سے ہے اور وہ نہیں مگر اسی طور پر کہ فاعل و معاون و راضی سب مقاتل ہوں بعینہٖ اسی تقریر سے احتمال دوم و سوم بھی جیسا کہ فہیم پر مخفی نہیں بالجملہ ہر پہلو پر آیہ کریمہ کا ہر جملہ اُن کے فقرۂ اُولیٰ کا ردّ ہے اور احتمال دوم سوم پر کریمہ کا پہلا جملہ لیڈروں کے فقرۂ دوم کا بھی رد ہے کہ ارشاد فرمایا گیا سب مشرکوں سے قتال کرو اور قتل و قتال سے بڑھ کر اور اظہارِ عداوت کیا ہے تو ثابت ہُوا کہ مشرک مقاتل بالید ہو یا نہ ہو ہر ایک سے اظہارِ عداوت فرض اور وداد و اتحاد حرام۔

قل جاء الحق و زھق الباطل	کہو حق آیا باطل کا دم ٹوٹا بے شک باطل
ان الباطل کان زھوقا ۝ بل	تو دم توڑنے ہی کو تھا بلکہ ہم حق کو باطل
نقذف بالحق علی الباطل	پر پھینکتے ہیں کہ وہ باطل کا بھیجا نکال
فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم	دیتا ہے جبھی وہ فنا ہو جاتا ہے اور تمہارے
الویل مما تصفون ۝	لیے خرابی ہے اُن باتوں سے جو بناتے ہو۔

اصح قول اکثر ہے کہ کریمہ ممتحنہ صرف معاہدین کے بارے میں ہے

تنبیہ دوم اقول یہاں سے روشن ہُوا کہ آیۂ ممتحنہ میں قول اکثر ہی ارجح و اصح ہے لم یقاتلوکم فی الدین وہی ہو سکتے ہیں جو اہل عہد و ذمہ ہیں کہ اُن کے عہد نے صراحۃً اُنھیں مقاتلین سے جُدا کر لیا۔

والصریح یفوق الدلالۃ۔	تصریح دلالت پر مرجح ہے۔

باقی تمام حربی کفار مقاتل فی الدین ہیں اگرچہ ہتھیار نہ اُٹھاتے ہوں قول آخر کے اصح ہونے کی وجہ یہی ہوتی کہ لفظ عام ہے اور جب ثابت ہوا کہ وہ اہل عہد و ذمہ ہی پر صادق ہے تو حربیوں کی تعمیم ناموجہ ہے یوہیں نساء و صبیان سے تخصیص کی وجہ نہیں اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ورنہ صرف صلۂ مادر و پدر یا غایت درجہ صلۂ رحم کی اجازت نکلے نہ جملہ نساء و صبیان کو تعمیم مقبول کہ اگرچہ وہ حکم قتال سے مستثنیٰ ہیں مگر حکمت غلظت سے مستثنیٰ

نہیں اہل عہد و ذمہ کی عورتیں بچے اُن کے حکم میں رہیں گے اور غیر معاہد حربیوں کے زنان و اطفال اُن کے حکم میں قال تعالیٰ من ذکر او انثی بعضکم من بعض مرد و عورت ایک دوسرے سے

یہاں کے کسی کافر فقیر کو بھیک دینا بھی جائز نہیں صحاح ستہ میں صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنان و صبیان کفار کے بارے میں فرمایا ھم منھم وہ اُنھیں میں سے ہیں ولہذا ہمارے ائمہ کرام نے حربی کو صدقۂ نافلہ دینے کی ممانعت سے اُن کی عورتوں بچوں کسی کو مستثنیٰ نہ فرمایا حکم عام دیا۔ جامع صغیر امام محمد و ہدایہ و درر و غایہ و کفایہ و جوہرہ و مستصفی پھر نہایہ و غایۃ البیان و فتح القدیر و بحر الرائق و کافی و تبیین و تفسیر احمدی و فتح اللہ المعین و غنیۃ ذوی الاحکام کتب معتمدہ کی عبارتیں اوپر گزریں، معراج الدرایہ میں ہے:

صلتہ لا یکون براً شرعاً و لذا لم یجز التطوع الیہ۔	حربی سے نیک سلوک شرعاً کوئی نیکی نہیں اس لیے اُسے نفل خیرات دینا بھی حرام ہے۔

غنایہ امام اکمل میں ہے:

التصدق علیھم مرحمۃ بھم و مواساۃ وھی منافیۃ لمقتضی الآیۃ۔	اُنھیں خیرات دینا اُن پر ایک طرح کی مہربانی اور اُن کی غمخواری ہے اور یہ حکم قرآن مجید کے خلاف ہے۔

امام برہان الدین صاحب ذخیرہ نے محیط پھر علامہ حوی زادہ پھر علامہ شرنبلالی نے غنیہ میں فرمایا:

لا یجوز للمسلم برالحربی۔	حربی کے ساتھ نیک سلوک مسلمان کو حرام ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے ائمہ کی نظر ایسی ہی غائر و دقیقہ رس ہے جب کبھی تنقیح تام کی جاتی ہے جو انھوں نے تحقیق فرمایا وہی گل کھلتا ہے ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

مستامن کے لیے مسئلہ ہبہ و وصیت کی تحقیق تنبیہ سوم مستامن کے بارے میں عبارات مختلف آئیں کثیر روایات

مذکورہ میں مطلقاً حربی سے نیک سلوک کی ممانعت ہے جس میں مستامن بھی داخل اور تبیین و بحرالرائق و ابوالسعود کی عبارات میں اُس سے ممانعت کی صاف تصریح گزری لیکن بعض روایات سے اُس کے لیے رخصت ثابت فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

لا باس بان یصل الرجل المسلم	کوئی حرج نہیں کہ مسلمان مشرک سے
المشرک قریبًا کان او بعیدا	کوئی مالی سلوک کرے خواہ رشتہ دار ہو
محاربا کان او ذمیًا او اجنبیا	یا اجنبی، حربی ہو یا ذمی، حربی سے مستامن
بالحارب المستأمن و اما اذا	مراد لیا اور اگر حربی غیر مستأمن ہو تو
کان غیر المستأمن فلا ینبغی	مسلمان کو سزاوار نہیں کہ اُس کے ساتھ
للمسلم ان یصله بشئ کذا	کوئی نیک سلوک کرے ایسا ہی محیط
فی المحیط۔	میں ہے۔

امام ملک العلماء نے بدائع میں مستأمن کے لیے وصیت کا جواز مبسوط سے نقل کیا پھر فرمایا: امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عدم جواز مروی ہوا اور یہی روایت ہمارے ائمہ کے قول سے موافق تر ہے کہ وہ مستامن کے لیے صدقات حرام فرماتے ہیں یوہیں وصیت بھی پھر فرمایا بعض نے کہا اُس کے لیے جواز و عدم جواز صدقات میں ہمارے اصحاب سے دو روایتیں ہیں تو وصیت بھی انھیں دونوں روایتوں پر ہوگی عبارت یہ ہے شرائط وصیت باعتبار موصی لہ میں فرمایا:

ومنها ان لا یکون حربیا غیر مستامن	ایک شرط جواز وصیت کی یہ ہے کہ حربی
فان کان لا تصح الوصیة له من	غیر مستامن نہ ہو ایسا ہو تو اس کے لیے
مسلم او ذمی وان کان مستامنا	وصیت باطل ہے مسلمان کرے خواہ ذمی
ذکر فی الاصل انه یجوز لانه	اور اگر حربی مستامن ہو تو امام محمد نے
فی عهدنا فاشبه الذمی و روی	مبسوط میں ذکر فرمایا کہ جائز ہے اس لیے
عن ابی حنیفة رضی الله تعالٰی	کہ وہ بھی ہمارے معاہدہ میں ہے تو ذمی سا
عنه انه لا یجوز و هذه	ہوا اور امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے

الرواية بقول اصحابنا رحمهم الله تعالى اشبه فانهم قالوا لا يجوز صرف الكفارة والنذر وصدقة الفطر والاضحية الى المستأمن ويجوز صرفها الى الذمي لانا مانهينا عن بر اهل الذمة لقوله تعالى لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين وقيل ان في التبرع عليه في حال الحياة بالصدقة والهبة روايتين عن اصحابنا فالوصية له على تلك الروايتين ايضاً۔

روایت ہے کہ حربی مستأمن کے لیے بھی وصیت جائز نہیں اور یہی روایت ہمارے ائمہ کے قول سے زیادہ موافق ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حربی مستامن کو بھی نذر وکفارہ وصدقۂ فطر وقربانی کا گوشت دینا جائز نہیں اور ذمی کو جائز ہے اس لیے کہ ذمیوں کے ساتھ احسان کی ہمیں ممانعت نہ فرمائی گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تمھیں اُن سے منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں اور کہا گیا کہ زندگی میں حربی مستامن کو کچھ ہبہ یا خیرات دینے میں ہمارے ائمہ سے دو روایتیں ہیں تو اس کے لیے وصیت بھی نہیں دو روایتوں پر رہے گی۔

اس پر تمام کلام ونقض وابرام رد المحتار پر ہمارے حاشیہ جد الممتار میں مذکور جس سے اطالت کی یہاں حاجت نہیں سیر کبیر سے حربی کے لیے اشعار جواز نقل کیا گیا مگر اُس میں حربی فی دارہ کے لیے تصریح ہے محیط پھر قاضی زادہ نے اس کی عبارت پہ نقل کی:

لو اوصى مسلم لحربي والحربي في دار الحرب لا يجوز فان خرج الحربي الموصى له الى دار الاسلام بامان واراد اخذ وصية لم يكن له من ذلك شئ وان اجازت الورثة لان

اگر مسلمان نے کسی حربی کے لیے وصیت کی اور حربی دار الحرب میں تھا جائز نہیں پھر اگر جس حربی کے لیے وصیت تھی امان لے کر دار الاسلام میں آئے اور اپنی وصیت لینا چاہے اُسے اُس میں سے کچھ نہ ملیگا اگرچہ وارث اجازت بھی دے دیں

الوصیۃ وقعت بصفۃ البطلان — کہ وصیت سرے سے باطل واقع ہوئی

فلا تعمل اجازۃ الورثۃ فیھا۔ — تو وارثوں کی اجازت اُس میں کچھ کام نہ دیگی۔

اقول ہاں فی دارہ کی قید اور سیاق کلام سے مستامن کے لیے جواز نکلتا ہے کما لا یخفی وبہ اندفع ایراد المحیط ثم نتائج الافکار علیہم تو یہ اُسی توفیق کی طرف مشیر جو علامہ مولی خسرو نے دررمیں کی اور تنویر نے اُسے متن میں لیا کہ مستامن کے لیے صحیح اور غیر مستامن کے لیے ناجائز درر میں اسے بحث درر ٹھہرایا حالانکہ منصوص ہے وہی ہدایہ جس سے گزرا کہ حربی کے لیے وصیت باطل اُسی میں ہے کہ مستامن کے لیے صحیح باب وصیۃ الذمی میں فرمایا:

اذا دخل الحربی دارنا بامان — جب حربی اماں لے کر دارالاسلام میں آئے

فاوصی لہ مسلم بوصیۃ — اور اُس وقت مسلمان اُس کے لیے

جاز لانہ مادام فی دارالاسلام — کچھ وصیت کرے تو جائز ہے اس لیے

فھو فی المعاملات بمنزلۃ الذمی۔ — کہ وہ جب تک دارالاسلام میں ہے

معاملات میں بمنزلہ ذمی ہے۔

اقول اور یہی مفاد کریمتین ممتحنہ ہے کہ معاہد کے لیے رخصت اور غیر معاہد سے ممانعت اور مستامن بھی مثل ذمی معاہد ہے اگرچہ اُس کا عہد موقت ہے کما تقدم عن البدایع والھدایۃ اور وصیت[1] وصدقہ میں فرق کی کچھ وجہ نہیں کہ دونوں بر وصلہ ہیں خصوصاً کریمہ لا ینھٰکم اللہ کا نزول ہی دربارۂ مستامن ہُوا تو ایسی تخصیص کہ اصل سبب کی نفی کردے کیونکر روا ہو جس طرح شرح سیر کبیر کا اطلاق کہ ہر گونہ حربی کے لیے جواز کا موہم ہے کیونکر مقبول ہوسکتا ہے کہ کریمہ انما ینھٰکم اللہ کا صاف منافی ہے اور[2] یہ کہنا کہ اس میں موالات سے ممانعت ہے نہ صلہ سے۔ اقول محض بے معنی ہے موالات ہر کافر سے قطعاً حرام ہے اگرچہ ذمی ہو اگر صلہ ہر حربی کے لیے بھی جائز ہو تو فریقین میں فرق کیا رہا حالانکہ صریح نزول

---

[1] تعریض بما فی ردالمحتار ۱۲ منہ غفرلہ

[2] تعریض بما فی بعض التفاسیر ۱۲ منہ غفرلہ

کریمتین اثبات فرق کے لیے تو قطعاً[1] کریمۂ ثانیہ میں صلہ ہی کو موالات فرمایا اور اُسی سے منع کیا لاجرم اس کی صحیح تاویل وہی ہے جو ابھی محیط و ہندیہ سے گزری کہ حربی سے مستامن یعنی معاہد مراد ہے لاجرم اسی ہندیہ میں تاتارخانیہ سے ہے:

ذکر الامام رکن الاسلام علی السغدی اذا کان حربیًا فی دار الحرب وکان الحال حال صلح ومسالمۃ فلا باس بان یصلہ۔	امام رکن الاسلام علی سغدی نے فرمایا جب حربی دارالحرب میں ہو اور وہ وقت صلح و معاہدۂ التوائے جنگ کا وقت ہو تو اُس سے مالی سلوک میں جرح نہیں۔

اس تحقیق سے بہت عبارات میں توفیق ہوگئی جن میں حربی کے لیے مطلقاً ممانعت ہے جیسے ارشاد جامع صغیر وکتب کثیر اُن میں حربی غیر معاہد مراد ہے لاجرم کافی پھر درر پھر نتائج الافکار نے کلام جامع صغیر یُوں نقل کیا:

الوصیۃ للحربی وھو فی دارھم باطلۃ لانہا بر وصلۃ وقد نھینا عن بر من یقاتلنا لقولہ تعالیٰ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین۔	حربی کہ دارالحرب میں ہو اس کے لیے وصیت باطل ہے اس لیے کہ وہ احسان ونیک سلوک ہے اور حربی کے ساتھ نیک سلوک سے ہمیں منع فرمایا گیا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اللہ تمھیں اُن سے منع کرتا ہے جو دین میں تم سے لڑے۔

جامع صغیر شریف کے متعدد نسخے حاضر اُس کی عبارت صرف اس قدر ہے:

الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ۔	حربیوں کے لیے وصیت باطل ہے۔

اور یہی اُس سے ہدایہ متن ہدایہ میں منقول نہ اُس میں تعلیل ہے نہ لفظ ھو فی دارھم ضروریہ بعض شروح جامع کی عبارت ہے جسے کافی نے حسب عادت علما جامع کی طرف نسبت فرمایا تو

---

[1] اسیر معالم وخازن وکبیر وتفسیر ابن عباس کے نصوص ابھی آتے ہیں۔

شارح نے اطلاق جامع کو غیر مستامن پر حمل کیا اور جن میں مطلق جواز ہے جیسے عبارت شرح سیر کبیر جس کو محیط نے اُسی عادت کی بنا پر سیر کبیر کی طرف نسبت کیا اُن میں مستامن و معاہد مقصود جس طرح خود محیط نے تصریح کی کہ:

اراد بالمحارب المستأمن۔	حربی سے مستامن مراد لیا۔

اسی طرح عبارت موطائے امام محمد:

لا باس بالهدية الى المشرك بالمحارب	حربی مشرک کو ہدیہ دینے میں حرج نہیں
مالم يهد اليه سلاحا او درع	جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو اور
وهو قول ابی حنيفة و العامة	یہی قول امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام
من فقهائنا۔	فقہاء کا ہے۔

وصیت بھی ہدیہ ہی ہے کہ تملیک عین مجاناً ہے اور امام محمد جامع صغیر میں صاف فرما چکے کہ اُن کے لیے وصیت باطل تو ہدیہ کیسے جائز ہو سکتا ہے مگر اُسی فرق سے کہ معاہد کے لیے جائز اور غیر معاہد کے لیے ناجائز جس طرح خود امام نے سیر کبیر میں اشعار فرمایا اور کتاب الاصل میں ارشاد امام نے تو بالکل کشف حجاب فرما دیا کہ فرمایا حربی کے لیے باطل پھر فرمایا مستامن کے لیے جائز رد المحتار میں ہے:

نص محمد فی الاصل علی عدم	امام محمد نے اصل میں روشن تصریح فرمائی
جواز الوصية للحربی صريحاً۔	کہ حربی کے لیے وصیت جائز نہیں۔

بدائع امام ملک العلماء سے گزرا:

و انکان مستامنا ذکر فی الاصل	امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ کافر اگر مستامن
انه يجوز۔	ہو تو اس کے لیے وصیت جائز ہے۔

له فلا عليك مما وقع فی زکاة ش من عزوه لمحمد فی السير الكبير فقد ابان الصواب الوصايا نا قلا عن العلامه نبوی هزاده ان مرادهم ما ذکر فی شرح السير الكبير للسرخسی ۲! منه غفر له

خانیہ امام فقیہ النفس میں ہے:

اوصی مسلم لحربی مستأمن بثلث ماله ذکر فی الاصل انه یجوز وقیل هذا قول محمد وعن ابی حنیفة فی روایة لا تجوز وان لم یکن مستامنا لا تجوز فی قولهم۔

کسی مسلمان نے حربی مستامن کے لیے اپنے تہائی مال کی وصیت کی مبسوط میں فرمایا یہ جائز ہے بعض نے کہا یہ قول امام محمد کا ہے اور امام اعظم سے ایک روایت میں ہے کہ جائز نہیں اور اگر حربی مستامن نہ ہو تو بالاتفاق ناجائز ہے۔

رہا شرح سرخسی میں یہ استدلال کہ قحط مکہ معظمہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پانسو اشرفیاں ابوسفیان و صفوان بن امیہ کو عطا فرمائیں کہ فقرائے مکہ پر تقسیم کریں اقول واقعۂ عین کے لیے عموم نہیں ہوتا ممکن کہ وہ زمانہ صلح و معاہدہ ہو معہذا ابوسفیان و صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں مؤلفۃ القلوب سے تھے ممکن کہ اس مد سے عطا فرمائی ہوں پھر بھی وہ عبارات باقی رہیں جن میں مستامن کے لیے بھی عدم جواز کا صریح ارشاد ہے یونہی وہ کہ حربی غیر معاہد کے لیے بھی جواز اُن کا مفاد ہے ہندیہ میں محیط سے ہے:

لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا دار الحرب فاهدی امیرهم الی ملک العدو هدیة فلا باس به۔

اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دار الحرب میں داخل ہو اور سپہ سالار دشمنوں کے بادشاہ کو کچھ ہدیہ بھیجے کچھ مضائقہ نہیں۔

ائمہ لیڈروں پر سخت اشد عبارات

ظاہر ہے کہ فَے وہی مال ہے کہ کافر سے بے لڑے قہراً لیا جائے اور لڑ کر لیں تو غنیمت اور ایام معاہدہ کے ہدایا قہراً نہیں شرح سیر کبیر میں ہے:

لو وادع الامام قوما من اهل الحرب سنة علی مال دفعوه الیه جاز لو خیرا للمسلمین

اگر سلطان اسلام نے حربیوں کے کسی گروہ سے سال بھر کے لیے صلح کرلی اور اس پر کچھ مال اُن سے لے لیا تو اگر یہ مسلمانوں کے

ثم هذا المال ليس بفئ ولا غنيمة حتى لا يخمس ولكنه كالخراج يوضع في بيت المال لان الغنيمة اسم لمال يصاب بايجاف الخيل والركاب والفئ اسم لما يرجع من اموالهم الى يدينا بطريق القهر وهذا يرجع الينا بطريق المراضاة۔

حق میں بہتر ہو تو جائز ہے پھر یہ مال نہ فئے ہے نہ غنیمت یہاں تک کہ اُس سے خمس نہ لیا جائے گا ہاں وُہ خراج کی طرح ہے خزانہ مسلمین میں داخل کیا جائے گا۔ اس لیے کہ غنیمت اُس مال کا نام ہے جو گھوڑے اُونٹ دوڑا کر یعنی لڑ کر ملے اور فئے اُس مال کا نام ہے جو ہمیں اُن سے بطور غلبہ ہاتھ آئے اور یہ تو ہم کو بطور رضامندی حاصل ہوا۔

خیالات لیڈران کا قلع قمع اُس توفیق انیق ہی سے ہو گیا یہ دونوں قسمیں ان پر اشد ہیں اُن کے دونوں مزعوم کا سخت تر رد ہیں قسم اول نے حربی معاہد کے ساتھ بھی ذرا سا سلوک مالی حرام فرمایا اُن کے فقیر گداگر کو بھیک دینا تک بتایا اور لیڈروں نے نا معاہد مشرکوں سے وداد و اتحاد منایا بلکہ اُن کی غلامی و انقیاد کا کلنک لگایا۔ قسم دوم نے خود محارب و نا معاہد حربیوں کو ہدیہ دینا لینا جائز ٹھہرایا لیڈروں کے مطلقاً ترک تعاون کی فرضیت کا دربا جلایا خیر انھیں اسی طرح ہر طرف کی ضرب و جرح و رد و طرح میں چھوڑیے جانب توفیق باگ موڑیے۔

سلوک مالی کی اقسام فاقول سلوک مالی تین طرح ہے مرحمت مکرمت مکیدت اوّل یہ کہ محض اُسے نفع دینا خیر پہنچانا مقصود ہو یہ متامن و معاہد کے لیے بھی حرام ہے امان و معاہدہ کف ضرر کے لیے ہے نہ کہ اعداء اللہ کو بالقصد ایصال خیر کے واسطے سوم یہ کہ مصلحت اسلام و مسلمین کے لیے محاربانہ چال ہو یہ حربی محارب کے واسطے بھی جائز کہ حقیقت بر وصلہ سے اسے علاقہ نہیں دوم یہ کہ اپنی ذاتی مصلحت مثل مکافات احسان و لحاظ رحم کے لیے کچھ مالی سلوک یہ معاہد سے جائز نا معاہد سے ممنوع۔

موالات کی تقسیم اور اُس کے احکام تحقیق مقام یہ ہے کہ موالات دو قسم ہے اوّل حقیقیہ جس کا ادنیٰ رکن یعنی میلان قلب ہے۔ پھر وداد پھر اتحاد پھر اپنی خواہش سے بے خوف و طمع انقیاد پھر تمثل یہ بجمیع وجوہ ہر کافر سے

مطلقاً ہر حال میں حرام ہے۔

میل طبعی کا حکم قال اللہ تعالیٰ:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا — ظالموں کی طرف میل[1] نہ کرو کہ تمہیں

فتمسکم النار۔ — آگ چھوئے۔

مگر میل طبعی جیسے ماں باپ اولاد یا زن حسینہ کی طرف کہ جس طرح بے اختیار ہو زیر حکم نہیں پھر بھی اس تصور سے کہ یہ اللہ و رسول کے دشمن ہیں ان سے دوستی حرام ہے بقدر قدرت اُس کا دبانا یہاں تک کہ بن پڑے تو فنا کر دینا لازم ہے کہ شئے مستمر میں بقا کے لیے حکم ابتدا ہے کہ اعراض ہر آن متجدد ہیں آنا بے اختیار تھا اور جانا یعنی ازالہ قدرت میں ہے تو رکھنا اختیار موالات ہوا اور یہ حرام قطعی ہے ولہٰذا جس غیر اختیاری کے مبادی اُس نے باختیار پیدا کیے اُس میں معذور نہ ہوگا جیسے شراب کہ اُس سے زوال عقل اس کا اختیاری نہیں مگر جبکہ اختیار سے پی تو زوال عقل اور اُس پر جو کچھ مرتب ہو سب اسی کے اختیار سے ہوا قال تعالیٰ:

یایھا الذین امنوا لا تتخذوا — اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں

اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا — کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر

الکفر علی الایمان ومن یتولھم — کفر پسند کریں اور تم میں جو اُن سے

منکم فاولئک ھم الظٰلمون ○ — دوستی رکھے گا وہی پکا ظالم ہوگا۔

تفسیر کبیر و نیشاپوری و خازن و جمل وغیرہا میں ہے:

انہ تعالیٰ لما امر المومنین بالتبری — جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکوں سے

عن المشرکین و بالغ فی ایجابہ — بیزاری کا حکم دیا اور بتاکید شدید اُسے

قالوا کیف تمکن ھذہ المقاطعۃ — واجب فرمایا بعض مسلمانوں نے کہا آدمی کا

التامۃ بین الرجل وبین ابیہ — اُس کے باپ اور ماں اور بھائی سے یہ

---

[1] جب مجرد میلان قلب کو حرام و موجب عذاب نار فرمایا تو وداد و اتحاد و انقیاد و تقبل کس قدر سخت کبیرہ موجب عذاب اشد ہوں گے لیڈر و داد و اتحاد و انقیاد سب خود قبول رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲

وامه واخیه فذکر اللہ تعالیٰ ان الانقطاع عن الآباء والاولاد والاخوان واجب بسبب الکفر۔

پورا انقطاع کیونکر ممکن ہے اس پر رب عزوجل نے فرمایا کہ باپ اور اولاد اور بھائیوں سے اُن کے کفر کے سبب پورا انقطاع ہی لازم ہے۔

موالات صوریہ کے احکام

دوم صوریہ کہ دِل اُس کی طرف اصلا مائل نہ ہو مگر برتاؤ وہ کرے جو بظاہر محبت و میلان کا پتا دیتا ہو یہ بحالت ضرورت و مجبوری صرف بقدر ضرورت و مجبوری مطلقاً جائز ہے قال تعالیٰ:

الّا ان تتقوا منھم تقٰۃ۔

مگر یہ کہ تمہیں اُن سے پورا واقعی خوف ہو۔

بقدر ضرورت یہ کہ مثلاً صرف عدم اظہار عداوت میں کام نکلتا ہو تو اسی قدر اکتفا کرے اور اظہار محبت کی ضرورت ہو تو حتی الامکان پہلو دار بات کہے صریح کی اجازت نہیں اور بے اس کے نجات نہ ملے اور قلب ایمان پر مطمئن ہو تو اس کی بھی رخصت اور اب بھی ترک عزیمت۔ ابنائے جریر و منذر و ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

نھی اللہ المومنین ان یلاطفوا الکفار ویتخذوھم ولیجۃ من دون المؤمنین الا ان یکون الکفار علیھم ظاھرین اولیاء فیظھرون لھم اللطف ویخالفونھم فی الدین وذلک قولہ تعالیٰ الا ان تتقوا منھم تقٰۃ۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ کافروں سے نرمی کریں اور مسلمانوں کے سوا اُن میں سے کسی کو راز دار بنائیں مگر یہ کہ کافر اُن پر غالب و والیان ملک ہوں تو اُس وقت اُن سے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں مخالفت رکھیں اور یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا ارشاد مگر یہ کہ تم کو اُن سے واقعی پورا خوف ہو۔

مدارک میں ہے:

ای ان یکون للکافر علیک سلطان فتخافہ علی نفسک ومالک

یعنی مگر یہ کہ کافر کی تجھ پر سلطنت ہو تو تجھے اُس سے اپنے جان و مال کا خوف ہو

فحینئذ یجوز لك اظهار الموالاة وابطان المعاداة۔

اس وقت تجھے جائز ہے کہ اُس سے دوستی ظاہر کرے اور دشمنی چھپائے۔

کبیر میں ہے:

وذلك بان لا یظهر العداوة باللسان بل یجوز ایضاً ان یظهر الکلام الموهم للمحبة والموالاة ولکن بشرط ان یضمر خلافه وان یعرض فی کل ما یقول۔

یہ یُوں ہے کہ زبان سے دشمنی ظاہر نہ کرے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ایسا کلام کہے جو محبت و دوستی کا وہم دلائے مگر شرط یہ ہے کہ دِل میں اُس کے خلاف ہو اور جو کچھ کہے پہلو دار بات کہے۔

صوریہ کی اعلیٰ قسم مداہنت ہے اس کی رخصت صرف بحالت مجبوری واکراہ ہی ہے اور ادنیٰ قسم مدارات یہ مصلحت بھی جائز قال تعالیٰ:

وان احد من المشرکین استجارك فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه مأمنه۔

اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اُسے پناہ دو تاکہ کلام الٰہی سُنے پھر اُسے اُس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔

ظاہر ہے کہ اس وقت غلظت وخشونت منافی مقصود ہوگی۔

مدارات صرف اس ترک غلظت کا نام ہے اظہار لطف ورغبت پھر کسی قسم اعلیٰ میں جائے گا اور اُسی کا حکم پائے گا۔ مدارات و مداہنت کے بیچ میں موالات صوریہ کی دو قسمیں اور ہیں بر و اقساط اور معاشرت۔ یہ نو صورتیں موالات کی ہوتیں اور دس کی مکمل مجرد معاملت ہے کہ نہ میلان پر مبنی نہ اُس سے مبنی یہ سوائے مرتد ہر کافر سے جائز ہے جب تک کسی محظور شرعی کی طرف منجر نہ ہو معاشرت کے نیچے افعال کثیرہ ہیں۔ سلام کلام مصافحہ مجالست مساکنت مؤاکلت تقریبوں میں شرکت عیادت تعزیت اعانت استعانت مشورت وغیرہا ان سب کے صور و شقوق کی تفصیل اور ہر صورت پر بیان حکم و دلیل ایک مستقل رسالہ چاہے گا یہاں بر وصلہ سے بحث ہے جس کی

مدارات کا بیان

ہم نے تین قسمیں بیان کیں قسم اوّل کہ بے اپنے کسی غرض صحیح کے بالقصد ایصال نفع وخیر منظور ہو یہ بے رغبت ومیلان قلب متصور نہیں تو موالات حقیقیہ ہے اور مطلقاً قطعاً حرام قطعی باقی دو قسمیں کہ اپنی غرض ذاتی یا مصلحت دینی مقصود ہو موالات صوریہ کی ایک ہلکی قسم ہیں اگرچہ مجرد ترک غلظت پر ان میں شے زائد ہے ان دو میں فرق یہ ہے کہ قسم دوم بھی اگرچہ بحقیقت موالات سے برکراں ہے اور صورۃً بھی کوئی قوی دلیل نہیں مگر معنیً کچھ اُس کی نفی وضد بھی نہیں اور سوم حقیقۃً معادات وقصد اضرار ہے لہذا حربی محارب سے بھی جائز ہوئی کہ اب وُہ ظاہری صورت خدعہ اور چال رہ گئی والحرب خدعۃ کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنا کیسا اشد حرام وکبیرہ ہے لیکن اگر مثلاً اس لیے ہو کہ وہ تعاقب کرتے چلے آئیں اور آگے اسلامی کمین ہے جب اُس سے گزریں اُن کے پیچھے سے کمین کا لشکر نکلے اور آگے سے یہ لوٹ پڑیں اور کافر گھر جائیں تو ایسا فرار بہت پسندیدہ ہے کہ یہ صورۃً فرار معنیً کرار ہیں قال تعالیٰ:

ومن یولہم یومئذ دبرہ الا متحرفا	جو اُس دن جو کوئی کافروں کو پیٹھ دکھائیگا
لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد	سوا اُس کے جو لڑائی کے لیے کترا کر نے
باء بغضب من اللہ ومأوٰہ	یا اپنے جتھے میں جگہ لینے کو جائے وہ بیشک
جہنم وبئس المصیر ○	اللہ کے غضب میں پڑا اور اُس کا ٹھکانا
	جہنم ہے اور وُہ کیا ہی بُری پھرنے کی جگہ۔

حربی غیر معاہد سے موالات کی حالی صورت بھی حرام ہے۔

اور دوم ان سے جائز نہیں کہ حقیقت معادات سے خالی اور صورت موالات حالی یہ صرف معاہدین کے لیے

• تنزیلا للناس منازلہم۔ ہر شخص کو اُس کے مرتبے پر رکھنے کے لیے۔

اور غیر معاہد کے لیے یہ بھی موالات ممنوعہ ہی ہے اوپر گزرا کہ مولیٰ عزوجل نے اُن سے صوریہ کو بھی مثل حقیقیہ منع فرمایا اور اُس کا نام بھی مودت ہی رکھا کہ تلقون الیہم بالمودۃ تسرون الیہم بالمودۃ یہ ہے تحقیق انیق متکفل توفیق وتطبیق والحمد للہ علی حسن التوفیق۔

اس تحقیق سے روشن ہوا کہ کریمہ لا ینھٰکم

آیات ممتحنہ میں بر و معاملات سے کیا مراد

میں برسے صرف صورت اوسط مراد ہے کہ اعلیٰ معاہد سے بھی حرام اور ادنیٰ غیر معاہد سے بھی جائز اور آیت فرق کے لیے اُتری ہے نیز ظاہر ہوا کہ کریمہ انما ینھٰکم میں تولوھم سے یہی بر و صلہ مراد ہے کہ مقابلہ و فرق فریقین ظاہر ہو لاجرم تفسیر معالم و تفسیر کبیر میں ہے:

ثم ذکر الذین ینھاھم عن صلتھم فقال انما ینھٰکم اللہ الآیۃ۔	پھر اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کا بیان فرمایا جن سے نیک سلوک کی ممانعت ہے کہ فرمایا اللہ تمہیں اُن سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے۔

تنویر المقیاس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

(انما ینھٰکم اللہ عن الذین) ان صلۃ الذین (ان تولوھم) ان تصلوھم۔	اللہ تمہیں اُن سے منع فرماتا ہے یعنی اُن کے ساتھ نیک سلوک سے کہ اُن سے موالات یعنی کوئی نیک سلوک کرو۔

معنی اقساط کی تحقیق

تنبیہ چہارم معنی اقساط میں مفسرین تین وجہ پر مختلف ہوئے: اوّل کشاف و مدارک و بیضاوی و ابوالسعود و جلالین میں اُسے بمعنی عدل ہی لیا اوّلین میں اور واضح کر دیا کہ ولا تظلموھم امام ابوبکر ابن العربی نے اس پر ایراد کیا کہ عدل و منع ظلم کا حکم معاہد سے خاص نہیں حربی محارب کو بھی قطعاً عام ہے اور وہ صرف رخصت نہیں بلکہ قطعاً واجب، قال تعالیٰ:

ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی۔	کسی قوم کی عداوت تمہیں عدل نہ کرنے پر باعث نہ ہو عدل کرو وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے۔

یہ تقریر ایراد ہے اور اسے قرطبی و خطیب شربینی پھر جمل نے مقرر رکھا۔

دوم عدل سے صرف وفائے عہد مراد ہے اسے کبیر میں مقاتل سے نقل کیا اور یہی

تنویر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ؛

(ان تقسطوا علیھم) تعدلوا	اُن کے ساتھ اقساط کی اجازت فرماتا ہے
بینھم بوفاء العھد (ان اللہ	یعنی جو معاہدہ اُن کے ساتھ ہُوا اُسے
یحب المقسطین ٥) العادلین	پُورا کرو یہ عدل ہے بے شک اللہ تعالیٰ
بوفاء العھد۔	اقساط والوں کو دوست رکھتا ہے جو
	وفائے عہد سے عدل کرتے ہیں۔

اگر کہیے معاہد سے وفائے عہد بھی واجب ہے نہ صرف رخصت اقول وفا واجب ہے اتمام مدت واجب نہیں مصلحت ہو تو نبذ جائز۔ قال تعالیٰ ؛

فانبذ الیھم علی سواء۔	ان کی طرف یکساں حالت پر نبذ کر دو[1]

اب ایراد بھی نہ رہا اور بر و قسط دو جدا چیزیں ہوگئیں اور ان اللہ یحب یہاں بھی بلا تکلف ہے اور اسے ماثور ہونے کا بھی شرف حاصل اگرچہ سند ضعیف ہے تو یہی اسلم و اقوی ہے۔

سوم عدل سے مراد صرف عدل بالبر ہے ابن جریر و معالم و خازن میں ہے ؛ تعدلوا فیھم بالاحسان والبر۔ ابن العربی و قرطبی و شربینی و نیشاپوری و جمل نے اس کی یُوں توجیہ کی کہ اقساط قسط بمعنی حصہ سے یعنی اپنے مال سے کچھ دینا۔

اقول یعنی اب تخصیص عدل کی حاجت نہ ہُوئی کہ معنی عدل ہی سے عدول ہو گیا مگر بہر حال اقساط بر سے جدا چیز نہ ہُوا اور ظاہر عطف مغایرت ہے۔

---

[1] جن کفار سے ایک مدت تک معاہدہ ہو اور مصلحت اسلام اس کا ترک چاہے فرض ہے کہ اُن کو اطلاع کر دی جائے ہوشیار ہو جاؤ اب ہم تم سے معاہدہ رکھنا نہیں چاہتے اس کا نام نبذ ہے اس میں فرض ہے کہ اگر اس وقت وہ امن کی جگہ نہ ہوں تو اتنی مہلت دی جائے کہ وہ اپنی امان کی جگہ پہنچ جائیں اور اگر باطمینان معاہدہ وہ اپنے قلعے خراب کر چکے ہوں تو فرض ہے کہ اتنی مدت دی جائے جس میں وہ اپنے قلعے بدستور درست کر لیں یہاں سے یکساں حالت کے معنی کھل گئے یعنی یہ نہ ہو کہ اپنا سامان ٹھیک کر کے اُن کی غفلت میں نبذ کر دو اور اُنھیں درستی سامان کی مہلت نہ دو یہ ہے اسلام کا انصاف۔ والحمد للہ ۱۲ منہ غفرلہ

وانا اقول وباللہ التوفیق ممکن کہ عدل سے عدل فی البر مراد ہو نہ بالبر اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں عہدِ معاہدہ میں آتی ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس سے صلہ کا مسئلہ پوچھتی ہیں اُس پر یہ آیہ کریمہ اُترتی ہے وُہ اگر کچھ ہدیہ نہ لاتی یہ اپنی طرف سے صلہ کرتیں یا جتنا وُہ لائی اُس سے زائد دیتیں توکل یا قدر زائد ان کی طرف سے احسان ہوتا یہ برہے اُتنا ہی دینیں تو دینے میں عدل یعنی مساوات ہوتی یہ اقساط ہے آیۂ کریمہ نے معاہد سے دونوں صورتوں کی اجازت فرمائی اب یہ آیت زیادت ومساوات دونوں کی اجازت اور اُن میں تقدیم ذکر زیادت میں آیت تحیت کی نظیر ہوگی اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا جب تمھیں سلام کیا جائے تو اُس سے زیادہ الفاظ جواب میں کہو یا اُتنے ہی واللہ تعالیٰ اعلم بمرادہ یہ ہے بتوفیق اللہ تعالیٰ تفسیر کریمۂ ممتحنہ میں تمام کلام کہ ان اوراق کے غیر میں نہ ملے گا والحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا والہٖ وذویہ آمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

بالجملہ عطر ارشادات ائمہ ونتیجہ تنقیحات مہمہ یہ ہوا کہ کریمہ ممتحنہ میں اگر قتال سے قتال بالفعل مراد ہو تو یقیناً آیات کثیرہ سے منسوخ جس کے نسخ پر تصریحات جلیلہ مذکورہ کے علاوہ مبسوط وعنایہ وکفایہ وتبیین وبحر الرائق وردالمحتار کے نصوص کا اور اضافہ ہوا یہ جواب اوّل تھا اور اگر مطلق قتال مقصود کہ ہر حربی غیر معاہد میں موجود تو ضرور آیت محکم اور مشرکین ہند کو اُس میں داخل کرنا شدید ظلم وستم یہ جواب دوم ہوا اور یہی مذہب جمہور ومشرب منصور ومسلک ائمہ حنفیہ صدور ہے مسلم حنفی بننے والی ہندو پرستی نے نہ حنفیت قائم رکھی نہ حنیفیت نہ مذہب ہی برقرار رکھا نہ شریعت ذٰلک ھو الخسران المبین ٥ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وجواب تو یہ ہوتے۔

لیڈروں کو تیسرا جواب ثالثاً وائے غربت اسلام وانصاف کیا کوئی ان سے اتنا کہنے والا نہیں کہ ہندوؤں کے بالفعل محاربین سے بھی تمھیں عداوت کا اقرار ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور دکھانے کے اور کیا تمھیں نہیں معلوم کہ جب وُہ محاربین قاتلین ظالمین کافرین گرفتار ہوتے اُن پر ثبوت اشد جرائم کے انبار ہوئے

تمھاری چھاتی دھڑکی تمھاری ماتا پھڑکی گھبرائے تلملائے سٹپٹائے جیسے اکلوتے کی پھانسی سُن کر ماں کو درد آئے فوراً گرما گرم دُھواں دھار ریزولیوشن[1] پاس کیا ہے کہ ہے ہے یہ ہمارے پیارے ہیں یہ ہماری آنکھ کے تارے ہیں اُنھوں نے مسلمانوں کو ذبح کیا جلایا پھُونکا مسجدیں ڈھائیں قرآن پھاڑے یہ ہماری ان کی خانگی شکر رنجی تھی ہمیں اس کی مطلق پرواہ نہیں یہ ہمارے سگے ہیں کوئی سوتیا ڈاہ نہیں ماں بیٹی کی لڑائی دودھ کی ملائی برتن ایک دُوسرے سے کھڑک ہی جاتا ہے اُن کے درد سے ہمیں غش پر غش آتا ہے اُن کا بال بیکا ہُوا اور ہمارا کلیجہ پھٹا اللہ ان کو معافی دی جائے فوراً ان سے درگزر کی جاتے یہ ہے آیۂ ممتحنہ پر تمھارا عمل یہ ہے الذین قاتلوکم فی الدین سے تمھاری جنگ وجدل یہ ہے واحد قہار کو تمھارا پلیٹھ دینا یہ ہے کلام جبار سے تمھارا مچیٹا لینا اُن تمھارے سگوں نے قرآن مجید پھاڑے تم نے اُس کے احکام پاؤں تلے مل ڈالے اُنھوں نے مسجدیں ڈھائیں تم نے رب المسجد کے ارشاد دولتیوں سے کچل ڈالے۔ قرآن چھوڑا ایمان چھوڑا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مُنہ موڑا اور اُن کے دشمنوں اُن کے اعدا سے رشتہ جوڑا یہ تمھیں اسلام کا بدلا ملا۔

ان لکم بئس للظٰلمین بدلا ○	ان ہے تم پر ظالموں نے کیا ہی برا عوض پایا۔

آفتاب کی طرح روشن ہُوا کہ تمھیں آیۂ ممتحنہ پڑھنے کا کیا مُنہ ہے تمھارا پڑھنا یقیناً مصداق

حاب تالی القراٰن والقراٰن یلعنہ۔	بہتیرے وُہ ہیں کہ وہ تو قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن اُنھیں لعنت فرما رہا ہے۔

ہے کیا اسی آیت کا تتمہ نہیں:

ومن یتولھم منکم فاولٰئک ھم الظٰلمون۔	تم میں جو اُن سے دوستی رکھے تو وہی پکے ظالم ہیں۔

---

[1] بعض منتیان بے انصاف اسے دیکھیں جنھوں نے لکھا تھا کہ "اگر کوئی ہندو اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ محارب سے بروقسط ناجائز" ح

یہی اقرار یہی قول یہی وعدہ تھا الخ ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

جو اُن سے موالات کرے وہی ظالم ہے تم نے خاص محاربین بالفعل مقاتلین فی الدین سے موالات کی تو تم بحکم قرآن ظالمین ہوئے یا نہیں اور یہی قرآن فرماتا ہے :

الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین ۔ سُن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت ۔

تو بحکم قرآن ایسے لوگ لعین ہوئے یا نہیں اب وُہ فتوے اب کر دو آیہ ممتحنہ کا دعویٰ ۔

واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ۝ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا کچھ
ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور قیامت پر ایمان
وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین ۝ لائے اور اُنھیں ایمان نہیں اللہ اور مسلمانوں
یخٰدعون اللہ والذین اٰمنوا سے فریب کرتے ہیں اور حقیقت میں اپنی ہی
وما یخدعون الا انفسھم وما جانوں کو فریب میں ڈالتے ہیں اور
یشعرون ۝ فی قلوبھم مرض فزادھم اُنھیں خبر نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے
اللہ مرضا ولھم عذابٌ الیم بما تو اللہ نے اُن کی بیماری اور بڑھائی اور ان کیلئے
کانوا یکذبون ۝ دردناک عذاب ہے اُن کے جھوٹ کا بدلا ۔

لیڈروں کو چوتھا جواب

رابعاً ان صاحبوں سے یہ بھی پُوچھ دیکھیے کہ سب جانے دو کریمہ لا ینھٰکم ہر مشرک غیر محارب کو عام ہو کر محکم ہی سہی اور مشرکینِ ہند میں کوئی بھی محارب بالفعل نہ سہی اب دیکھو تمہارے ہاتھ میں قرآن سے کیا ہے خالی ہوا۔

وافئدتھم ھواءٌ ۝ اور اُن کے دل اُڑے ہوئے ہیں ۔

کریمہ لا ینھٰکم نے کچھ نیک برتاؤ مالی مواسات ہی کی تو رخصت دی یا یہ فرمایا کہ اُنھیں اپنا انصار بناؤ اُن کے گھر بار غارت ہو جاؤ اُن کے طاغوت کو اپنے دین کا امام ٹھہراؤ اُن کی جے پکارو اُن کی حمد کے نعرے مارو اُنھیں مساجد مسلمین میں باادب و تعظیم پہنچا کر۔ مسند مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لیجا کر مسلمانوں سے اونچا اُٹھا کر واعظ و ہادی مسلمین بناؤ اُن کا مردار جیفہ اُٹھاؤ۔ کندھے پر ٹکٹکی زبان پر جے یوں مرگھٹ میں پہنچاؤ۔ مساجد کو اُن کا ماتم گاہ بناؤ اُن کے لیے دعائے مغفرت و نمازِ جنازہ کے اعلان کراؤ اُن کی موت پر بازار

بند کرو سوگ مناؤ۔ اُن[۱۵] سے اپنے ماتھے پر قشقے لگواؤ۔ اُن[۱۶] کی خوشی کو شعار اسلام بند کراؤ۔ گائے[۱۷] کا گوشت کھانا گناہ ٹھہراؤ۔ کھانے[۱۸] والوں کو کمینہ بتاؤ۔ اُسے[۱۹] مثل سؤر کے گناؤ۔ خدا[۲۰] کی قسم کی جگہ رام دُہائی گاؤ۔ واحد[۲۱] قہار کے اسماء میں الحاد رچاؤ۔ اُسے[۲۲] بعاذ اللہ رام[۱] یعنی ہر چیز میں رما ہوا ہر شے میں حلول کیے ہوا ٹھہراؤ۔ قرآن مجید[۲۳] کو رامائن کے ساتھ ایک ڈولے میں رکھ کر مندر میں لے جاؤ دونوں[۲۴] کی پُوجا کراؤ۔ اُن[۲۵] کے سرغنہ کو کہو خدا نے ان کو تمہارے پاس مذکّر بنا کر بھیجا ہے۔ یوں معنی نبوت جماؤ۔ اللہ عزوجل[۲۶] نے سیدالانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[۱] یہاں سے صریح گمراہی ظاہر ہوئی اُن جاہل مفتیوں کی جنھوں نے کہا کہ "اس میں کیا حرج ہے رام خدا ہی کو تو کہتے ہیں اور جب تنبیہ کی گئی کہ رام لچھمن و سیتا رام میں رام کون سے لکھا کہ " بظاہر رام ہنود کے یہاں خدا کو کہتے ہیں اور خدا کی دُہائی دینا جائز ہے "۔ اتحاد منانے کا اثر ہے کہ وہ جو شدید گالی رب العزت کو دیتے ہیں مقبول و شیرِ مادر ہے خدا کو تو رام بنا لیا کیا اپنے آپ کو بھی مولوی کی جگہ پنڈت اور عبد مضاف باحد اسماء الٰہیہ کے بدلے رامداس اور اپنی مسجد کو شوالہ اور اپنے مدرسہ کو پاٹ شالا کہنا روا رکھیں گے کیا ان لفظوں کی جگہ کہ مولوی عبد..... صاحب نے اپنے مدرسہ کی مسجد میں وعظ فرمایا یوں کہنے کی اجازت دیں گے کہ پنڈت رامداس جی نے اپنے پاٹ شالا کے شوالے میں کتھا بکھانی یا کم از کم اتنا کہ اپنے لیے مولوی صاحب السلام علیکم کے بدلے پنڈت جی نمستکار کہنا روا رکھیں گے اور یہی نہیں اپنے جنازوں کے ساتھ کلمہ طیبہ کی جگہ رام رام ست پکاریں گے کہ آخر ہنود کے نزدیک رام خدا ہی تو ہے اور خدا اضرور حق ہے نہ اجازت دیں گے تو کیوں اللہ کو رام کہنا جائز اور تمہارے لیے ویسے ہی ترجمے کرنا حرام معلوم ہوا اللہ عزوجل کی عظمت سے اپنی عظمت دل میں زائد اور بہت زائد ہے یہ ترجمہ کا سلسلہ تو بہت اونچا چلتا ہے مگر بے ادبوں کی اسی قدر سزا ہے ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

[۲] یہاں سے صاف ضلالت ظاہر ہوئی ان جاہل مفتیوں کی جنھوں نے لکھا " مذکر یاد دلانیوالے کے معنی میں بولا جاتا ہے پس اگر کسی کو مذکر یعنی کوئی بات یاد دلانے والا کہا جائے تو جائز ہے "۔ مسلمانو! اللہ انصاف کہاں تو کوئی بات یاد دلانیوالا اور کہاں یہ کہ خدا نے ان کو مذکر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے گاندھی کو پیشوا نہیں

(باقی برصفحہ آیندہ)

سے بھی تو فرمایا انما انت مذکّر ۵ تم تو نہیں مگر مذکر اور خدا نے مذکر بنا کر بھیجا ہے اس نے معنی رسالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا ہاں لفظ بچایا اُسے[۲۶] یوں دکھایا نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے اور[۲۷] امام و پیشوا و بجائے مہدی موعود تو صاف کہہ دیا بلکہ اُس[۲۸] کی حمد میں یہاں تک اُونچے اُڑے کہ "خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست" صاف[۲۹] کہہ دیا کہ "آج اگر تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لیا" صاف[۳۰] کہہ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز اُٹھا دے گا صاف[۳۱] کہہ دیا کہ "ایسا مذہب چاہتے ہیں جو سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا" صاف[۳۲] کہہ دیا کہ "ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بُت پرستی پر نثار کر دی" کیا کریمہ لا ینھٰکم میں ان ملعونات و کفریات کی اجازت دی تھی۔

ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا	تمہاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ
فیسحتکم بعذاب ۵ ومن اظلم	وہ تمہیں عذاب میں بھون دے اور اُس
ممن افتری علی اللہ کذبا	سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے
اولئك الذین یعرضون علی ربھم	یہ ہیں وہ لوگ کہ اپنے رب کے حضور
ویقول الاشھاد ھٰؤلاء الذین	پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے
کذبوا علی ربھم الا لعنۃ	یہ ہیں وہ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ
اللہ علی الظلمین ۵ الذین یصدون	باندھا تھا سُن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت
عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ	وہ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور آخرت
ھم کفرون ۵	کے منکر ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بلکہ قدرت نے تم کو سبق پڑھانے والا مدبّر بنا کر بھیجا ہے یہ گلفشانی جدید لیڈر بننے والے جناب عبدالماجد بدایونی کی ہے جو جلسہ جمعیت علمائے ہند دہلی میں ہوئی اور اخبار فتح دہلی ۴ نومبر میں چھپی اُنھیں کی حمایت میں نعتی مذکور کا وہ فتویٰ ہے مگر معلوم نہیں ان مفتی صاحب فقیہ کی کتاب علم یا ان کے طور پر پنڈت رامداس جی شاستری کی ودیا پستک میں مولوی عبدالماجد کو پانڈے شری داس کہنے کا بھی جواز ہے یا اُن کے کھیلنے کے لیے صرف بارگاہ قہار بے نیاز ہے ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

دیکھی تم نے آئینہ ممتحنہ میں اپنی صورت :

و ذٰلك جزٰؤا الظلمين ٥ كذٰلك	یہ سزا ہے ظالموں کی عذاب ایسا ہوتا ہے
العذاب ولعذاب الاٰخرة اكبر	اور بے شک آخرت کا عذاب بہت
لوكانوا يعلمون ٥	بڑا ہے کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔

لیڈروں سے ضروری سوال

سوال ضروری لیا ڈرو پارٹی کو اب تو کھلا کہ انھوں نے یقیناً دشمنانِ خدا و رسول سے وداد و اتحاد منایا اور اُن کا کوئی عذر بارد اُنھیں کام نہ آیا اب قرآن کریم سے اپنا حکم بتائیں اوپر آیۂ کریمہ تلاوت ہوئی :

لا تجد قوما يومنون بالله و	تم نہ پاؤ گے جو اللہ اور قیامت پر ایمان
اليوم الاٰخر يوادون من حاد الله	رکھتے ہیں کہ مخالفانِ خدا و رسول سے
ورسوله۔	وداد کریں۔

دوسری آیت میں فرماتا ہے :

ترى كثيرا منهم يتولون الذين	تم اُن میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے
كفروا لبئس ما قدمت لهم	دوستی کرتے ہیں بیشک کیا ہی بُری چیز
انفسهم ان سخط الله عليهم و	ہے جو خود انھوں نے اپنے لیے تیار
فى العذاب هم خلدون ولو كانوا	کی یہ کہ اُن پر اللہ کا غضب اُترا اور
يؤمنون بالله والنبى وما	وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر اُنھیں
انزل اليه ما اتخذوهم	اللہ و نبی و قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں
اولياء ولكن كثيرا منهم	کو دوست نہ بناتے مگر یہ ہے کہ اُن میں
فسقون ٥	بہت سے فاسق ہیں۔

ترکِ موالات میں لیڈروں کی افراط و تفریط

فرمائیے اللہ واحد قہار سچا کہ ہندوؤں سے وداد و اتحاد منانے والے ہرگز مسلمان نہیں اُنھیں اللہ و نبی و قرآن پر ایمان نہیں یا معاذ اللہ یہ سچے کہ ہم تو نکسالی مسلمان ہیں

ہم تو قوم کے لیڈران و ریفارمران ہیں۔ مسلمان تو یہی کہے گا کہ اللہ سچا و من اصدق من اللہ حدیثا غرض ترکِ موالات میں افراط کی تو وہ کہ مجرد معاملت حرام قطعی اور تفریط کی تو یہ کہ ہندوؤں سے وداد و اتحاد واجب بلکہ اُن کی غلامی و انقیاد فرض بلکہ مدار ایمان :

فسبحٰن مقلب القلوب والابصار۔ پاکی ہے اُسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے۔

اول میں تحریم حلال کی دوم میں تحلیل حرام بلکہ افتراض حرام اور ان دونوں کے حکم ظاہر و طشت از بام۔

انگریزوں کو خوش کرنے کے بہتانی الزام کا رد

للہ انصاف کیا یہاں اہلِ حق نے انگریزوں کے خوش کرنے کو معاذ اللہ مسلمانوں کا تباہ کرنے والا مسئلہ نکالا یا اُن اہل باطل نے مشرکین کے خوش کرنے کو صراحۃً کلام اللہ و احکام اللہ کو پاؤں کے نیچے مل ڈالا۔ مسلمان کو خدا لگتی کہنی چاہیئے ہندوؤں کی غلامی سے چھڑانے کو جو فتوی اہلسنت نے دیے کلام الٰہی و احکام الٰہی بیان کیے یہ تو اُن کے دھرم میں انگریزوں کے خوش کرنے کو ہوئے وہ جو پیر نیچر کے دور میں نصرانیت کی غلامی اُلچی تھی جسے اب آدھی صدی کے بعد لیڈر رونے بیٹھے ہیں۔ کیا اُس کا رد علمائے اہلسنت نے نہ کیا وہ کس کے خوش کرنے کو تھا۔ کیا بکثرت رسائل و مسائل اُس کے رد میں نہ لکھے گئے، حتّٰی کہ اُس کے بچے ندوے کے رد میں پچاس سے زائد رسائل شائع کیے جن میں جا بجا اُس نیم نصرانیت کا بھی رد بلیغ ہے، یہ کس کے خوش کرنے کو تھا۔ کیا صمصام حسن میں نہ تھا ؎

نیچریاں راست خدا در کمند — نیچر و قانون ورا پائے بند
سر نتواند کہ ز نیچہ کشد — خط بخدائیش سنیچر کشد
کیست سنیچر سی والیس آئی ست — گول بکول آمدہ نیچر پرست
چوں شدہ استارہ ہند آں دغل — نحس و بلند آمدہ ہمچوں زحل
عشر و فلک جن و ملک حشر تن — نار و جناں جملہ غلط کردہ ظن

کیست نبی پُر دل پُر جوش گو — وحی چہ باشد سخن جوشِ او
برزدہ برہم ہمہ از اصل و فرع — دین نو آورد و نو آورد شرع
ریش حرام ست و دُمِ فرقِ فرض — حج سوئے انگلنڈ بود قطع ارض
گفت بیا قوم شنو قومِ من — ہیں سوئے اعزاز بدُو قومِ من
ذلت تان دین مسلمانی ست — وائے بر انکس کہ نہ نصرانی ست

یہ کس کی خوشی کو تھا۔ کیا مشرقستانِ اقدس میں نہ تھا ؎

ندویاں کیں جلوہ در اسپیچ و لکچر می کنند — چوں بہ سنت می رسند آں کار دیگر می کنند
گہ روافض را بہ سر بر تاج لطف اللہ نہند — گہ پوادر را بہ تخت عالماں برمی کنند
بخت ورخت تخت دیں ہیں جلوہ باصد شاں براں — پادری و سکاٹ با مسٹر براڈر می کنند
مفت مفتی یافت ایں عزت کہ اورا ہمنشیں — با اماماں جج و جنٹ و کلکٹر می کنند
ساز و ناز عالماں ہیں نظم بزم دیں بدیں — میز و اسٹیج و ٹکٹ ہال و کلب گھر می کنند
زیں سگالشہا چہ نالشہا کہ خود ایں سرکشاں — داور و دادار را برلش گورنر می کنند

یہ کس کی خوشی کو تھا مولوی عبدالباری صاحب خدام کعبہ کی بانگی کے لیے مسجد کان پور کو عام سڑک اور ہمیشہ کے لیے جنب و حائض و کافر و مشرک کی پامال کرا آئے اور بکمال جرأت اسے مسئلہ شرعیہ ٹھہرایا اس کے رد میں ابانہ "المتواری" لکھا گیا جس میں اُن سے کہا گیا ؎

دانم نہ رسی بکعبہ اے پشت براہ
کیں رہ کہ تو میروی بانگلستان ست

نیز اُن کے شبہات واہیہ کے قلع قمع کو قامع الواہیات شائع ہوا یہ کس کی خوشی کو تھا

بات یہ ہے کہ ع

المرء یقیس علی نفسہ

ع آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس

لیڈروں اور اُن کی پارٹی نے آج تک نصرانیت کی تقلید و غلامی خوشنودی نصاریٰ کو کی اب کہ اُن سے بگڑی اُس سے بدرجہا بڑھ کر خوشنودی ہنود کو ان کی غلامی ہی سمجھتے ہیں کہ

معاذ اللہ خادمانِ شرع بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے حالانکہ اللہ و رسول جانتے ہیں کہ اظہار مسائل سے خادمانِ شرع کا مقصود کسی مخلوق کی خوشی نہیں ہوتا صرف اللہ عزوجل کی رضا اور اُس کے بندوں کو اُس کے احکام پہنچانا وللہ الحمد سُنیے ہم کہیں واحد قہار اور اُس کے رسولوں اور آدمیوں سب کی ہزار در ہزار لعنتیں جس نے انگریزوں کے خوش کرنے کو تباہی مسلمین کا مسئلہ نکالا ہو نہیں نہیں بلکہ اُس پر بھی جس نے حق مسئلہ نہ رضائے خدا و رسول نہ تنبیہ و آگاہی مسلمین کے لیے بتایا بلکہ اُس سے خوشنودی نصاریٰ اُس کا مقصد و مدعا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ لیجئے کہ اللہ واحد قہار اور اُس کے رسولوں اور ملائکہ اور آدمیوں سب کی ہزار در ہزار لعنتیں اُن پر جنھوں نے خوشنودی مشرکین کے لیے تباہی اسلام کے مسائل دل سے نکالے اللہ عزوجل کے کلام و احکام تحریف و تغییر سے کایا پلٹ کر ڈالے شعائر اسلام بند کیے شعائر کفر پسند کیے مشرکوں کو امام و ہادی بنایا اُن سے وداد و اتحاد منایا اور اس پر سب لیڈر مل کر کہیں آمین۔ اُن کی یہ آمین انشاء اللہ تعالیٰ خالی نہ جائے گی اگرچہ اُن میں بہت کی دُعا ہو الا فی ضلال۔

مشرکین سے معاہدہ کا بیان اور لیڈروں کا ردّ بلیغ

(۸) لیڈر کہ احکام اسلام کو یکسر بدلنے اور بیچارے عوام کو جھوٹے من گھڑت احکام سُنا کر چھلنے پر تُلے ہیں محض فریب دہی کے لیے اس طرف چلے ہیں کہ ہندوؤں سے اور ہم سے اب جبکہ عہدِ موافقت ہو گیا تو ہم کو اُس کا پورا کرنا لازمی ہے یہ شریعت پر محض افترا ہے اوّل کون سی شریعت میں ہے کہ مشرکوں سے عہد موافقت۔ کافروں سے معاہدہ شرعیہ ایک مدت تک بمصلحت شرعی التوائے قتال کا عہد ہے نہ کہ موافقت کا جو بنصوص قطعیہ حرام ہے۔

لیڈران پر دوسرا رد

دوم صرف موافقت ہی نہیں بلکہ لیڈران فرماتے ہیں اگر شرعی[1] مصلحت ہو تو اتحاد پیدا کرنا بھی ممنوع نہیں۔

---

[1] عبارت گزشتہ اور یہ سب عبارات کہ اس بحث میں آتی ہیں جن پر خط ہے خطبۂ صدارت مولوی عبدالباری صاحب جلسۂ انجمن علمائے صوبۂ متحدہ ۱۴ رجب ۴۰ھ بمقام کانپور کی ہیں ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

مشرکوں سے اتحاد

اللہ اکبر مشرک اور اتحاد جب تک یہ مشرک یا وہ مسلم نہ ہو جائیں دو ضدوں کا اتحاد کیونکر ممکن ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہ ہوئے نہ یہ اُن کو مسلمان مان کر اُن سے متحد ہوئے تو ضرور صورت عکس ہے کہ انھیں نے شرک قبول کیا لیڈر صاحبو! ممنوع ہے یا نہیں تمھاری خانگی پنچایتی بات نہیں ان الحکم الا للہ حکم نہیں مگر اللہ کے لیے خود لیڈران فرماتے ہیں خدا کے سوا کسی کو حاکم بنانا روا نہیں لاحکم الا للہ اور اس میں یہاں تک بڑھے کہ اگر رسول کی اطاعت لازم ہے تو اس صورت میں جبکہ مخالفت احکام الٰہیہ نہ ہو ورنہ انما الطاعۃ فی المعروف مشہور ہے۔

لیڈران کے نزدیک رسول اللہ بھی خلافِ خدا حکم فرما سکتے ہیں

اللہ اکبر واحد قہار تو یہ فرمایئے کہ من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور لیڈران فرمائیں رسول کی اطاعت اُسی وقت تک ہے جب تک وہ احکام الٰہی کی مخالفت نہ کرے۔ جب رسول خلافِ خدا حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں خیر جب آپ کے یہاں رسول کا یہ مرتبہ ہے تو کیا قوم پر آپ کی اطاعت ہر طرح لازم ہے اگرچہ خلافِ خدا و قرآن حکم دیجیے ابھی تو آپ نے کہا کہ حکم نہیں مگر خدا کے لیے اب اگر خدائی دعوٰی تمھیں نہیں تو دکھاؤ خدا نے کہاں فرمایا ہے کہ مشرکوں سے اتحاد پیدا کرنا بمصلحت ممنوع نہیں۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۝ لاؤ اپنی برہان اگر تم سچے ہو۔

قرآن عظیم کے صفحات مشرکین سے اتحاد و وداد حرام کرنے سے گونج رہے ہیں لیڈرو۔ ۶ انتم اعلم ام اللہ مصلحت شرعی تم زیادہ جانو یا اللہ جو فرماتا ہے لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم کسی غیر مسلم کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا اللہ اکبر ایسا جینا افتراء اور واحد قہار پر اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام — اپنی زبانوں کی جھوٹی بناوٹ سے نہ کہو کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر

لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ۝ متاع قلیل ولھم عذاب الیم ۝

جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہ پائیں گے تھوڑے دنوں دنیا میں برت لیں اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

لیڈران پر تیسرا ردّ لیڈران فرماتے ہیں ہم نے خدا کی محبت کو اس اتحاد میں بھی ملحوظ رکھا ہے۔

لیڈران کے نزدیک دشمنانِ خدا سے اتحاد میں خدا کی محبت ہے اللہ اکبر اللہ کے دشمنوں سے اتحاد اور اُس میں محبت خدا کا ادعا واقعی اُن کے نزدیک اللہ کی محبت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے مل کر ایک ہو جائیں۔ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ فرماتے ہیں:

الاعداء ثلثة عدوك وعدو صديقك وصديق عدوك۔

دشمن تین ہیں ایک خود تیرا دشمن دوسرا تیسرے کا دشمن تیسرا تیرے دشمن کا دوست۔

اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:

فان اللہ عدو للکفرین۔

بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

تم کہ اُس کے دشمنوں سے متحد ہوئے کیونکر اللہ کے دشمن نہ ہوتے ؎

تود عدوی ثم تزعم انني
صديقك ليس النوك عنك بعازب

(تو میرے دشمن سے محبت رکھتا ہے پھر یہ جھک مارتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں حماقت تجھ سے دُور نہیں)

لیڈران پر چوتھا ردّ چہارم کافروں مشرکوں سے معاہدہ شرعیہ صرف اُس وقت روا ہے جب معاذ اللہ مسلمانوں کو اُس کی احتیاج وضرورت ہو

امام ملک العلماء بدائع میں فرماتے ہیں:

الموادعة ركنها هو لفظ الموادعة

عقد صلح کا رُکن یہ الفاظ ہیں۔ موادعت

او المسالمة او المصالحة او	مسالمت، مصالحت، معاہدہ اور
المعاهدة او ما يؤدي معنى	جو لفظ ان معنی کو ادا کرے اور معاہدہ
هذه العبارات وشرطها	کی شرط ضرورت ہے
الضرورة فلا تجوز عند عدم	بے ضرورت حرام ہے۔
الضرورة۔	

لیکن لیڈران اپنا بھاری جرم خود قبولتے ہیں کہ ہم کو احتیاج نے اتحاد برادران ہند کی جانب مائل نہیں کیا تمھارا معاہدہ اگر بفرض غلط معاہدہ شرعیہ کی شکل میں ہوتا جب بھی بے ضرورت اُن کی طرف مائل ہونا حرام تھا بہرحال اُس نے تمھیں واحد قہار کا نافرمان اور صریح بدخواہ مسلمان و دین مسلمانان کر دیا۔

لیڈران پر پانچواں ردّ پنجم کفار سے معاہدہ شرعیہ ایک قسم امان ہے اور شرط اماں یہ ہے کہ کفار کو اماں دہندہ سے خوف قتل و قتال ہو اور یہ اُن پر قاہر ہو اگرچہ اپنی جماعت کے لحاظ سے اگرچہ نسبتہً بلّہ اُنھیں کا بھاری ہو جنگ دو سردار و حرب میں چرب کو بھی خوف ہوتا ہے جس سے اُنھیں اپنے قتل کا خوف نہ ہو اُس کا اماں دینا باطل اور معاہدہ کرنا مردود۔ بدائع ملک العلما میں ہے:

اما حكم الموادعة فما هو حكم	معاہدہ کا حکم وہی ہے جو اماں کا مشہور
الامان المعروف لانها عقد	حکم ہے اس لیے کہ معاہدہ بھی
امان ایضا۔	ایک عقد اماں ہے۔

ہدایہ میں ہے:

انه من اهل القتال فيخافونه	اس لیے کہ وہ اماں دہندہ اہل قتال
اذ هو من اهل المنعة فيتحقق	سے ہے تو کفار اُس سے ڈریں گے
الامان منه لملاقاته محله۔	اس لیے کہ وہ حمایتی گروہ رکھتا ہے تو
	اُس کا اماں دینا ٹھیک ہوگا کہ اپنے
	محل پر واقع ہوا۔

اُسی میں ہے :

لا یجوز امان اسیر و لا تاجر دخل علیہم لانہم لا یخافونہما والامان یختص بمحل الخوف -

قیدی یا تاجر کہ دارالحرب میں تجارت کو گیا ہو اُن کی اماں صحیح نہیں اس لیے کہ کافر ان سے ڈریں گے اور اماں وہیں ہوسکتی ہے جہاں خوف ہو -

اُسی میں ہے :

ومن اسلم فی دار الحرب ولم یہاجر الینا لا یصح امانہ لما بینا -

جو دارالحرب میں مسلمان ہوا اور دارالاسلام میں ہجرت کرکے نہ آئے اُس کا اماں دینا بھی صحیح نہیں اُسی دلیل سے کہ ہم بیان کرچکے -

فتح القدیر میں ہے :

لما بین من ان الامان یختص بمحل الخوف ولا خوف منہ حال کونہ مقیما فی دارہم لا منعۃ لہ ولا قوۃ دفاع -

وہ بیان کی ہوئی دلیل یہ ہے کہ اماں دینا اُسی کا صحیح ہے جس سے خوف ہو اور اُس سے خوف نہیں کہ یہ اُنھیں کے ملک میں رہتا ہے، اس کے پاس نہ اپنی حمایت کرنے والا کوئی گروہ ہے نہ مدافعت کفار کی قوت -

عنایہ امام اکمل میں ہے :

شرط جواز الامان ہو الایمان وعلتہ ہو الخوف لان الخوف انما یحصل ممن لہ قوۃ و امتناع -

اماں جائز ہونے کی شرط ایمان ہے اور اُس کی علت خوف اس لیے کہ خوف اُسی سے ہوتا ہے جو زور رکھتا ہو اور اپنے آپکو بچا سکتا ہو -

کافی امام نسفی میں ہے :

صح امانه لانه من اهل القتال ومنعة الاسلام فیخافونه فینفذ منه الامان الذی هو ازالة الخوف ۔

اُس کی اماں صحیح ہے اس لیے کہ وہ قتال کے لائق ہے اور اپنی حمایت کے لیے اسلامی گروہ رکھتا ہے تو کافر اُس سے ڈریں گے تو اماں کہ خوف زائل کرنے کا نام ہے اُس سے نفاذ پائے گی۔

اُسی میں ہے:

لا یجوز امان اسیر وتاجر دخل علیهم ومسلم اسلم فی دار الحرب ولم یهاجر لان الامان یکون علی خوف ولا خوف لهم منه ۔

قیدی یا تاجر کہ دار الحرب میں داخل ہُوا یا حربی کہ وہاں اسلام لایا اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کی ان کا اماں دینا صحیح نہیں کہ اماں ڈر میں ہوتی ہے اور کافر ان سے نہ ڈریں گے۔

تبیین امام زیلعی میں ہے:

لو دخل مسلم فی عسکر اهل الحرب فی دار الاسلام وامنهم لا یصح الا اذا امنهم من یقاومهم بخلاف ما اذا امن عشرین اولخوهم فی دار الاسلام حیث یجوز امانه لان الواحد وان کان مقهورا باعتبار نفسه حیث لا یقاومهم لکنه قاهر ممتنع بقوة المسلمین فکان قاهرا لهم حکماً۔

حربیوں کا لشکر دار الاسلام میں آیا ہوا ہے اور کوئی مسلمان ان کے لشکر میں جا کر اماں دے آئے یہ امان صحیح نہیں ہاں جب اتنے مسلمان انھیں امان دیں جو اس لشکر کی مقاومت کر سکتے ہوں بخلاف اس کے کہ مثلاً بیس یا پچیس حربی دار الاسلام میں آئے اور ایک مسلمان نے اُن میں جا کر اُنھیں اماں دے دی یہ اماں صحیح ہو گئی کہ ایک اگرچہ بیس سے مغلوب ہے اُن کی مقاومت نہیں کر سکتا مگر وُہ مسلمانوں کے زور سے ان پر غالب ہے تو حکماً غلبہ اسی کو ہو گا۔

اُسی میں ہے:

الامان ازالة الخوف و من لم یباشر القتال لا یخافونه فکیف یصح امانه۔

امان خوف زائل کرنے کا نام ہے اور وہ جو قتال نہ کرے کافر اُس سے نہ ڈریں گے تو اُس کی امان کیسے صحیح ہو۔

ایمان سے کہنا کیا تم ہنود پر قاہر تھے کیا تم اُن کے قتل پر قادر تھے کیا اُن کو تم سے خوفِ قتل تھا جسے تمھاری امان نے زائل کیا اور جب یہ کچھ نہ تھا اور بے شک نہ تھا تو تمھارا معاہدہ اگر بفرض باطل معاہدہ شرعیہ کی شکل میں ہوتا جب بھی قطعاً باطل و مردود تھا اور مردود کو پورا کرنا لازمی بتانا اُس سے بڑھ کر مردود۔

ششم کفار سے معاہدہ شرعیہ میں شرط اعظم یہ ہے کہ جتنی مدت لیڈران پر چھٹارد تک ہو اُس میں تہیۂ قتال رکھیں اور اُس کی آمادگی و درستی سامان سے غفلت نہ کریں کہ التوادع معاہدہ سے اصل مقصود یہی ہے ورنہ تارک فرض اہم ہوں گے اور مستحق نارِ جہنم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

المعاهدة شرطها الضرورة وهي ضرورة استعداد القتال لان الموادعة ترك القتال المفروض فلا يجوز الا في حال يقع وسيلة الى القتال۔

معاہدہ جائز ہونے کی شرط ضرورت ہے اور وہ ضرورت یہ ہے کہ اس مدت میں سامان قتال درست کریں اس لیے کہ جہاد فرض ہے اور معاہدہ اس فرض کا ترک ہے تو اُسی حال میں حلال ہو سکتا ہے کہ یہ جہاد کے لیے وسیلہ پڑے۔

ایمان سے کہنا کیا تم ہندوؤں سے آمادگی قتال میں ہو اور اسی لیے ایک مدت تک اُن سے معاہدہ کیا ہے کہ اس فرصت میں اُن کے قتل کا سامان مہیا کر لو کیوں مسلمانوں کو دھوکے دیتے بلکہ عالم الغیب والقلب کے ساتھ فریب کی راہ لیتے ہو۔

وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون ۝

اور فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور اُنھیں شعور نہیں۔

طرح طرح ثابت ہوا کہ تمھارا یہ معاہدہ اگر بفرض غلط معاہدہ شرعیہ کی شکل میں بھی ہوتا جب بھی

حرام و مردود و خلاف شرع ہوا اب کیوں نہ یاد کریں لیڈران اپنا ہی قول کہ "خدا کے یہاں معاہدہ کا حیلہ بھی کارگر ہوتا ہے یاد کیجیے کیا جواب ملتا ہے کوئی اگر معاہدہ کا دعوٰی بھی کرے تو خلاف شرع معاہدہ کیونکر مسلم ہوگا کیونکہ صلح حدیبیہ منسوخ ہو چکی ہے اور الا ما احل بہ حراماً او حرم بہ حلالاً کا استثنا حکم مستقل ہے"۔

لیڈران پر ساتواں ردّ

ہفتم لیڈران کی بڑی کوشش اس میں ہے کہ مشرکینِ ہند کے شدید مظالم چھپائیں اور اُن کو جیسے بنے لہ یقاتلوکم فی الدین میں داخل ٹھہرائیں تاکہ اُنھیں زیرِ حکم لا ینھٰکم اللہ لائیں یہ صاف کہہ رہا ہے کہ معاہدہ کا عذر محض جھوٹا ہے معاہدہ تو حسبِ ضرورت شرعیہ خاص مقاتلین سے خاص وقت قتال بھی جائز ہے پھر اگر معاہدہ ہوتا تو اس کھینچ تان کی کیا ضرورت پڑتی معلوم ہُوا کہ جھوٹ کہتے ہیں اور قصداً بکتے ہیں اور دل میں خوب سمجھ رہے ہیں کہ نرا جھوٹ بکتے ہیں، واللہ علیم بالظٰلمین ○

مشرکوں سے معاہدہ لیڈران کے اصل اغراض

(۹) لیڈران حاشا نہ تمھارا معاہدہ ہنود سے التوائے قتال کے لیے ہوا نہ اس کا کچھ ذکر تھا نہ تم اُن پر قاہر تھے نہ اُن کے قتل پر قادر تھے نہ اُنھیں تم سے اپنے قتل کا خوف تھا بلکہ دونوں تیسرے کے ہاتھ میں مقہور ہو نہ ہرگز اس مدت معاہدہ میں تم قتل ہنود کا سامان کر رہے ہو نہ ہرگز تمھاری نیت نہ ہرگز تم ایسا کر سکتے ہو غرض معاہدہ شرعیہ سے ایسا ہی دور ہو جیسے مشرکین توحید سے یا تم شرع مجید سے بلکہ یہ ناپاک معاہدہ چار باتوں کے لیے ہُوا:

مشرکوں کا برادر بننا حرام ہے

یکم مشرکین سے عقد مواخات بھائی چارہ کہ برادرانِ وطن ہندو بھائی اللہ عزوجل فرمائے انما المؤمنون اخوۃ مسلمان آپس میں بھائی ہیں تم کہو نحن والمشرکون اخوۃ ہم اور مشرکین آپس میں بھائی ہیں یعنی:

الم تر الی الذین نافقوا یقولون — کیا تم نے نہ دیکھا منافقوں کو کہ اپنے

لاخوانھم الذین کفروا۔ بھائی کافروں سے کہتے ہیں۔

وہاں من اھل الکتب تھا یہاں اُس سے بڑھ کر من المشرکین ہوا۔

کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں

دوم اُن سے اتحاد حالانکہ قرآن عظیم بیس سے زیادہ آیات میں اسے مردود و ملعون فرما چکا اور جابجا صاف صاف ارشاد فرما دیا کہ ایسا کرنے والے اُنھیں میں سے ہیں۔ ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ ایسا کرنے والے مسلمان نہیں۔ لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ۔ ایسا کرنے والوں کو اللہ و رسول و قرآن پر ایمان نہیں ولوکانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء۔

کافروں کا حلیف بننا حرام ہے

سوم مشرکین کے حلیف بننا اُنھیں اپنا حلیف بنانا حالانکہ حلیف بنانا منسوخ ہو چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تحدثوا فی الاسلام حلفا۔ اب اسلام میں کوئی حلف پیدا نہ کرو۔

رواہ الامام احمد فی المسند ومحمد بن عیسٰی فی الجامع عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

یہ حدیث امام احمد نے مسند اور امام محمد بن عیسٰی نے جامع میں عمرو بن العاص سے بسند حسن روایت کی۔

یہ منسوخات ہی کے عمل پر ہیں کل کو شراب بھی حلال کر لیں گے اور خدا جانے کہاں کہاں تک بڑھیں گے رب عزوجل فرماتا ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتب

اے ایمان والو! وہ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور باقی سب کافر

من قبلکم والکفار اولیاء — اُن میں کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ
واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین ○ — سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔

تفسیر ابن جریر میں اس آیۂ کریمہ کے تحت میں ہے:

یقول لا تتخذوھم ایھا المؤمنون انصارا واخوانا وخلفاء فانھم لا یألونکم خبالا وان اظھروا لکم مودۃ وصداقۃ۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

اے مسلمانو! کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمہاری ضرر رسانی میں کمی نہ کریں گے اگرچہ تم سے دوستی و یارانہ ظاہر کریں۔

فقہ و حدیث کے حاوی امام اجل ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکل الآثار میں یہ تحقیق فرماکر کہ مشرکوں سے استعانت حرام ہے کتابی سے ہوسکتی ہے اُس پر حدیث سوم کو فائدہ ثانیہ میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن اُبی منافق کے چھ سو حلیف یہودیوں کو واپس کردیا اور اُنھیں مشرکین فرمایا اعتراضاً وارد کی کہ دیکھو حضور نے یہود کو بھی مشرکین سے گنا اور اُن سے استعانت کو بھی مشرکین سے استعانت قرار دیا اس کے جواب میں فرمایا اس کی وجہ اُن کا اُس مشرک منافق سے حلف ہے کہ حلف کرنے والے جس سے حلف کرتے ہیں اُس کی موافقت قبول کرتے ہیں تو مشرک کے حلیف ہوکر وُہ کتابی نہ رہے مرتد ہوگئے اور اُنہی کی طرح مشرک عبارت یہ ہے:

جوابنا ان وجہ قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لھؤلاء الیھود ما بینھم وبین ابن ابی المنافق من الحلف والمحالفۃ ھی الموافقۃ من الحالفین للمحالفین فکانوا بذلک خارجین من اھل الکتاب مرتدین عما کانوا علیہ وصاروا مشرکین کمشرکی العرب۔

امام ابوالولید باجی نے مختصر پھر علامہ یوسف دمشقی حنفی نے معتصر میں اسے مقرر رکھا فرماتے ہیں:

ان بنی قینقاع بمحالفتھم عبداللہ — بنی قینقاع کے یہودی ابن ابی کے

صاروا المرتدين فخرجوا به عن حكم اهل الكتاب فصاروا كالمشركين فكان لهم حكمهم فلذلك منعوا وسُمُّوا مشركين۔

حلیف بن کر مرتدوں کے مثل ہو گئے تو کتابیوں کے حکم میں نہ رہے اور مشرکوں کی طرح ہو گئے تو اُن کا وہی حکم ہُوا جو مشرکوں کا اسی واسطے حدیث نے اُنھیں منع فرمایا اور اُن کا نام مشرک رکھا۔

سبحٰن اللہ یہودی مشرک کے حلیف بن کر کتابی نہ رہے مرتد و مشرک ہو گئے حالانکہ الکفر ملة واحدة مگر کلمہ گو لیڈر مشرکین ہند کے حلیف پس رو غلام بن کر نہ مرتد ہُوئے نہ مشرک ہٹے کٹے مسلمان ہی بنے رہے ؎

مشرک سے عہد باندھ کے مشرک ہوئے یہود
یہ مشرکوں کے عہد مسلمان ہی رہے

اقول حلف جب دو مساوی گروہوں میں ہو فریقین یکساں ہیں اور جب مغلوب و ضعیف گروہ دُوسرے کی پناہ لے کر اُس کا حلیف بنے تو پوری موافقت کا بار اسی پر ہے اُس کی طرف سے صرف قبول پناہ وہی ہے ابن ابی خبیث نے بڑی سطوت پیدا کر لی تھی یہاں تک کہ اُس کے لیے تاج تیار کیا جاتا تھا قریب تھا کہ اُسے بادشاہ بنایا جائے تو یہود بنی قینقاع کا حلف اُس کی شوکت سے مستفید ہی ہونے کو تھا و لہذا امام نے فرمایا: هی الموافقة من الحالفين للمحالفين نہ اختصار کی طرح الموافقة بين المتحالفين۔ پھر دربارۂ ایمان حکم یہ ہے کہ نازل سے مجرد ارادۂ موافقت نازل کر دیتا ہے اور ضد کے لیے صرف ارادہ کافی نہیں مسلمان اگر معاذ اللہ ارادۂ کفر کرے گا کافر ہو جائیگا، لیکن کافر محض ارادۂ اسلام سے مسلمان نہ ہوگا جب تک اسلام قبول نہ کرے یوہیں کتابی صرف ارادۂ موافقت مشرکین سے مشرک ہو سکے گا مشرک نرے ارادے سے کتابی نہ ہو جاتے گا لہذا وہ یہودی مشرک ہو گئے ابن ابی خبیث کتابی نہ ہُوا یوہیں حلیفان مشرکین ہند پر امام کا یہ حکم نافذ ہوگا۔ مشرکین ہند مسلمان نہ ہو جائیں گے۔

اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے اما کمن مقدسہ اور ترکوں کا نام ٹٹی ہے

چہارم اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے جس کی صاف تصریح بڑے بڑے[1] لیڈران نے کر دی اس میں اپنی کمزوری بلکہ عجز دیکھ کر مشرکوں کا دامن پکڑا انھیں اپنا یار و انصار بنایا اوروں کو چھوڑ دیئے مولویوں میں گنے جانے والے لیڈر فرماتے ہیں ہم[2] تو ہندوستان کی آزادی کو ایک فرض اسلامی سمجھتے ہیں اس کے لیے ضرورت ہے کہ عام اتحاد ہو اور پوری کوشش سے مقصد حاصل کیا جائے حالانکہ مشرکوں سے ایسی استعانت نص قرآنی کے خلاف اور قطعاً حرام بلکہ صراحۃً قرآن کریم کی تکذیب ہے۔ ہم اس بحث کو بعونہ چند فوائد میں روشن کریں۔

مشرکوں سے استعانت کی بحث جلیل ہے

فائدہ اولیٰ آیات کریمہ۔ قرآن کریم نے منع موالات کفار کو بکثرت آیات میں ارشاد فرمایا وہ سب اُن کو مددگار بنانے سے ممانعت ہیں یہ اعلیٰ درجہ موالات میں ہے ولہٰذا اکابر مفسرین نے جا بجا ولی کو ناصر اور ولایت کو نصرت و معونت و مظاہرت سے تفسیر کیا مگر ہم یہاں صرف اُن بعض آیات پر اقتصار کریں جو اپنے سوق نظم یا شان نزول سے اس مقصود کو بالخصوص افادہ فرما رہی ہیں۔

استعانت بمشرکین کے حرام ہونے پر آیات قرآنیہ

آیت نمبر ۱:

یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ	اے ایمان والو! اپنے غیروں کسی کو رازدار
من دونکم لا یالونکم خبالا	نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کرینگے
ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء	اُن کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا
من افواھھم وما تخفی صدورھم	دشمنی اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے

---

[1] مثل شوکت علی و محمد علی و ابو الکلام آزاد ۱۲ حشمت علی غفرلہ

[2] وہی خطبۂ صدارت مولوی عبد الباری صاحب ۱۲ حشمت علی غفرلہ

اکبر قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون ○

اور وُہ جو اُن کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بے شک ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمھیں عقل ہو۔

لیڈران نے اس آیہ کریمہ کو کیسا کیسا رد کیا کس کس طرح جھٹلایا،

یہ آیہ کریمہ اپنے ایک ایک جملے سے اس طوفانِ بدتمیزی کو جو آج مشرکینِ ہند سے لیڈران برت رہے ہیں ردّ فرماتی ہے:

ا۔ حالت کمزوری وعجز میں مدد کے لیے جس کسی کی طرف التجا لائی جائے ضرور ہے کہ اُسے اپنا رازدار بنایا جائے اور رب عزوجل فرماتا ہے کسی کافر کو اپنا رازدار نہ بناؤ یہ واحد قہار کی نافرمانی ہُوئی۔

ب۔ ظاہر ہے کہ اُسے اپنا خیرخواہ سمجھا گیا کہ بدخواہ کے دامن میں کوئی نہ چھپے گا اور رب عزوجل فرماتا ہے وُہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔ یہ اللہ عزوجل کی تکذیب ہُوئی۔

ج۔ مصیبت میں التجا واستمداد اُسی سے ہو گی جسے جانا جائے کہ ہمیں مشقت سے بچایا جائے گا اور رب عزوجل فرماتا ہے اُن کی دِلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا۔ یہ دوسری تکذیب ہُوئی۔

د۔ چھپا دشمن جس سے اثرِ عداوت کبھی نہ ظاہر ہوا آدمی اُس کے دھوکے میں آسکتا ہے اور جس کے مُنہ سے بغض کھل چکا اُس سے قطعی احتراز کرے گا۔ رب عزوجل نے فرما دیا تھا کہ دشمنی ان کے مُنہ سے ظاہر ہو چکی ہے پھر بھی اُن کی محبت نے وُہ اندھا بہرا کر دیا کہ نہ اللہ تعالیٰ کی سُنی نہ اُن کے مُنہ سے چھلکی یاد رہی۔

ہ۔ اگر ایک خفیف حد کی مخالفت ورنجش ظاہر ہوتی اور اطمینان ہوتا کہ دل میں اس سے زائد نہیں تو کچھ گنجائش ہوسکتی کہ یہ ہمارا اس حد کا بدخواہ نہیں جو ایسی بھاری مصیبت میں ساتھ نہ دے۔ اس خیالِ ارذل کو رب عزوجل نے ان تینوں جملوں سے رد فرما ہی دیا کہ وُہ کوئی ہلکے مخالف نہیں تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے یہ گمان

نہ کرنا کہ وُہ کسی سخت سے سخت مصیبت میں تم پر کچھ ترس کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو کوئی خفیف رنجش اُن کے مُنہ سے ظاہر نہ ہُوئی بلکہ بغض اور پوری دشمنی بیر عداوت۔ اور اُس پر جو تھا جملہ یہ ارشاد فرما دیا کہ اُس پر بس نہ جانو اُن کے دلوں کی دبی اور سخت تر ہے مگر اُنھوں نے اس واحد قہار کریم مہربان پروردگار کی ایک نہ مانی اور جملے جملے کی تکذیب ہی ٹھانی ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

آیت نمبر ۲ :

بشر المنٰفقین بان لھم عذابا	اے محبوب، اخوشخبری دو منافقوں کو کہ
الیما ہ الذین یتخذون	اُن کے لیے دردناک عذاب ہے وہ جو
الکٰفرین اولیاء من دون	مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار
المؤمنین ایبتغون عندھم	بناتے ہیں کیا اُن کے پاس عزت
العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا ہ	ڈھونڈتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے
	قبضے میں ہے۔

ظاہر ہے کہ کمزوری میں کسی کی مدد چاہنے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اُس کے بل بازو سے ہمیں قوت ملے گی ہماری کمزوری و ذلت غلبہ وعزت سے بدلے گی اللہ عزوجل فرماتا ہے یہ اُن کی بدعقلی ہے کافروں کی مدد سے غلبہ وعزت کی تمنا ہوس باطل ہے اور فرماتا ہے کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں اسی آیہ کریمہ کے تحت میں ہے :

بیان لخیبۃ رجائھم ایطلبون	اس آیت میں اُن کی نامرادی کا بیان ہے
بموالاۃ الکفرۃ العزۃ والغلبۃ	جو کافروں سے استعانت کرتے ہیں
د فان العزۃ للہ جمیعا) تعلیل	فرماتا ہے کیا کافروں کی دوستی سے غلبہ و
لبطلان رأیھم فان انحصار	قوت چاہتے ہیں عزت تو ساری اللہ
جمیع افراد العزۃ فی جنابہ	کے لیے ہے اس میں اُن کی رائے فاسد ہونے
عز وعلا بحیث لا ینالھا الا	پر دلیل قائم فرمائی کہ جب تمام عزتیں حضرت

اولیاؤہ قال تعالیٰ و للہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یقضی ببطلان التعزز بغیرہ واستحالۃ الانتفاع بہ۔

عزت کے لیے خاص ہیں کہ اُس کے دوستوں کے سوا کسی کو نہیں مل سکتیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عزت صرف اللہ و رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے تو اس سے واجب ہُوا کہ غیروں سے عزت چاہنا باطل اور اُن سے نفع پہنچنا محال۔

آیت نمبر ۳ :

لا یتخذ المومنون الکفرین اولیاء من دُون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ۔

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

تفسیر لباب التاویل میں ہے :

ان عبادۃ بن الصامت کان لہ حلفاء من یھود فقال یوم الاحزاب یا رسول اللہ معی خمسمائۃ من الیھود وقد رأیت ان استظھر بھم علی العدو فنزلت ھذہ الآیۃ وقولہ (لا یتخذ المؤمنون) الآیۃ یعنی انصارا واعوانا (من دون المؤمنین) ای من غیر المؤمنین والمعنی لا یجعل المؤمن ولایتہ لمن ھو غیر مؤمن نھی اللہ المؤمنین ان یوالوا الکفار ویلاطفوھم لقرابۃ بینھم او محبۃ او معاشرۃ والمحبۃ فی اللہ والبغض فی اللہ باب عظیم واصل من اصول الایمان۔

یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ یہودی حلیف تھے غزوۂ احزاب میں اُنھوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ساتھ پانسو یہودی ہیں میری رائے ہوتی ہے کہ دشمن پر اُن سے مدد لوں اُس پر یہ آیہ کریمہ اُتری کہ مسلمان غیر مسلم کو مددگار نہ بنائیں یہ مسلمانوں کو حلال نہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ رشتے خواہ یارانے خواہ نرے میل کے باعث کافروں سے دوستانہ برتیں یا اُن سے لطف و نرمی کے ساتھ پیش آئیں اور اللہ

کے لیے محبت اور اللہ کے لیے عداوت ایک عظیم باب اور ایمان کی جڑ ہے۔

مدارک شریف پارہ ۶ میں ہے:

ای لاتتخذوھم اولیاء تنصرونھم وتستنصرونھم وتؤاخونھم وتعاشرونھم معاشرۃ المؤمنین۔

یعنی رب عزوجل فرماتا ہے کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ تم اُن کے معاون ہو اُن سے اپنے لیے مدد چاہو اُنھیں بھائی بناؤ دنیوی برتاؤ اُن کے ساتھ مسلمانوں کا سا رکھو اس سب سے منع فرماتا ہے۔

تفسیر کبیر پارہ ۶ میں ہے:

المراد ان اللہ تعالیٰ امر المسلمان لا یتخذ الحبیب والناصر الا من المسلمین۔

یعنی مراد آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ صرف مسلمانوں ہی کو اپنا دوست و مددگار بنائیں۔

اُسی میں ہے:

لا تتخذوھم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بھم والتودد الیھم۔

یعنی مراد آیت یہ ہے کہ کافروں کی مدد و یاری پر اعتماد نہ کرو۔

تفسیر ابو السعود و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں زیر آیہ مذکورہ ہے:

نھوا عن موالاتھم لقرابۃ او صداقۃ جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ۔

یعنی مسلمان منع کیے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری ہو یا اسلام سے پہلے کا یارانہ یا کسی سبب یاری خواہ میل جول کے سبب اور منع کیے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔

آیت نمبر ۴:

فان تولوا فخذوھم واقتلوھم — اگر کافر ایمان لانے سے مُنہ پھیریں تو

حیث ثقفتموھم ولا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا ○

اُنھیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور اُن میں کسی کو نہ دوست بناؤ نہ مددگار۔

اس آیہ کریمہ میں ولی کے ساتھ لفظ نصیر خود ہی صاف ارشاد ہے کہ اُنھیں دوست ٹھہرانا بھی حرام اور مددگار بنانا بھی حرام۔ تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:

(فان تولوا) عن الایمان (فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا) وان بذلوا لکم الولایۃ والنصرۃ فلا تقبلوا منھم (الا الذین یصلون الی قوم) ویتصلون بھم والاستثناء من قولہ فخذوھم واقتلوھم دون الموالاۃ۔

اگر وہ ایمان لانے سے منہ پھیریں تو اُنھیں پکڑو اور جہاں پاؤ مارو اور اُن میں کسی کو نہ دوست بناؤ نہ مددگار اور اگر وہ بلا معاوضہ بھی تمھاری دوستداری و مددگاری بگھاریں جب بھی قبول نہ کرو مگر جو اہل معاہدہ سے ملیں یہ پکڑنے اور قتل کرنے سے استثناء ہے نہ دوستی سے کہ وہ تو ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

ای جانبوھم رأسا ولا تقبلوا منھم ولایۃ ولا نصرۃ۔

یعنی اُن سے بالکل دُور رہو اور اُن کی دوستی و مدد کچھ نہ قبول کرو۔

تفسیر ابوالسعود میں ہے:

ای جانبوھم مجانبۃ کلیۃ ولا تقبلوا منھم ولایۃ ولا نصرۃ ابدا۔

یعنی کافروں سے بالکل کنارہ کش رہو اور کبھی اُن کی دوستی و مدد قبول نہ کرو۔

تفسیر فتوحات الٰہیہ میں ہے:

ھذا مستثنی من الاخذ والقتل اما الموالاۃ فحرام مطلقا لا تجوز بحال۔

یہ استثنا گرفتاری و قتل سے ہے رہی کافر سے موالات وہ تو مطلقاً حرام ہے کسی حال جائز نہیں۔

تفسیر خازن میں ہے:

هذا الاستثناء یرجع الی القتل لا الی الموالاۃ لان موالاۃ الکفار والمنافقین لا تجوز بحال۔

یہ استثنا قتل کی طرف پھرتا ہے نہ موالات کی جانب اس لیے کہ کافروں اور منافقوں سے موالات تو کسی حال حلال نہیں۔

تفسیر کرخی میں ہے:

استثناء من مفعول فاقتلوهم لا من قوله ولا تتخذوا منهم وانکان اقرب مذکورا لان اتخاذ الولی منهم حرام بلا استثناء بخلاف قتلهم۔

معاہدوں سے ملنے والوں کا استثنا اُن سے ہے جن کے بابت حکم فرمایا تھا کہ اُنھیں قتل کرو اس ارشاد سے استثنا نہیں کہ اُن میں نہ کسی کو دوست بناؤ نہ مددگار اگرچہ ذکر میں یہی قریب تر ہے اس واسطے کہ کافروں سے کسی کو دوست بنانا بلا استثناء حرام ہے بخلاف اُن کے قتل کے کہ اس سے معاہدین مستثنیٰ ہیں۔

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

قال الطیبی لا من ولا تتخذوا او انکان اقرب لان اتخاذ الولی منهم حرام مطلقا۔

طیبی نے کہا دوست یا مددگار بنانے کی ممانعت سے استثناء نہیں اگرچہ وہ قریب تر ہے اس لیے کہ کافروں میں سے کسی کو دوست بنانا مطلقاً حرام ہے اگرچہ معاہد ہو۔

اقول اس پر خود سیاق کریمہ دال کہ قتل و قتال ہی کے منع و رخصت کا ذکر ہے یوہیں عموم حکم نفس استثناء کا مفاد کہ مجاہرین متصلین بالمعاہدین و معاہدین غیر جانب دار طرفین مستثنیٰ فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم۔

استعانت بمشرکین کی تحریم پر صحیح حدیثیں فائدہ ثانیہ: صحاح احادیث ناطق۔

حدیث نمبر ۱: ——— صحیح مسلم وسنن اربعہ ومشکل الآثار امام طحاوی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر کو تشریف لے چلے سنگستان وبرہ میں (کہ مدینہ طیبہ سے چار میل ہے) ایک شخص جس کی جرأت و بہادری مشہور تھی حاضر ہوا اصحاب کرام اُسے دیکھ کر خوش ہوئے اُس نے عرض کی میں اس لیے حاضر ہوا کہ حضور کے ہمراہ رکاب رہوں اور قریش سے جو مال ہاتھ لگے اُس میں سے میں بھی پاؤں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتؤمن باللہ ورسولہ۔ کیا تو اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہے۔

کہا: نہ۔ فرمایا:

فارجع فلن نستعین بمشرک۔ تو پلٹ جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔

پھر حضور تشریف لے چلے جب ذوالحلیفہ پہنچے (کہ مدینہ طیبہ سے چھ میل ہے) وہ پھر حاضر ہوا صحابہ خوش ہوئے کہ واپس آیا وہی پہلی بات عرض کی اور حضور نے وہی جواب ارشاد فرمایا کہ کیا تو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے؟ کہا: نہ۔ فرمایا:

فارجع فلن نستعین بمشرک۔ واپس جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے۔

پھر حضور تشریف لے چلے جب وادی میں پہنچے وہ پھر آیا اور صحابہ خوش ہوتے اُس نے وہی عرض کی حضور نے فرمایا کیا تو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا: فنعم اذن۔ ہاں اب چلو۔

حدیث نمبر ۲: ——— امام احمد واسحٰق بن راہویہ مسانید اور امام بخاری تاریخ اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں خبیب بن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ایک غزوہ[1] کو تشریف لیے جاتے تھے میں اور میری قوم سے ایک شخص حاضر ہوئے میں نے عرض کی: یارسول اللہ[2] ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم کسی معرکہ میں جائے اور ہم نہ جائیں (یہ قوم خزرج سے تھے کہ انصار سے ایک بڑا گروہ ہے) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں مسلمان ہوئے؟ کہا: نہ۔ فرمایا:

فانا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین۔	تو ہم مشرکوں سے مشرکوں پر مدد نہیں چاہتے۔

اس پر ہم دونوں اسلام لائے اور ہمراہ رکاب اقدس شریک جہاد ہوئے۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے یونہی تنقیح میں اس کے رجال کی توثیق کی۔

حدیث نمبر ۳: ——— امام واقدی مغازی اور امام اسحٰق بن راہویہ مسند اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر و معجم اوسط میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز احد تشریف لے چلے جب ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھے ایک بھاری لشکر ملاحظہ فرمایا ارشاد ہوا یہ کون ہیں؟ عرض کی گئی: یہود بنی قینقاع قوم عبداللہ بن سلام حلفائے عبداللہ بن اُبی (یہ لفظ طحاوی ہیں اور لفظ ابن راہویہ یونہی عرض کی گئی یہ عبداللہ بن اُبی ہے اپنے حلیفوں کے ساتھ کہ قوم عبداللہ بن سلام کے یہود ہیں اور لفظ واقدی میں ہے یہ ابن اُبی کے حلیف یہودی ہیں اور لفظ طبرانی میں ہے یہ عبداللہ بن اُبی ہے چھ سو یہودیوں کے ساتھ کہ اُس کے حلیف ہیں) فرمایا: کیا اسلام لے آئے؟ عرض کی: نہ۔ وہ اپنے دین پر ہیں۔ فرمایا:

قل لھم فلیرجعوا فانا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین۔	اُن سے کہہ دو لوٹ جائیں ہم مشرکوں پر مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔

---

[1] یہ غزوہ غزوۂ بدر ہے کما فی اسد الغابۃ ۱۲ منہ غفر لہ

[2] اقول یہ لفظ مستدرک میں ہے اور مشکل الآثار و مسند احمد میں نہیں قبل اسلام اس کا کہنا باعتبار عرف مسلمین ہوگا یا یوں کہ اُس وقت بھی ایقان تھا اگرچہ اذعان بعد کو ہوا۔ ۱۲ منہ غفر لہ

اقول یہ حدیث بھی حسن صحیح ہے مسند امام اسحٰق میں اس کی سند یوں ہے:

اخبرنا الفضل بن موسی عن محمد بن عمرو بن علقمۃ عن سعد بن المنذر عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

فضل بن موسٰی و محمد بن عمرو بن علقمہ دونوں رجال جمیع صحاح ستہ سے ہیں۔ ثقہ ثبت وصدوق اور یہ سعد بن منذر بن ابی حمید الساعدی ہیں کما فی مشکل الاثار ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا تقریب میں کہا مقبول ہیں تہذیب التہذیب میں ہے:

روی عن جدہ وحمزۃ بن ابی اسید وعنہ محمد بن عمرو بن علقمۃ وعبد الرحمٰن بن سلیمٰن بن الغسیل ذکرہ ابن حبان فی الثقات۔	اُنھوں نے اپنے دادا حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حمزہ بن اسید سے علم حاصل کیا اور ان سے محمد بن عمرو بن علقمہ اور عبد الرحمٰن بن سلیمٰن ابن حضرت غسیل الملئکہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا۔

لاجرم زرقانی علی المواہب میں ہے:

قد روی الطبرانی فی الکبیر والاوسط برجال ثقات عن ابی حمید الساعدی الحدیث[1]

حدیث نمبر ۴: ——— عبد بن حمید و ابو یعلی و ابنائے جریر و منذر و ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تستضیئوا بنار المشرکین۔ مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو۔

امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کے معنی پوچھے گئے۔ فرمایا:

---

[1] یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر و معجم اوسط میں بہ سند صحیح ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

لاتشتشیروا المشرکین فی شئ من امورکم قال الحسن و تصدیق ذلک فی کتاب اللہ یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا۔

ارشاد حدیث کے یہ معنی ہیں کہ مشرکوں سے اپنے کسی معاملہ میں مشورہ نہ لو۔ پھر فرمایا اس کی تصدیق خود کلام اللہ میں موجود ہے کہ فرمایا اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔

اقول یہ حدیث بھی اصول حنفیہ کرام پر حسن ہے طبری کے یہاں اس کی سند یہ ہے:

حدثنا ابوکریب و یعقوب بن ابرھیم قالا حدثنا ھشیم اخبرنا العوام بن حوشب عن الازھر بن راشد عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابوکریب سے عوام بن حوشب تک سب اجلہ مشاہیر ثقہ عدول رجال جملہ صحاح ستہ سے ہیں اور ازہر بن راشد رجال سنن نسائی و تالعین سے ہیں ان پر کسی امام معتمد سے کوئی جرح ثابت نہیں اور یہ کہ اُن سے راوی صرف عوام بن حوشب ہیں جس کی بنا پر تقریب میں حسبِ اصطلاح محدثین مجہول کہا ہمارے نزدیک اصلا جرح نہیں خصوصاً تالعین میں۔ مسلم الثبوت میں ہے:

لاجرح بان لہ راویا واحدا او ھو مجہول العین۔	یہ کوئی جرح کی بات نہیں کہ اُس سے ایک ہی شخص نے روایت کی اسے مجہول العین کہتے ہیں۔

لہ اما تضعیف ابن معین فلا زھر بن راشد الکاھلی لا فی ھذا البصری الراوی عن انس وقد فرق بینھما ابن معین فضعف الکاھلی لا ھذا کما بینہ الحافظ المزی فی تھذیبہ والحافظ العسقلانی فی تقریبہ واما قول الازدی منکر الحدیث فالازدی نفسہ مجروح ضعیف بشدید التعنت فی الرجال معروف ثم قولہ منکر الحدیث جرح مبہم غیر مفسر کما نصوا علیہ ۱۲ منہ غفر لہ۔

فواتح الرحموت میں ہے:

وقیل لا یقبل عند المحدثین وھو تحکم۔

اور بعض نے کہا ایسا راوی محدثین کے نزدیک مقبول نہیں اور یہ نری زبردستی ہے۔

فصول البدائع میں ہے:

العدالۃ فیما بین رواۃ الحدیث ھی الاصل ببرکتہ وھو الغالب بینھم فی الواقع کما نشاھدہ فلذا قبلنا مجھول القرون الثلثۃ فی الروایۃ۔

راویان حدیث میں حدیث کی برکت سے عدالت ہی اصل ہے اور مشاہدہ شاہد کہ واقع میں ثقہ ہونا ہی اُن میں غالب ہے اسی لیے قرون ثلثہ کے مجہول کی روایت ہمارے ائمہ قبول کرتے ہیں۔

بعض روایات کہ استعانت میں پیش کی جاتی ہیں اُن کا حال

فائدہ ثالثہ: بعض روایات کہ ان احادیث صحیحہ بلکہ آیات صریحہ کے مقابل پیش کی جاتی ہیں اُن میں کوئی صحیح ومفید مدعائے مخالف نہیں محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اُنھیں ذکر کرکے فرمایا:

ولا شک ان ھذہ لا تقاوم احادیث المنع فی القوۃ فکیف تعارضھا۔

کوئی شک نہیں کہ یہ روایتیں قوت میں احادیث منع کو نہیں پہنچتیں، تو کیونکر اُن کے معارض ہوسکتی ہیں۔

خود ابوبکر حازمی شافعی نے کتاب الاعتبار میں حدیث صحیح مسلم دربارۂ ممانعت روایت کرکے کہا:

ومایعارضہ لا یوازیہ فی الصحۃ والثبوت فتعذر ادعاء النسخ۔

اور اس کا خلاف جن روایتوں میں آیا ہے وہ صحت وثبوت میں اُن کے برابر نہیں تو ممانعت استعانت کو منسوخ ماننے کا ادعا ناممکن ہے۔

یہ اجمالی جواب بس ہے اور مجمل تفصیل یہ کہ یہاں دو واقعے پیش کیے جاتے ہیں جن سے احادیث منع کو منسوخ بتاتے ہیں کہ وہ واقعہ بدر و اُحد ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں کہ اُن کے کئی برس بعد ہے بعض یہود بنی قینقاع سے یہود خیبر پر استعانت فرمائی پھر شش ہجری غزوۂ حنین میں صفوان بن امیہ سے اور وہ اُس وقت مشرک تھے تو اگر اُن پہلے واقعات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشرک یا مشرکوں کو رد فرمانا اس بنا پر تھا کہ حضور کو رد و قبول کا اختیار تھا جب تو حدیثوں میں کوئی مخالفت ہی نہیں اور اگر اس وجہ سے تھا کہ مشرک سے استعانت ناجائز تھی تو ظاہر ہے کہ بعد کی حدیث نے اُن کو منسوخ کر دیا یہ تمام و کمال کلام امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ اُن سے فتح اور فتح سے ردالمحتار میں نقل کیا اور ناواقفوں نے نہ سمجھا یہ بعینہٖ کتاب الاعتبار حازمی شافعی میں امام شافعی سے مروی ہے:

حیث قال قرأت علی روح	میں نے رُوح بن بدر پر پڑھا کہ آپ کو
بن بدر اخبرك احمد	احمد بن محمد بن احمد نے اپنی کتاب میں
بن محمد بن احمد فی کتابه	ابو سعید صیرفی سے خبر دی کہ اُنھوں نے
عن ابی سعید الصیرفی اخبرنا	کہا ہمیں ابو العباس نے خبر دی کہ
ابو العباس انا الربیع انا الشافعی	ہمیں ربیع نے خبر دی کہ ہمیں امام شافعی
قال الذی روی مالك کما	نے خبر دی کہ وہ جو امام مالک نے روایت
روی - روی رسول الله صلی	فرمایا وہ ویسا ہی ہے جیسا اُنھوں نے
الله تعالیٰ علیه وسلم مشرکا	روایت فرمایا - غزوۂ بدر میں رسول اللہ
ومشرکین فی غزاة بدر وابی	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مشرک اور
ان یستعین الا بمسلم ثم	دو مشرکوں کو واپس فرما دیا اور غیر مسلم
استعان رسول الله	سے استعانت کرنا قبول نہ فرمایا پھر نبی
صلی الله تعالیٰ علیه وسلم	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے
بعد بدر فی غزوة خیبر بیهود من	بعد غزوہ خیبر میں بنی قینقاع کے کچھ

بنی قینقاع کانوا اشداء
واستعان رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی غزوۃ
حنین سنۃ ثمان بصفوان
بن امیۃ وھو مشرک فالرد
الاول انکان بان لہ الخیار
بان یستعین بمشرک و ان
یردہ کما لہ رد المسلم
من معنی مخافۃ او لشدۃ
بہ فلیس واحد من الحدیثین
مخالفا للاخر وان کان ردہ
لانہ لم یران یستعین بمشرک
فقد نسخہ ما بعدہ من استعانتہ
بالمشرکین اذا خرجوا طوعاً
ویرضخ لھم ولا یسھم
لھم ولا یثبت عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انہ اسھم
لھم انتہی۔

یہودیوں سے کام لیا کہ زور آور تھے اور
شہ ہجری غزوۂ حنین میں نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمیہ سے
جس وقت میں کہ وُہ مشرک تھے کچھ امداد
لی تو پہلا رد فرما دینا اگر اس بنا پر تھا
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو اختیار تھا کہ کسی مشرک سے کام
لیں یا اُسے واپس فرما دیں جیسا اُنھیں
مسلمان کے واپس فرما دینے کا اختیار
ہے اُس پر کسی خوف یا مشقت کے
باعث جب تو حدیثوں میں باہم کچھ
اختلاف ہی نہیں اور اگر وہ واپس
فرما دینا اس بنا پر تھا کہ حضور نے
مشرک سے مدد لینا ناجائز جانا تو بعد کے
واقعہ نے مشرکوں سے کام لیا اُسے
منسوخ کر دیا اور اس میں کوئی حرج
نہیں کہ مشرکوں سے لڑنے میں مشرکوں
سے مدد لے جبکہ وُہ اپنی خوشی سے
لڑنے کو چلیں اور غنیمت میں سے اُنھیں
کچھ تھوڑا سا دیا جائے پُورا حصہ نہ دیا جائے
اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت
نہیں کہ حضور نے اُنھیں پُورا حصہ دیا ہو
انتہی یہ تمام کلام امام شافعی کا ہے۔

اس کے بعد جو فقرہ فتح میں ہے وہ بھی زیر قال الشافعی داخل اور اُنھیں کا قول ہے جسے بیہقی شافعی نے اُن سے روایت کیا نصب الرایہ میں ہے:

قال الشافعی و لعله صلی اللہ	امام شافعی نے فرمایا کہ وُہ مشرک جسے
تعالیٰ علیہ وسلم انما رد	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ بدر
المشرك الذی رده فی غزوة	میں واپس فرمایا تھا شاید یہ اس امید
بدر رجاء اسلامه و قال	کی بنا پر ہو کہ وہ اسلام لے آئے گا
وذلك واسع للامام ان یرد	اور امام شافعی نے کہا سلطان اسلام
المشرك او یاذن له انتهی	کو گنجائش ہے چاہے مشرک کو واپس
وکلام الشافعی کله نقله	کر دے یا اجازت دے انتہی اور
البیهقی عنه۔	امام شافعی کا یہ سارا کلام بیہقی نے
	اُن سے روایت کیا۔

یہود سے استعانت کے پانچ جواب

واقعہ یہود بنی قینقاع کا جواب تو واضح ہے جو محقق علی الاطلاق اور خود حازمی شافعی نے ذکر کیا کہ وُہ روایت کیا اس قابل ہے کہ احادیث صحیحہ کے سامنے پیش کی جائے اُس کا مخرج الحسن بن عمارة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ہے قطع نظر انقطاع سے کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سُنیں جن میں یہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک منقطع مردود ہے۔ حسن بن عمارہ متروک ہے کما فی التقریب اور مرسل زہری مروی جامع ترمذی و مراسیل ابی داؤد ایک تو مرسل کہ امام شافعی کے یہاں مہمل اقول اور سند مراسیل میں ایک انقطاع حیوہ بن شریح و زہری کے درمیان ہے، تہذیب التہذیب میں امام احمد سے ہے:

لم یسمع حیوة من الزهری۔	حیوۃ نے زہری سے کوئی حدیث نہ سُنی۔

دوسرے مرسل بھی زہری کا جسے محدثین پا بر ہوا کہتے ہیں تیسرے ضعیف بھی کما فی الفتح یوہیں بیہقی نے کہا:

اسنادہ ضعیف و منقطع۔ — اس کی سند ضعیف اور بیچ میں کٹی ہوئی ہے۔

نصب الرایہ میں ہے:

انہا ضعیفۃ۔ — یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔

اقول، اور کچھ نہ ہو تو اس میں یہی تو ہے کہ:

اسھم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقوم من الیہود قاتلوا معہ۔ — نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو جنھوں نے ہمراہ رکاب اقدس قتال کیا تھا حصہ عطا فرمایا۔

اس سے استعانت کہاں ثابت ممکن کہ اُنھوں نے بطور خود قتال کیا ہو اور پانچواں جواب امام طحاوی سے آتا ہے کہ سرے سے قاطع استناد ہے۔

صفوان بن امیہ سے استعانت کے روشن جواب

رہا قصہ صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ اُن کا قبل از اسلام غزوہ حنین شریف میں ہمراہ رکاب اقدس ہونا ضرور ثابت ہے مگر ہرگز نہ اُن سے قتال منقول نہ یہی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن سے قتال کو فرمایا ہو صرف اس قدر ہے کہ سو زرہ خود بکتر اور ایک روایت میں چار سو اُن سے عاریت لیے اور وہ بطمع پرورش سرکار عالم مدار کہ مؤلفۃ القلوب سے تھے ہمراہ لشکر ظفر پیکر ہو لیے اُن کی مراد بھی پوری ہوئی اور اسلام بھی پختہ و راسخ ہوگیا سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غنائم سے اتنا عطا فرمایا اتنا عطا فرمایا کہ یہ بے اختیار کہہ اُٹھے:

واللہ ما طابت بھذا الا نفس نبی۔ — خدا کی قسم اتنی عطائیں خوش دلی سے دینا نبی کے سوا کسی کا کام نہیں۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

امام ابن سعد طبقات پھر حافظ الشان عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ میں انھیں صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت فرماتے ہیں:

لم یبلغنا انہ غزا مع النبی صلی اللہ — ہمیں روایت نہ پہنچی کہ انھوں نے حضور اقدس

تعالیٰ علیہ وسلم۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمراہی میں جہاد کیا ہو۔

امام طحاوی مشکل الآثار میں فرماتے ہیں:

صفوان کان معہ لا باستعانۃ منہ ففی ھذا ما یدل علی انہ انما امتنع من الاستعانۃ بہ و بامثالہ ولم یمنعھم من القتال معہ باختیارھم لذلک۔

یعنی صفوان خود ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیے تھے حضور نے اُن سے استعانت نہ فرمائی اس میں دلیل ہے اس پر کہ حضور مشرکوں سے استعانت سے باز رہتے تھے اور وُہ اپنے اختیار سے ہمراہی میں لڑیں اس سے منع نہ فرماتے تھے۔

اُسی میں ہے:

حدثنا ابو امیہ قال حدثنا بشر بن الزھرانی قال قلت لمالک الیس ابن شھاب کان یحدث ان صفوان ابن امیۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فشھد حنینا والطائف وھو کافر قال بلیٰ ولکن ھو سار مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یأمرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ہم سے ابو امیہ نے حدیث بیان کی کہ ہم سے بشر بن عمر زہرانی نے حدیث بیان کی کہ میں نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی کیا زہری یہ حدیث نہ کرتے تھے کہ صفوان بن امیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس چل کر حنین و طائف کے غزووں میں بحالت کفر حاضر ہُوئے فرمایا ہاں مگر وُہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب ہو لیے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے نہ فرمایا تھا۔

علّامہ جلال الدین ابوالمحاسن یوسف حنفی مختصر میں فرماتے ہیں:

لا مخالفة بين حديث صفوان وبين قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لا نستعين بمشرك لان صفوان قتاله كان باختيارٍ دون ان يستعين به النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وان الاستعانة بالمشرك غير جائزة لكن تخليتهم للقتال جائزة لقوله تعالى لا تتخذوا بطانة من دونكم والاستعانة اتخاذ بطانة وقتالهم دون استعانة بخلاف ذلك۔

یعنی حدیث صفوان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے کچھ مخالف نہیں کہ صفوان کا قتال کو جانا اپنے اختیار سے تھا نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے استعانت فرمائی ہو مشرک سے استعانت حرام ہے لیکن وُہ خود لڑیں تو لڑنے دینا جائز ہے اس لیے کہ رب عزوجل نے فرمایا غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ مشرک سے استعانت کرنا اُسے راز دار بنانا ہے اور بلا استعانت خود اُس کے لڑنے میں یہ بات نہیں۔

استعانت جائز ہے تو صرف ذمی سے ہے حربی سے مطلقاً حرام

فائدہ رابعہ: اقول یہ مسئلہ کہ ذمی اگر مسلمانوں کے ہمراہ قتال کرے یا راستہ بتائے تو سلطان اُسے غنیمت سے کچھ عطا فرمائے جو مسلمانوں کے حصہ سے کم ہو اور راہ بتانے میں بقدر اجرت تمام متون مثل ہدایہ و وقایہ و تحفۃ الفقہاء و کنز و وافی و مختار و اصلاح و غرر و ملتقی و تنویر اور ان کے سوا جن جن کتب میں اُس کا ذکر ہے جیسے خزانۃ المفتین و اشباہ و النظائر وغیرہا سب میں ذمی کے ساتھ مقید ہے حتّٰی کہ علّامہ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی نے رحمۃ الامہ اور امام عبدالوہاب شعرانی نے میزان الشریعہ میں اُسے ائمۂ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی قید کے ساتھ ذکر کیا رحمۃ الامہ کی عبارت یہ ہے:

اتفقوا على ان من حضر الغنيمة من مملوك او امرأة او صبي او

علماء کا اتفاق ہے کہ غلام یا عورت یا لڑکا یا ذمی جو غنیمت میں حاضر ہوں تو اُنھیں

ذمی فلہم الرضخ۔ کچھ دیا جائے گا پورا حصہ نہیں۔

بعض شراح نے اسی سے مسئلہ استعانت استنباط کیا۔ فتوائے شائع کردہ لیڈری نے درمختار کی یہ عبارت تو نقل کی:

مُفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ۔ اس سے سمجھا گیا کہ حاجت کے وقت کافر سے مدد لینی جائز ہے۔

اور متن کی عبارت چھوڑ دی جو ضمیر مفادہ کا مرجع بتاتی کہ یہ کا ہے کا مفاد ہے وہ عبارت یہ ہے:

لا لعبد وصبی وامرأۃ و ذمی ومریض لہم اذا باشروا القتال اوکانت المرأۃ تقوم بمصالح المرضی اودل الذمی علی الطریق۔ غلام اور لڑکے اور عورت اور ذمی کے لیے غنیمت کا حصہ نہیں ہاں کچھ دیا جائے گا اگر لڑیں یا عورت مریضوں کی تیمارداری کرے یا ذمی راستہ بتائے۔

اس کے متصل بلا فصل درمختار کی وہ عبارت ہے تو کافر سے مطلقاً وہی مراد جو متن میں مذکور ہے یعنی ذمی کہ حربی ہرگز اس کے معنی میں نہیں جس کے سبب بدلیل اولویت یا مساوات تعمیم کر لی جائے اس کی نظیر ابھی عبارت قدوری و ہدایہ سے گزری جن میں لفظ کافر تھا اور تمام اکابر نے تصریح فرمادی کہ کافر سے مراد ذمی ہے۔

ذمی میں بھی خاص کتابی سے استعانت جائز ہے مشرک سے مطلقاً حرام ہے

فائدہ خامسہ: امام اجل زینت حنفیت سیدنا احمد طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اور تخصیص فرمائی اور اسی کو حضرت سیدنا امام اعظم وجملہ ائمہ حنفیہ کا مذہب بتایا کہ مسئلہ استعانت کا کتابی سے خاص ہے، جہاد میں وقت حاجت دبے ہوئے یہودی یا نصرانی سے مدد لے سکتے ہیں مشرک سے اصلا جائز نہیں مشکل الآثار میں استعانت بمشرک سے ممانعت کی حدیثیں روایت فرمائیں پھر استعانت بہ یہود کی حدیث اعتراضاً وارد کی پھر اس سے جواب میں فرمایا:

لیس فی ذلک ما یخالف شیئا وہ حدیثیں کہ اس باب میں ہم نے ذکر

ما رویناہ فی ھذا الباب لان
الیھود لیسوا من المشرکین
الذین قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فی الاشیاء
الاول انہ لا نستعین بھم
اولئک عبدۃ الاوثان وھؤلاء
اھل الکتب والغلبۃ لنا لانا
الاعلون علیھم وھم اتباع لنا و
ھکذا حکمھم الآن عند کثیر من
اھل العلم منھم ابو حنیفۃ
واصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم
یقولون لا باس بالاستعانۃ باھل
الکتاب فی قتال من سواھم اذا
کان حکمنا ھو الغالب ویکرھون
ذلک اذا کان احکامنا بخلاف
ذلک ونعوذ باللہ من تلک الحال۔

کیں یہ روایت اُن سے کچھ مخالفت نہیں رکھتی اس لیے کہ یہود مشرک نہیں ہیں جن کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگلی حدیثوں میں فرمایا کہ ہم اُن سے استعانت نہیں کرتے وُہ بت پرست ہیں اور یہ کتابی ہیں اور غلبہ اُن پر ہمیں کو ہے کہ ہمیں اُن پر بالادست ہیں اور وُہ ہمارے تابع ہیں اور اب بھی اکثر علماء کے نزدیک اُن کا یہی حکم ہے ازاں جملہ امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وُہ فرماتے ہیں غیر کتابی کافروں کے مقابلہ میں کتابیوں سے مدد لینے میں حرج نہیں جبکہ ہمارا ہی حکم غالب ہو اور کتابیوں سے بھی مدد لینے کو ناجائز رکھتے ہیں جبکہ حالت اس کے خلاف ہو یعنی وہ ہمارے تابع و پیرو نہ ہوں اور اس حالت سے اللہ کی پناہ۔

معتصر علامہ یوسف حنفی میں ہے:

الممتنع الاستعانۃ بالمشرک و
الیھود لیسوا من المشرکین
ھکذا حکمھم عند ابی حنیفۃ واصحابہ
اذا کان حکمنا ھو الغالب بخلاف ما
اذا کان الحربی غالبا نعوذ باللہ۔

مشرک سے استعانت ناجائز ہے اور یہودی مشرک نہیں امام اعظم اور اُن کے تلامذہ کے نزدیک یہی حکم ہے جبکہ ہمارا ہی حکم غالب ہو بخلاف اس کے کہ معاذ اللہ ہمارا حکم اُن پر غالب نہ ہو۔

تحقیق مقام، استعانت کے اقسام اور ان کے احکام

فائدہ سادسہ: **اقول** تحقیق مقام بتوفیق منعام یہ ہے کہ یہاں استعانت کی تین حالتیں ہیں، التجا، اعتماد، استخدام۔

التجا یہ کہ قلیل گروہ اپنے کو ضعیف و کمزور یا عاجز پاکر کثیر و قوی و طاقتور جتھے کی پناہ لے اپنا کام بنانے کے لیے اُس کا دامن پکڑے یہ بداہتہً اپنے آپ کو اُن کے ہاتھ میں دے دینا ہوگا اور انھیں خواہی نخواہی اُن کے اشارے پر چلنا اُن کی پس روی کرنی پڑے گی۔

اعتماد[1] یہ کہ گروہ مساوی سے یارانہ گانٹھیں انھیں اپنا یاور و یار و معین و مددگار بنائیں اُن کی مدد و موافقت سے اپنے لیے غلبہ و عزت و کامیابی چاہیں یہ اگرچہ اپنے آپ کو اُن کے رحم پر چھوڑ دینا نہیں مگر اُن کی ہمدردی و خیرخواہی پر اعتماد یقیناً ہے کوئی عاقل خون کے پیاسے دشمن بدخواہ کو معین و ناصر نہ بنائے گا۔ یہاں مساوات کے یہی معنی نہیں کہ ہر طرح قوت میں ہمارا ہم سنگ ہو بلکہ خود سرگروہ کہ ہمارے ہاتھ میں مجبور نہیں اور ہمارے ساتھ اظہار بدخواہی کرسکتا ہے اسی شق میں ہے کہ باوصف خودسری اُسے ناصر بنانا بے اعتماد نہ ہوگا۔ یہ دونوں صورتیں کفار کے ساتھ یقیناً قطعاً نصوص قطعیہ قرآنیہ سے حرام قطعی ہیں جن کی تحریم کو پہلی اور دوسری دو ہی آیتیں کافی وافی ہیں ہرگز کوئی مسلمان انھیں حلال نہیں کہہ سکتا۔

استخدام یہ کہ کافر ہم سے دبا ہو اُس کی چٹیا ہمارے ہاتھ میں ہو کسی طرح ہمارے خلاف پر قادر نہ ہو وہ اگرچہ اپنے کفر کے باعث یقیناً ہمارا بدخواہ ہوگا مگر بے دست و پا ہے ہم سے خوف و طمع رکھتا ہے خوف شدید کے باعث اظہار بدخواہی نہ کرسکے گا بلکہ طمع کے سبب مسلمان کے بارے میں نیک رائے ہوگا۔

الحمدللہ یہ تقریر فقیر غفرلہ القدیر نے تفقہاً لکھی تھی پھر امام شمس الائمہ سرخسی کی شرح سیر صغیر امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھی عظیم و جلیل تائید ملی فائدہ خامسہ میں امام طحاوی و

---

[1] اعتماد ہر استعانت میں ہے اور یہاں یہ مراد کہ صرف اعتماد ہے استبلا نہ اُن کا نہ اپنا ۱۲ منہ غفرلہ

علامہ یوسف حنفی کی عبارتیں سُن چکے کہ جواز اُس وقت ہے جب ہمارا ہی حکم غالب ہو اور امام ابوجعفر کا ارشاد کہ ہمیں بلند و بالا ہوں اور وہ ہمارے تابع۔ بعینہٖ یہی شرط سیر صغیر میں کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے امام محمد نے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا:

سألته عن المسلمين يستعينون	میں نے عرض کی کہ مسلمان اگر حربیوں پر
باهل الشرك على اهل الحرب	مشرکوں سے مدد لیں تو کیسا ہے فرمایا
قال لاباس بذلك اذا كان	مضائقہ نہیں بشرطیکہ اسلام ہی کا
حكم الاسلام هو الظاهر	حکم روشن و زبردست ہو۔
الغالب۔	

مشرکوں سے ذمی مراد ہیں کہ اس سے دو ورق پہلے فرمایا ہے:

لاباس بان يستعين اهل العدل بقوم من اهل البغى واهل الذمة على الخوارج اذا كان حكم اهل العدل ظاهرا۔

یہاں تو استخدام بتایا تھا مگر اس کی تعلیل وُہ فرمائی جس نے استخدام کی پوری تصویر بھی کھینچ دی اور اُس کی نوعیت بھی بتا دی کہ کس طرح کا استخدام ہو۔

کافر کو کُتّا بنا کر استعانت جائز ہے جب وہ ہمارے ہاتھ میں کتّے کی طرح مسخر ہو

ارشاد ہوا: لان قتالهم بهذه الصفة لاعزاز الدين والاستعانة عليهم باهل الشرك كالاستعانة بالكلاب۔ دو ورق پہلے فرمایا:

والاستعانة باهل الذمة كالاستعانة بالكلاب۔

یعنی اس لیے کہ جب وُہ اس حالت پر ہوں تو اُن کا لڑنا ہمارے ہی دین کے اعزاز کو ہوگا اور حربیوں پر ان ذمی مشرکوں سے استعانت ایسی ہوگی جیسے شکار میں کُتّوں سے مدد لیتے ہیں دُوسرے یہ کہ وُہ ہمارے ہاتھ میں کُتّوں کی طرح مسخر ہوں کہ اُن کا فعل ہمارے ہی لیے ہو ہمارے ہی دین کے اعزاز کے واسطے ہو۔ کُتّے سے شکار میں

استعانت کب جائز ہوتی ہے جبکہ وُہ وقت شکار سارا کام ہمارے ہی لیے کرے اُس میں سے اپنے واسطے کچھ نہ کرے اگر شکار مارا اور ماشہ بھر اُس کا گوشت کھا لیا شکار حرام ہے تو استخدام بتایا اور وہ بھی سب سے ذلیل تر یعنی جیسے کُتّے سے خدمت لیتے ہیں اور شرط فرما دی کہ وہ خود سری سے یکسر نکل کر محض ہمارے لیے آلہ بن گئے ہوں یہ نہ ہوگا مگر اُسی صورت میں کہ ہم نے منقح کی واللہ الحمد۔

ذلیل وقلیل کافروں سے استعانت کی اجازت ہوگی نہ کہ انبوہِ کثیر سے

اقول اور اس کے لیے ضرور ہے کہ وہ معدودے چند ذلیل قلیل ہوں کہ بڑا گروہ ہُوا تو ممکن کہ میدان میں پہنچ کر کافروں کا لشکر دیکھ کر شرارت پر آئے اور پھن دکھاتے ممکن کہ یہی حکمت ہو کہ روز اُحد چھ سو یہود کو واپس فرما دیا کہ یہ بڑا جتھا ہُوا خصوصاً اس حالت میں کہ مسلمان صرف سات سو اور مغلطائی کی روایت میں چھ ہی سو تھے اور غزوۂ خیبر میں حسب روایت واقدی[1] صرف دس یہود کو ہمراہی کا حکم فرمایا کہ مسلمان ایک ہزار چار سو تھے اور غزوۂ حنین میں تو صفوان جیسے شرّ انسی بھی مان لیجیے تو کچھ نہ تھے کہ الٰہی لشکر بارہ ہزار تھا جس کی کثرت کا ذکر خود قرآن عظیم میں ہے اسی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے علماء ان مسائل میں ذمی و کافر بصیغۂ مفرد لکھتے ہیں نہ بصیغۂ جمع۔

استخدام کی چار صورتیں اور اُن کے احکام

اب چار صورتیں ہیں:
اوّل اُس سے ایسی استعانت جس میں **کافر کو رازدار بنانا مطلقاً حرام ہے** وُہ ہمارا رازدار و دخیل کار بنے یہ مطلقاً حرام ہے جس کے لیے پہلی آیۂ کریمہ بس ہے نیز فرماتا ہے جل وعلا:

---

[1] اخرج الواقدی فی مغازیہ عن حرام بن سعد بن محیصۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعشرۃ من یہود المدینۃ غزا بہم اھل خیبر ۱۲ منہ غفرلہ۔

ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم
اللہ الذین جاھدوا منکم
ولم یتخذوا من دون اللہ
ولا رسولہ ولا المؤمنین
ولیجۃ واللہ خبیر بما تعملون ○

کیا اس گھمنڈ میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیے
جاؤ گے اور ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر
نہ ہوئے جو تم میں سے جہاد کریں اور
اللہ و رسول و مسلمین کے سوا کسی کو
اپنا رازدار و دخیل کار نہ بنائیں اور
اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

کافر کو محرری پر نوکر رکھنے کی ممانعت ہے

ولہذا حدیث چہارم میں اُن سے مشورہ لینا ناجائز فرمایا، تفسیر کبیر میں کریمہ اُولیٰ کے تحت میں ہے:

ان المسلمین کانوا یشاورونہم فی امورھم ویؤانسونہم لما کان بینہم من الرضاع والحلف ظنا منہم انہم وان خالفوھم فی الدین فہم ینصحون لہم فی اسباب المعاش فنہاہم اللہ تعالیٰ بہذہ الآیۃ عنہ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المومنین فیکون ذلک نہیا عن جمیع الکفار وقال تعالیٰ یا یہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذلک ما روی انہ قیل لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لا یعرف اتوی حفظا ولا احسن خطا منہ فان رأیت ان نتخذہ کاتبا فامتنع عمر من ذلک وقال اذن اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین۔

یعنی کچھ مسلمان بعض یہود سے اپنے معاملات میں مشورہ کرتے اور باہم دل بہلاتے کہ کسی سے دُودھ کی شرکت تھی کوئی کسی کا حلیف تھا یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اگرچہ دین میں ہمارے خلاف ہیں دنیوی باتوں میں تو ہماری خیر خواہی کریں گے اس آیہ کریمہ میں رب العزۃ جل وعلا نے اُنھیں منع فرما دیا اور حکم دیا کہ کسی غیر مسلم کو اپنا رازدار نہ بناؤ تو یہ نہ صرف یہود بلکہ جملہ کفار سے ممانعت ہوئی اور اللہ عزوجل نے فرمایا: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو یار نہ بناؤ اور اس کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے جو امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی کہ اُن سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں

ایک نصرانی ہے اُس کا سا حافظہ اور عمدہ خط کسی کا معلوم نہیں حضور کی رائے ہو تو ہم اُسے محرر بنالیں۔ امیر المؤمنین نے اُسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو رازدار بنانے والا ٹھہروں گا۔

تفسیر لباب التاویل وغیرہ پارہ ۶ میں ہے:

روی ان ابا موسٰی الاشعری	یعنی ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی
رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قلت	عنہ سے مروی ہوا کہ میں نے امیر المومنین
لعمر بن الخطاب رضی اللہ	عمر فاروق اعظم سے عرض کی میرا ایک
تعالٰی عنہ ان لی کاتبا نصرانیا	محرر نصرانی ہے فرمایا تمہیں اُس سے
فقال مالك وله قاتلك اللہ الا	کیا علاقہ خدا تم سے سمجھے کیوں نہ کسی
اتخذت حنیفا یعنی مسلما	کھرے مسلمان کو محرر بنایا کیا تم نے
اما سمعت قول اللہ عزوجل	یہ ارشاد الٰہی نہ سُنا کہ اے ایمان
یا یہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا	والو! یہود و نصارٰی کو یار نہ بناؤ
الیہود والنصری اولیاء قلت	میں نے عرض کی اس کا دین اس کے لیے
لہ دینہ ولی کتابتہ قال	ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے
لا اکرمہم اذا اہانہم اللہ	فرمایا میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ
ولا اعزہم اذا اذلہم اللہ	اُنھیں اللہ نے خوار کیا نہ اُنھیں عزت
ولا ادنیہم اذا ابعدہم	دوں گا جبکہ اللہ نے اُنہیں ذلیل کیا نہ انکو
اللہ قلت لا یتم امر البصرۃ	قُرب دوں گا جبکہ اللہ نے اُنھیں دُور
الا بہ فقال مات النصرانی	کیا میں نے عرض کی بصرہ کا کام بے اسکے
والسلام یعنی ہب انہ مات	پُورا نہ ہوگا فرمایا: مرگیا نصرانی والسلام
فما تصنع بعد فما تعمل	یعنی فرض کرو کہ وُہ مرگیا اُس کے بعد
بعد موتہ فاعملہ الاٰن واستغن	کیا کروگے جو جب کروگے اب کرو اور
عنہ میسرہ من المسلمین۔	کسی مسلمان کو مقرر کرکے اُس سے بے پرواہ ہوجاؤ۔

دوم اُسے بعض مسلمانوں پر کوئی عہدہ و منصب دینا جس سے

کافر کی تعظیم حرام ہے مسلم پر اُس کا استعلا ہو مثلاً مسلمان فوج کے کسی دستے کا افسر بنانا یہ بھی حرام ہے ابھی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سُن چکے کہ اللہ نے اُنھیں خوار کیا میں گرامی نہ کروں گا اللہ نے اُنھیں ذلت دی میں عزت نہ دُوں گا کتب حدیث میں یُوں ہے کہ جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے محرری پہ مقرر کیا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنھیں فرمان میں لکھا:

لیس لنا ان نأتمنھم وقد خونھم	ہمیں روا نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں
اللہ ولا ان نرفعھم و قد	حالانکہ اللہ تعالیٰ اُنھیں خائن بتاتا ہے
وضعھم اللہ و لا ان نعزھم	یا ہم اُنھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ
وقد امرنا بان یعطوا الجزیۃ	سبحٰنہ نے اُنھیں پستی دی یا اُنھیں
عن ید وھم صاغرون ۝	عزت دیں حالانکہ ہمیں حکم ہے کہ کافر
	ذلت و خواری کے ساتھ اپنے ہاتھ
	سے جزیہ پیش کریں۔

درمختار میں ہے:

یمنع من استکتاب و مباشرۃ یکون بھا معظما عند المسلمین وتمامہ فی الفتح وفی الحاوی ینبغی ان یلزم الصغار بینہ و بین المسلم فی کل شئ وعلیہ فیمنع من القعود حال قیام المسلم عندہ بحر ویحرم تعظیمہ۔

یعنی ذمی کافر کو محرر بنانا یا اور کوئی عمل ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اُس کی بڑائی ہو جائز نہیں اس کا پورا بیان فتح القدیر میں ہے حاوی میں ہے وہ مسلمان کے ساتھ ہر معاملہ میں دبا ہوا ذلیل رہے تو جب تک اُس کے پاس کوئی مسلمان کھڑا ہو اُسے بیٹھنے نہ دیں گے یہ بحر الرائق میں ہے اور اس کی تعظیم حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے:

قالوا الاحق ان لا یترکوا ان یرکبوا الا لضرورۃ واذا رکبوا

لضرورۃ فلینزلوا فی مجامع المسلمین۔

علماء نے فرمایا: سزاوار تر یہ ہے کہ اُنھیں سوار ہونے ہی نہ دیں مگر (مرض وغیرہ کی ناچاری سے پھر جب مجبوری کو سوار ہوں تو یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کے مجمع میں اُتر لیں۔

بے تعظیمی کے ساتھ بھی کافر سے استعانت صرف وقت حاجت جائز ہے

سوم بے حاجت اُس سے استعانت کرنا یہ بھی ناجائز ہے خود فتوای شائع کردہ لیڈران میں درمختار سے ہے:

مفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ۔

اس عبارت سے سمجھا گیا کہ حاجت کے وقت کافر (ذمی) سے استعانت جائز ہے۔

اُسی میں ردالمحتار سے ہے:

اما بدونھا فلا لانہ لایؤمن غدرہ۔

حاجت نہ ہو تو جائز نہیں کہ کچھ اطمینان نہیں کہ وہ بدعہدی نہ کرے گا۔

کافر سے صرف اس صورت کی استعانت جائز ہے

چہارم اب ایک صورت یہ رہی کہ دبے ہوئے مقہور کافر سے بشرط حاجت ایسی استعانت جس میں نہ اُسے راز دار و دخیل کار بنانا ہو نہ کسی مسلمان پر اُس کا استعلا یہ ہے وہ جس کی ہمارے علماء اور امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہم نے رخصت دی پچھلی دو قیدیں تو منتظر ثبوت بلکہ محتاج بیان بھی نہیں دین متین سے ضرورۃً معلوم ہیں جن کا کچھ بیان ابھی گزرا تو اُن کی نظیر نماز کے لیے شرط وضو ہے کسی نماز کا مسئلہ بتائیے تو یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ بشرطیکہ باوضو پڑھی جائے۔ رہیں پہلی دو وہ ہمارے ائمہ کی طرح امام شافعی نے بھی بتائیں امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد

فارجع فلن استعین بمشرك وقد جاء فی الحدیث الاٰخر ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استعان بصفوان بن امیہ قبل اسلامہ فاخذ طائفۃ من العلماء بالحدیث الاول علی اطلاقہ وقال الشافعی واخرون ان کان الکافر حسن الرأی فی المسلمین ودعت الحاجۃ الی الاستعانۃ بہ استعین والا فیکرہ حمل الحدیثین علی ھذین الحالین۔

کہ واپس جا ہم ہرگز کسی مشرک سے استعانت نہ کریں گے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے اس حال میں امداد لی کہ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے تو ایک جماعت علماء نے پہلی حدیث کا مطلق حکم اختیار کیا اور شافعی اور کچھ اوروں نے کہا کافر اگر مسلمانوں کے حق میں نیک رائے رکھتا ہو اور اُس سے استعانت کی حاجت پڑے تو کی جائے ورنہ منع ہے امام شافعی نے ان دونوں حدیثوں کو ان دونوں حالوں پر محمول کیا۔

شرط حاجت تو صاف ذکر فرمائی اور شرط اوّل کا یوں اِشعار کیا کہ کسی کافر کی رائے مسلمانوں کے بارے میں اچھی ہو تو اُس سے استعانت جائز ہے اسی شرط کو حاذمی شافعی نے یُوں ذکر کیا:

والثانی ان یکونوا ممن یوثق بھم فلا تخشی نائرتھم فمتی فقد ھذان الشرطان لم یجز للامام ان یستعین بھم۔

یعنی حاجت کے ساتھ دوسری شرط یہ ہے کہ اُن کافروں پر وثوق ہو کہ اُن کی شرارت کا اندیشہ نہ رہے ان دونوں شرطوں میں سے کوئی کم ہوگی تو سلطان اسلام کو کافروں سے استعانت جائز نہ ہوگی۔

اقول اللہ عزوجل فرماتا ہے اور اللہ سب سے زیادہ سچا ہے لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم کافر تمہاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے تمہارا مشقت میں پڑنا اُن کی دلی تمنا ہے تو محال ہے کہ خود سر کافر مسلمانوں کے لیے کوئی اچھی رائے رکھیں اُن کی خیر خواہی پر

وثوق ہوسکے اُن کا خود سر کافر ہونا ہی اُن پر بے اطمینانی کا پورا موجب ہے محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب الموادعۃ میں فرماتے ہیں:

لعل خوف الخیانۃ لازم للعلم بکفرھم وکونھم حربا علینا۔ امید یہ ہے کہ خوف خیانت آپ ہی لازم ہے کہ اُن کا کافر اور ہم سے مقاتل ہونا معلوم ہے۔

تو مسلمانوں کے خیر خواہ وقابل وثوق نہیں ہوسکتے مگر معدود چند ذلیل قلیل مجبور مقہور کافر جن کو سرکشی کی مجال نہیں ولہذا تمام علمائے مسئلہ رضخ کو ذمی کے ساتھ مقید فرمایا اور اُسے بصیغۂ مفرد ذکر کیا۔

ثم اقول ان شروط وقیود سے مشروط استعانت نہ اُن کو رازدار و دخیل کار بنانا ہے کہ آیت اولیٰ کے خلاف ہو نہ اُن سے عزت چاہنا کہ آیت دوم کے مخالف ہو ذلیل قلیل سے کون عزت چاہے گا نہ اُسے کوئی ولی ونصیر بنانا کہے گا کہ باقی آیات کے خلاف ہو یہ استعانت اگر ایسی نہیں جیسے کتبت بالقلم میں تو ایسی ضرور ہے جیسے لوگ چماروں کو پکڑ کر بیگار لیتے ہیں بلکہ جب اُنھیں کچھ مال دیا جاتا ہے تو ایسی جیسے چمار کو پیسہ دے کر جوتا گنٹھوا لینا کیا اِسے کوئی کہے گا کہ چمار کو ولی وناصر بنایا لاجرم کلمات علماء مخالف آیات نہ ہوئے[1] وللہ الحمد۔ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

لیڈروں نے احکامِ شریعت کو کیسا بدلا فائدہ سابعہ: یہ تھا حکم شرعی جس کی تحقیق وتنقیح بحمدہ تعالیٰ اُس وجہ جلیل پر ہوئی کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی اب لیڈران اپنی تحریفیں دیکھیں احکام دین کو کتنا کتنا بدلا شرعی مسئلہ کیسا کیسا مسلا۔

اوّلاً ذکر تھا ذمی کا لے دوڑے حربی۔

ثانیاً بروایت امام طحاوی حضرت امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد جملہ ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک جواز کتابی سے خاص تھا یہ لے دوڑے مشرک۔

ثالثاً جواز باجماع قائلین حاجت سے مقید تھا اور یہ خود اپنا جرم قبولے

[1] دربارہ استعانت احکام شریعت قریب تھے۔

کہ ہم[1] کو احتیاج نے اتحاد برادران ہند کی جانب مائل نہیں کیا۔

رابعاً اُنھیں راز دار و دخیل کار بنانا حرام قطعی تھا یہ اُس سے بھی بدرجہا بڑھ کر اُن کے ہاتھ بک گئے اُنھیں اپنا امام و پیشوا بنا لیا اُن[2] کو اپنا رہنما بنا لیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں میرا حال تو سرِ دست اس شعر کے موافق ہے: ؎

عمرے کہ بآیات و احادیث گزشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی

کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ۵ — اللہ یوہیں چھاپ لگا دیتا ہے ہر مغرور ستمگر کے دل پر۔

خامساً اُن کی تعظیم اُنھیں مسلمانوں پر استعلا دینا حرام قطعی تھا اُنھوں نے صرف ظاہری سجدہ کسی مصلحت سے بچا رکھا باقی کوئی دقیقہ مشرکوں کی تعظیم و اعلا میں نہ چھوڑا مسلمان کہلانے والوں نے اُن کی جنتیں پکاریں بیل بن کر گنو پتروں کی گاڑیاں کھینچیں اُن کی مدح میں غلو و اغراق کیے حتّٰی کہ گاندھی کو کہہ بھاگے ع

خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست[3]

نبوت[4] ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے ایک متلڈر[5] ہزاروں کے مجمع میں اسٹیج پر چمکتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے اُن کو (گاندھی کی طرف اشارہ کرکے) تمھارے لیے مذکر بنا کر بھیجا ہے۔

---

[1] خطبہ صدارت مولوی عبد الباری ص ۵ ۔ ۱۲ حشمت علی غفرلہ

[2] خط مولوی عبد الباری صاحب جس کا فوٹو حسن نظامی نے چھاپا۔ ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

[3] انجمن اسلامیہ بریلی کی طرف سے گاندھی کا سپاسنامہ شعر ۱۸ ۔ ۱۲ حشمت علی

[4] تقریر خلف الملک در رفاہ عام لکھنؤ "اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے"۔ اخبار اتفاق دہلی ۲۷ اکتوبر و دبدبہ سکندری یکم نومبر و پیسہ اخبار ۱۰ نومبر ۔ ۱۲ حشمت علی

[5] تقریر عبد الماجد بدایونی جلسہ جمعیۃ العلماء ہند دہلی فتح اخبار دہلی۔ جلد ۲ نمبر ۲۲۲ ۔

۱۲ حشمت علی عفی عنہ

خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف داخل کرنے کا ردّ

دوسرا[1] جمعہ کا خطبہ اُردو میں پڑھتا ہے نہیں نہیں خطبہ کی جگہ لکچر دیتا ہے اور اُس میں خلفائے راشدین و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بدلے گاندھی کی مدح مقدس ذات ستودہ[2] صفات وغیرہا لفاظیوں کے ساتھ گاتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے:

انما المشرکون نجس۔ مشرک تو نہیں مگر ناپاک۔

یہ کہیں مقدس ذات ——— اللہ فرمائے:

اولئک ھم شر البریۃ۔ وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔

یہ کہیں ستودہ صفات غرض خطبۂ جمعہ کیا تھا قرآن عظیم کا ردّ تھا۔ آج خطبہ میں یہ ہوا، کل نماز میں اھدنا الصراط المستقیم کی جگہ اھدنا الصراط الگاندھی پڑھیں گے اور کیوں نہ پڑھیں جسے جانیں کہ اس مقدس ذات ستودہ صفات کو اللہ تعالیٰ نے مذکّر بنا کر مبعوث فرمایا ہے اُس کی راہ آپ ہی طلب کیا چاہیں اور بالفرض یہ تبدیل نہ کریں تو صراط الذین انعمت علیہم میں تو گاندھی کو ضرور داخل مان چکے اللہ جسے مقدس ذات ستودہ صفات کرے اور خلق کے لیے مذکر بنا کر بھیجے اُس پر انعامِ الٰہی تام و کامل ہے۔

الذین انعم اللہ علیہم۔ وہ جن پر اللہ نے احسان کیا۔

کا بیان قرآن کریم نے

من النبیّٖن والصدیقین و الشھداء والصٰلحین۔ وہ کون ہیں نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

فرمایا ہے یہ سب مقدس ذات ستودہ صفات ہیں مگر لاکھوں شہداء و صالحین کو اللہ تعالیٰ نے مذکر بنا کر مبعوث نہ فرمایا تو گاندھی جی اوّل نمبر کے انعمت علیہم ہوتے مگر قرآن تو کفار پر

---

[1] اخبار مشرق گورکھپور ۱۳ جنوری ۲۱ء و عینی شہادت مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی رکن خلافت کمیٹی ۱۲ حشمت علی

[2] یہ مولوی صاحب شاہد عینی کا بیان ہے اور اخبار مشرق میں مقدس ذات پاکیزہ خیالات ہے۔ ۱۲ حشمت علی

اپنا غضب اور لعنت بتاتا اور اُنھیں ہر مخلوق سے بدتر ہر ذلیل سے ذلیل تر فرماتا ہے اگر اس کا نام انعام ہے تو ضرور کفار سے بڑھ کر کوئی انعمت علیہم نہیں۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون ۰ مشرک کو مسجد جامع میں مسلمانوں کا واعظ بنایا جاتا ہے ہزارہا مسلمانوں سے اونچا کھڑا کر کے مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جمایا جاتا ہے کیا مسئلہ استعانت کا یہ مطلب تھا کیا درمختار میں اس کا جواز لکھا تھا اجازت تھی تو استخدام کی وہ بھی ایسا جیسے کتے سے جو پورا مسخر ہو لیا ہو تم نے اُلٹی خدمت گاری بلکہ غلامی کی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۰

سادساً مشرکوں پر اعتماد حرام قطعی بلکہ تکذیبِ کلام الٰہی تھا جس کا بیان زیر آیت اولی گزرا انھوں نے اعتماد در کنار قطعاً التجا کی۔ التجا و اعتماد کے جو معنی گزرے اُن کے آئینہ میں اُن کی صورتیں منقوش دیکھ لیجیے ۳ کروڑ ہندوؤں کو اپنا یار و یاور بنانا کیا دلی خیر خواہی پر پورے اعتماد کے بغیر ممکن ہے بداہت عقل کو کرائیے تو لیڈران کے گیت سُن لیجیے جو مشرکین کو اپنا دلی خیر خواہ سمجھنے کے گائے ہیں[1] اُن کی ہمدردی ہماری مصیبت کے وقت ظاہر ہوئی جس وقت کلمہ گو بھی معاونت حق سے گریزاں تھے۔ اُن کا دستِ اتحاد ہماری طرف بڑھا جب یار اغیار ہو گئے ہیں برادرانِ وطن کو اُن کی ہمدردی کی اُجرت دے کر اُن کے مرتبہ کو گھٹانا نہیں چاہتا وہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے ہم کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے نہ ہماری لفظی شکر گزاری کی محتاج ہے ہمارے دل میں اُن کے اخلاص نے گھر کر لیا ہے۔ دیکھیے کیسی دل کھول کر قرآن کی تکذیبیں کیں اب اتنا مسلمان دیکھ لیں گے کہ یہ سچے یا اللہ واحد قہار سچا کہ لا یألونکم خبالا وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔ قل صدق اللہ وما اللہ ظلما للعبید من انسان ۰

دربارۂ استعانت فتوٰی میں لیڈران کی موت[2] سابقاً

سب جانے دو اتنا تو مفتی لیڈران کو بھی مسلم کہ اگر اُن کی طرف حاجت پڑے

---

[1] خطبۂ صدارت مولوی عبدالباری صاحب ص۵ و ۶ ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

[2] رسالہ قربانی گاؤ مولوی عبدالباری ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

[3] دربارۂ استعانت جو فتوٰی شاہجہان پور لیڈران نے شایع کیا اُس میں خود اُن کی موت ہے مگر لیڈران کو نہیں سوجھتی۔

اور اُن سے غدر کا امن ہو تو استعانت درست یعنی حاجت نہ ہو تو حرام اور اُن کے غدر سے امن نہ ہو تو حرام حاجت کا انکار خود لیڈران کو ہے اور اُن کے غدر سے امن پر کیا دلیل قائم کر لی کیا نرا وعدہ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما یعدھم الشیطٰن الا غرورا ۵ — شیطان تو اُنھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

یا اُنھوں نے تمھارے خیرخواہ بنے رہنے کی قسمیں کھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انھم لا ایمان لھم اُن کی قسمیں کچھ نہیں یا تمھیں وحی آئی کہ یہ جانی دشمن یہ دینی اعدا یہ خونخوار بدخواہ یہ کبھی دغا نہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ۔ — اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی حالانکہ اُسے کچھ بھی وحی نہ ہوئی۔

اُن کے غدر سے امن کی تو ایک وہی صورت تھی کہ وُہ ایسے ذلیل و قلیل ہمارے ہاتھ میں مجبور و مقہور ہوں کہ سرتابی کی قدرت ہی نہ رکھیں کیا یہ ۲۳ کرور ہندو تمھارے ہاتھ میں ایسے ہی ہیں؟ جھوٹ جھوٹ جھوٹ اور پورے ۲۳ کرور جھوٹ۔ دیکھو تمھارے ہی شائع کردہ فتوے نے تمھیں گھر تک پہنچا دیا اور اس استعانت میں تم پر فرد قرار داد جرم لگا کر مرتکب حرام ٹھہرا دیا احمق اُسے شائع کراتے اور اپنی سند ٹھہراتے ہیں اور نہیں جانتے کہ وُہ انھیں پر زد ہے اُنھیں کا رد ہے ہمارے دوست مفتی صاحب نے مردان کے خفیہ خط کی طرح متلمس کا سا صحیفہ اُن کے ہاتھ میں دے دیا جس میں اُن کی موت ہے اور یہ خوشی خوشی لیے پھرتے ہیں۔ نہیں نہیں نرے نامشخص نہیں سمجھتے ہیں مگر مقصود ہی دین کو بدلنا احکام کو کچلنا عوام کو چھلنا ہے جاہل بیچارے اتنا دیکھ لیں گے کہ دیکھو جواز لکھا ہے اب اتنی سمجھ کسے کہ جسے جائز لکھا ہے لیڈران کی استعانت کو اُس سے مَس نہیں اور اُن کی جو استعانت ہے فتوے میں ہرگز اُسے جائز نہ لکھا بلکہ صاف عدم جواز کا اشعار کیا۔

مفتیوں کو ہدایت ہاں جب مفتی کو واقعہ معلوم تو فتوی اگرچہ بجائے خود صحت سے موسوم ایسا غلط انگیز لکھنا مذموم جسے اہل باطل اپنے باطل پر ڈھالیں اور اُس سے اپنی تقویت کی راہ نکالیں یہ سمجھ لینا کہ فتوے کا مفہوم مخالف یہ ہے اور اُن کے غدر سے امن کی صورت یہاں متصور نہیں عوام جاہلوں کو میسر نہیں عقود الدریہ میں ہے:

اذا علم المفتی حقیقۃ الامر	مفتی کو جب اصل واقعہ معلوم ہو تو اُسے
ینبغی لہ ان لا یکتب للسائل لئلا	سزاوار نہیں کہ سائل کو اُس کے سوال
یکون معینا لہ علی الباطل۔	کے موافق فتوی لکھدے تاکہ باطل پر اُس کا
	مددگار نہ ہو۔

اُسی میں اپنے شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر صفوری سے ہے:

ان بعض المبطلین اذا صار بیدہ	بعض اہل باطل کے ہاتھ میں جب فتوی
فتوی صال بہا علی خصمہ وقال	آجاتا ہے اپنے فریق پر اُس سے حملہ
المفتی افتی لی علیک بکذا والجاھل	کرتا ہے اور کہتا ہے مفتی نے میرے
او ضعیف الحال لا یمکنہ منازعتہ	لیے تجھ پر یہ فتوی دیا ہے اور بے علم یا
فی کون نصہ مطابقا اولا۔	کمزور اُس سے یہ بحث نہیں کرسکتا کہ اُس
	کی عبارت صورت واقعہ سے مطابق بھی ہے
	یا نہیں۔

مولی تعالی ہمیں اور ہمارے احباب کو باطل و اعانت باطل و اختلاط اہل باطل سے بچائے اور حق پر استقامت تامہ عطا فرمائے آمین والحمد للہ رب العلمین۔

مساجد میں مشرک کے لے جانے کا رد (۱۰) لیڈران نے شریعت مطہرہ پر ایسے ہی شدید ظلم مسئلہ دخول کافر بمسجد میں کیے ہیں۔

اولا یہ مسئلہ تمام متون مثل تحفۃ الفقہاء وہدایہ ووقایہ وکنز ووافی ومختار واصلاح وغرر وملتقی وتنویر اوران کے سوا محیط سرخسی واشباہ وانظائر وجیز کردری وخزانۃ المفتین وفتاوی ہندیہ سب میں ذمی کے ساتھ مقید ہے فتوائے شائع کردہ لیڈران نے

بھی یہاں عبارت درمختار میں گنجائش نہ پائی یوہیں نقل کرنی پڑی کہ:

جاز دخول الذمی مسجدا۔ ذمی کا مسجد میں جانا جائز ہے۔

سب سے اجل و اعظم خود محرر مذہب امام محمد کا جامع صغیر میں ارشاد ہے:

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ لا باس بان یدخل اھل الذمۃ المسجد الحرام۔

یعنی امام محمد امام ابو یوسف سے راوی کہ امام اعظم نے فرمایا رضی اللہ تعالٰی عنہم ذمیوں کا مسجد حرام میں جانا مضائقہ نہیں ذمی مراد ہو اور کافر سے تعبیر کریں کیا بعید ہے ذمی بھی کافر ہی ہے اطلاق کی سندیں اوپر گزریں کہ:

اراد بالکافر الذمی۔ کافر سے ذمی مراد ہے۔

یوہیں مستامن مراد ہو اور حربی سے تعبیر کریں کیا عجب ہے مستامن بھی حربی ہے اطلاق کی سند محیط و عالمگیریہ سے گزری کہ:

اراد بالمحارب المستامن۔ حربی سے مستامن مراد ہے۔

مگر ذمی بولیں اور اس سے حربی بھی مراد ہو یہ کس طرح معقول کہ اب تخصیص ذمی محض بے معنی و موجب غلط فہمی ہوگی کہ حربی ہرگز معنی ذمی میں نہیں لاجرم علامہ سید احمد طحطاوی و علامہ سید محمد شامی محشیان درمختار کو اس میں تردد ہوا کہ مستامن کے لیے بھی جواز ہے یا نہیں پھر اس پر استدلال علماء بالحدیث سے سند لاکر بھی جزم نہ کیا اور کتب سے تحقیق کرنے کا حکم دیا دونوں کتابوں کی عبارت یہ ہے:

انظر ھل المستامن و رسول اھل الحرب مثلہ و مقتضی استدلالھم علی الجواز بانزال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفد ثقیف فی المسجد جوازہ و یحرر۔

غور طلب ہے کہ مستامن اور حربیوں کا ایلچی بھی (کہ وہ بھی مستامن ہوتا ہے) اس حکم میں ذمیوں کے مثل ہے یا نہیں علماء کہ جواز پر اس سے دلیل لائے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وفد ثقیف کو مسجد شریف میں اتارا یہ مستامن کے لیے جواز چاہتا ہے بات ہنوز تحقیق طلب ہے۔

اقول مستامن کے لیے خود قرآن عظیم سے اشارہ نکال سکتے ہیں کہ ان احد من المشرکین استجارك فاجره حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغه مأمنه اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اُسے پناہ دو کہ اللہ کا کلام سُنے پھر اُسے اُس کی امن کی جگہ پہنچا دو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی مجلس نہ تھی سوا مسجد کریم کے ولہٰذا وفود یہیں حاضر ہوتے اور اس میں متون کا خلاف نہیں ہدایہ سے گزرا کہ مستامن جب تک دار الاسلام میں بمنزلۂ ذمی ہے ذمہ مؤبدہ و موقتہ دونوں ہوتا ہے کافی امام نسفی فصل امان میں ہے:

المراد بالذمة العهد مؤقتا كان	ذمہ سے عہد مراد ہے ایک میعاد معین
او مؤبدا وذلك الامان وعقد	تک ہو یا ہمیشہ کے لیے۔ یہ امان و
الذمة۔	عقد ذمہ ہے۔

یہیں کہہ سکتے ہیں کہ ذمی و حربی برابر ہیں یعنی مستامن کہ اُس کے لیے بھی ایک وقت تک ذمہ ہے بالجملہ جواز خاص ذمی کے لیے تھا اور یہ حربی لے دوڑے۔

ثانیاً یہاں بھی امام بدرالدین محمود عینی وغیرہ اکابر کی روایت یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر ذمیوں میں بھی جواز صرف کتابی کے لیے ہے یہ مشرک حربی لے دوڑے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

قال ابوحنيفه يجوز للكتابي دون	امام ابوحنیفہ نے فرمایا مسجد میں کتابی (ذمی)
غيره واجتمع بما رواه احمد في	کا آنا جائز ہے اور کفار کا نہیں اور امام
مسنده بسند[1] جيد عن جابر	اس پر اُس حدیث سے سند لاتے

---

[1] قول الامام العینی بسند جید **اقول** ای علی اصولنا وما لنا ان نترك اصولنا الی اصول المحدثین فضلا عن قول عالم متاخر شافعی فلا علیك مما فی التقریب و ذلك ان مخرجه اشعث بن سوار عن الحسن عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه اشعث من شیوخ شعبة و الثوری و یزید بن هارون وغیرهم من الاجلاء و انتقاء شعبة فی من یأخذ عنه معلوم قال الذهبی وحدث عن اشعث بجلالته شیخه ابو اسحق السبیعی اھ (باقی برصفحہ آئندہ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یدخل مسجدنا ھذا بعد عامنا ھذا مشرک الا اھل العھد وخدمھم۔

جو امام احمد نے اپنی مسند میں کھری اسناد کے ساتھ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے سوا ذمیوں اور اُن کے غلاموں کے۔

غمز العیون والبصائر میں ہے:

لا یمنع من دخول المسجد الذمی الکتابی بخلاف غیرہ واحتج لہ الامام بما رواہ احمد عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ذمی کتابی کو مسجد میں آنے سے نہ روکا جائیگا بخلاف اور کافر کے اور اس پر امام اعظم اُس حدیث سے مستدل لائے جو امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ) وقد قال سفین اشعث اثبت من مجالد وقال ابن مھدی ھو ارفع من مجالد ومجالد من رجال صحیح مسلم وقال ابن معین اشعث احب الی من اسمٰعیل بن مسلم وقال الامام احمد والعجلی ھو امثل فی الحدیث من محمد بن سالم وروی ابن الدورقی عن ابن معین انہ ثقۃ وقال عثمن بن ابی شیبۃ صدوق وذکرہ ابن شاھین فی الثقات وقال ابن عدی لم اجد لہ فیما یرویہ متنا منکرا و قال البزار لا نعلم احدا ترک حدیثہ الا من ھو قلیل المعرفۃ واختلاف قول ابن معین فی رجل یکون انہ دون الثقۃ وفوق الضعیف وھذا ھو شرط الحسن قال الذھبی فی محمد بن ابی حفصۃ فیہ شئ ولھذا وثقہ ابن معین مرۃ وقال مرۃ صالح ومرۃ لیس بالقوی ومرۃ ضعیف اھ ومحمد ھذا من رجال الصحیحین وبالجملۃ قد وثق اشعث ولم یرم بقادح قط بل لیس فیہ جرح مفسر اصلا فحدیثہ حسن ولا شک لاجرم ان حکم العینی علی اسنادہ انہ جید واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

غایۃ البیان علامہ اتقانی کتاب القضاء میں ہے:

قال شمس الائمۃ السرخسی فی شرح ادب القاضی وقد ذکر فی السیر الکبیر ان المشرک یمنع من دخول المسجد عملا بقول اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس۔	امام شمس الائمہ سرخسی نے شرح ادب القاضی میں فرمایا کہ امام محمد نے سیر کبیر میں فرمایا کہ مشرکوں کو مسجد میں نہ آنے دیا جائے گا اس ارشاد الٰہی پر عمل کے لیے کہ مشرک نرے ناپاک ہیں۔

اگر کہیے حدیث میں تو مطلق ذمی کا استثنا فرمایا کتابی کی تخصیص کہاں ہے۔

اقول مشرکین عرب کو ذمی بنانا روا نہ تھا اُن پر صرف دو حکم تھے اسلام لائیں ورنہ تلوار تو وہاں ذمی نہ تھے مگر کتابی تو استثنا منقطع ہے بلکہ ہم نے مسند میں دیکھا اواخر مسند جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حدیث اس طرح ہے کہ مذکور ہوئی۔ اور اُس سے ۲۷ ورق پہلے یوں ہے:

لایدخل مسجدنا ھذا مشرک بعد عامنا ھذا غیر اھل الکتاب وخدمھم۔	اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے بس کتابی اور اُن کے غلام۔

تو یہاں خود کتابی کی تصریح ہے۔

ثالثاً۔ **اقول** للہ الحمد اس حدیث حسن نے صاف ارشاد فرمادیا کہ اس سے پہلے جو کسی مشرک یا کافر غیر ذمی کے لیے اجازت تھی منسوخ ہوگئی کہ فرمایا: بعد عامنا ھذا اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد میں نہ آنے پائے سوا ذمیوں کے۔ مخالفین جتنی روایات پیش کریں اُن کے ذمہ لازم ہے کہ اُس واقعہ کے اس ارشاد کے بعد ہونے کا ثبوت دیں ورنہ سب جوابوں سے قطع نظر ایک سیدھا سا یہی جواب بس ہے کہ وہ منسوخ ہوچکا اور وہ ہرگز اس کا ثبوت نہیں دے سکتے خصوصاً بعد عامنا ھذا کا لفظ کریم ارشاد فرمارہا ہے کہ یہ ارشاد بعد نزول سورۂ برأت ہے غالباً اُس کا یہ لفظ پاک ارشاد الٰہی انما المشرکون نجس

فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا سے ماخوذ ہے تو پہلے کے وقائع پیش کرنا محض نادانی لیکن لیڈران تو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر منسوخات ہی پر عمل کر رہے ہیں کہ اس میں اپنا بچاؤ دیکھتے ہیں وخسر ھنالك المبطلون ٥

لیڈران کی بہی خواہی اسلام

رابعاً نہ سہی اختلاف احوال زمانہ و عادات قوم کو ہمیشہ مسائل تعظیم و توہین میں دخل تام ہے پھر غیر اسلامی سلطنت اور کافروں کی کثرت میں اس کی اجازت اور اُس کی اشاعت اور مساجد کو مالی کفار کے لیے وقف کرنا کس قدر بہی خواہی اسلام ہے حیف

اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار

لیڈران کی اسلامی غیرت

خامساً واقعی بندگی بے چارگی جب ہندوؤں کی غلامی ٹھہری پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خودداری وہ تمھیں ملیچھ جانیں بھنگی مانیں تمھارا پاک ہاتھ جس چیز کو لگ جاتے گندی ہو جاتے سودا بیچیں تو دُور سے ہاتھ میں ڈال دیں پیسے لیں تو دُور سے یا پنکھا وغیرہ پیش کر کے اُس پر رکھوالیں حالانکہ بحکم قرآن خود وہی نجس ہیں اور تم اُن نجسوں کو مقدس مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ جو تمھارے ماتھا رکھنے کی جگہ ہے وہاں اُن کے گندے پاؤں رکھواؤ مگر تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا محبت مشرکین نے اندھا بہرا کر دیا۔

لیڈران محض لغو کے لیے مسئلہ دخول مساجد کا نام لیتے ہیں انھوں نے جو کیا بالاجماع حرام قطعی ہے

سادساً ان باتوں کا اُن سے کیا کہنا جن پر حبك الشئی یعمی ویصم (تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا کر دیتا ہے) کا رنگ پھر گیا سب جانے دو خدا کو بھی مُنہ دکھانا ہے یا ہمیشہ مشرکین ہی کی چھاؤں میں رہنا ہے جواز تھا تو یوں کہ کوئی کافر وبالجا ذلیل و خوار مثلاً اسلام لانے یا اسلامی تبلیغ سننے یا اسلامی حکم لینے کے لیے مسجد میں آتے یا اس کی اجازت تھی کہ خود سر مشرکوں نجس بت پرستوں کو مسلمانوں کا واعظ بنا کر مسجد میں لے جاؤ اُسے مسند مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بٹھاؤ مسلمانوں کو نیچا کھڑا کر کے اُسکا

وعظ سناؤ کیا اس کے جواز کی کوئی حدیث یا کوئی فقہی روایت تمہیں مل سکتی ہے حاشا ثم حاشا للہ انصاف کیا یہ اللہ و رسول سے آگے بڑھنا شرع مطہر پر افترا گڑھنا احکام الٰہی دانستہ بدلنا سوئر کو بکری بتا کر نگلنا نہ ہوگا ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یصافح المشرکون او یکنوا او یرحب بھم۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انھیں کنیت سے ذکر کریں یا آتے وقت مرحبا کہیں۔

یہ ادنیٰ درجہ تکریم کا ہے کہ نام لے کر نہ پکارا فلاں کا باپ کہا یا آتے وقت جگہ دینے کو آئیے کہا اللہ اکبر حدیث اس سے بھی منع فرماتی ہے اور ائمہ دین ذمی کافر کی نسبت وہ احکام تحقیر و تذلیل فرما چکے جن کا نمونہ ابھی گزرا کہ اُسے محرر بنانا حرام کوئی کام ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اُس کی بڑائی ہو حرام اُس کی تعظیم حرام مسلمان کھڑا ہو تو اُسے بیٹھنے کی اجازت نہیں بیماری وغیرہ ناچاری کے باعث سواری پر ہو تو جہاں مسلمانوں کا مجمع آئے فوراً اُتر پڑے

بدایونی لیڈر بننے والے اپنے حق میں احکامِ ائمہ کرام دیکھیں

حتی کہ فتاوی ظہیریہ و اشباہ و النظائر، تنویر الابصار و درمختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے:

لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر	اگر ذمی کو تعظیماً سلام کرے کافر ہو جائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

فتاوی امام ظہیر الدین و اشباہ و درمختار وغیرہا میں ہے:

لو قال لمجوسی یا استاد تبجیلا کفر۔	اگر مجوسی کو بطور تعظیم اے استاد کہا کافر ہو گیا۔

اور یہاں حربی مشرک کی یہ کچھ تعظیم بر کچھ مسلمانوں پر اُس کی رفعت و تقدیم ہو رہی ہے

اور پھر کفر بالائے طاق اُن کے جواز کو بھی ٹھیس نہیں لگتی اس حرام قطعی کو حلال کی کھال پہنا کر فتوے اور رسالے لکھے جا رہے ہیں۔ مجوسی کو تعظیماً زبان سے استاد کہہ دینے والا کافر ہو لیکن مشرک بت پرست کو اسٹیج پر کھڑے ہو کر کہنے والا کہ خدا نے اُن کو مذکر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے گاندھی کو پیشوا نہیں بلکہ قدرت نے تم کو سبق پڑھانے والا مدبر بنا کر بھیجا ہے ٹھیٹ مسلمان بنا رہے ہیں سبق پڑھانے والا اور سبق بھی کسی دنیوی حرفت کا نہیں بلکہ صاف کہا کہ تمہارا فرض دینی یاد دلانے کو تو استاذ علم دین بتایا اور علم دین بھی کسی مستحب وغیرہ کا نہیں بلکہ خاص فرض دینی کا معلم استاذ بنایا اور کسی کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل پہلو میں دل اور دل میں اسلام کی قدر ہو تو وہ ان لفظوں کو دیکھے کہ خدا نے ان کو مذکر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے خدا لگتی کہنا یہ رسالت سے کے سیڑھی نیچے رہا ان لیڈر بننے والوں کا اسلام کیا ہے؟ ؏

چوں وضوے محکم بی بی تمیز

کہ کسی طرح ٹوٹنا کیا اُس میں دراڑ تک نہ پڑتی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝

دربارہ مساجد لیڈران کا پیش کردہ شاہجہانپوری فتوٰی خود انھیں پر ردّ ہے

سابقاً ائمہ دین نے صاف تصریحیں فرمائیں کہ کافر کا بطور استعلا مسجد میں جانا مطلقاً حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے:

الآیۃ محمولۃ علی الحضور استیلاءً واستعلاء۔

آیت اس پر محمول کی گئی ہے کہ وہ غلبہ و بلندی کے طور پر نہ آئیں۔

کافی امام نسفی میں ہے:

الآیۃ محمولۃ علی منعھم ان یدخلوھا مستولین وعلی اھل سلام مستعلین۔

آیت کے یہ معنی قرار دیے گئے ہیں اُن کے ایسے آنے سے منع کیا جاتا ہے کہ بطور غلبہ آئیں اور مسلمانوں پر بلند ہوں۔

لہ دیکھو اخبار فتح دہلی جلد ۲ ۲۴ جلد جمعیۃ العلماء ہند میں عبدالماجد بدایونی کی تقریر صد کالم اول ۱۲ حشمت علی

مگر ہدایہ وکافی کا اُن لوگوں کے سامنے کیا ذکر جو قرآن عظیم کے نصوص قاہرہ نہیں سُنتے ہاں یہ کہیے کہ اگر حق مانیں تو لیڈران کی خوبی قسمت ورنہ سخت درسخت نصیبوں کی شامت کہ خود لیڈری شائع کردہ فتوے نے بحوالہ رد المحتار یہی عبارت ہدایہ نقل کر دی کہ قرآن عظیم نے مشرک کا بطور استعلا مسجد میں آنا حرام فرمایا ہے ہمارے دوست مفتی صاحب نے یہ دوسرا متلمس کا صحیفہ مروانی خط کی طرح اُن کے ہاتھ میں دے دیا مروانی خط اور کے ہاتھ تھا اور متلمس کا صحیفہ بند۔ ان کے ہاتھ میں کھلا ہوا فتوٰی دے دیا اور ان کو اپنی موت نہ سوجھی اُسے شائع کراتے عوام کو بہلاتے بھلاتے ہیں۔

مفتی کو ہدایت ہاں اتنی شکایت دوستانہ مفتی صاحب سے بھی ہے کہ ذمی کا حکم حربیوں یا کتابی مشرکوں پر ڈھالنا در کنار صورت استعلا اگر معلوم تھی کہ تشت از بام ہے تو اُسے جانتے ہوئے باطل پرستوں کے ہاتھ میں فتوٰی دینا نہ تھا جس سے وُہ عوام کو بہکائیں اور اپنے حرام قطعی بلکہ اس سے بھی اشد کو حلال کر دکھائیں پھر عجب یہ کہ بیان حکم میں عدم استعلا کی قید رہ جانے نے مطلقاً جواز کی سُنائی اگرچہ عبارت کتاب سے اطلاق پر طلاق آئی کتاب کی عربی عبارت عوام کیا سمجھیں اُنھیں گمراہ کر لینے کی لیڈروں نے راہ پائی نسأل اللہ العفو والعافیہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

شریعت کے ساتھ لیڈروں کی حالت مسلمانو! تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے دین کی کیسا کیسا شریعت کو بدلتے مسلتے پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیر خواہِ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں موالات مشرکین ایک، معاہدہ مشرکین دو، استعانت بمشرکین تین، مسجد میں اعلائے مشرکین چار، ان سب میں بلا مبالغہ یقیناً قطعاً لیڈروں نے خنزیر کو دُنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے دُین الٰہی کو دیدۂ و دانستہ پامال کیا ہے اور پھر لیڈر ہیں ریفارمر ہیں مسلمانوں کے بڑے راہبر ہیں جو اُن کی ہاں میں ہاں نہ ملائے مسلمان ہی نہیں جب تک اسلام کو کند چھری سے ذبح نہ کرے ایمان ہی نہیں رب انی اعوذ بك من همزٰت الشیطٰن و اعوذ بك رب ان یحضرون ٥ آہ آہ آہ انا للہ و انا الیہ راجعون ٥ ٥

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

ضروری عرض واجب اللحاظ میں جانتا ہوں کہ میرا کلام اُنھیں بُرا لگے گا اور حسبِ معمول تحقیق حق و اظہار احکام رب الانام کا نام گالیاں رکھا جائے گا ہمیشہ عاجزوں نے اپنا عجز یوں ہی چھپایا ہے احکام حق کو سختی بتا کر گالیاں ٹھہرا کر جواب سے گریز کا حیلہ بنایا ہے لہٰذا دست بستہ معروض کہ تھوڑی دیر نیچری تہذیب سے تنزل فرما کر وہ آیتیں کہ شروع فتوٰی میں تلاوت ہوئیں اُن پر ایمان لا کر ان مباحث علمیہ و احکام الٰہیہ کو بغور سُن لیجیے اگر بفرض باطل ہماری غلط فہمی ہے حق و انصاف سے بتا دیجیے ہمیں بحمداللہ تعالٰی ہرگز وہ نہ پائیے گا جو سمجھ لینے کے بعد باطل پر اصرار حق سے انکار نار پر عار اختیار کر رہے ہیں اور اگر سمجھ جاؤ سمجھ کیا جاؤ گے تمھارے سمجھ وال سمجھ ہی رہے ہیں کہ دیدہ و دانستہ حق سے اُلجھ رہے ہیں حرام کو حلال حلال کو حرام کا جامہ پہنا یا اسلام کو کفر کفر کو اسلام بنا کر دکھایا ہے تو ماننے نہ ماننے کا تمھیں اختیار ہے اور جزاء و حساب و کشف حجاب روز شمار۔

یوم تبلی السرائر فما لہ من قوۃ ولا ناصر ۝ — جس دن سب چھپی باتیں جانچ میں آئیں گی تو آدمی کو نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار۔

ترک معاملت پر ایک نظر (۱۱) حضرات لیاڈر نے مسئلہ موالات میں سب سے بڑھ کر اودھم مچائی اوروں میں افراط یا تفریط ایک ہی پہلو پر گئے اس میں دونوں کی رنگت رچائی افراط وہ کہ نصاری سے نری معاملت بھی حرام قطعی اور تفریط یہ کہ ہندوؤں سے اتحاد بلکہ اُن کی غلامی فرضی شرعی۔ پھر بھی ان کے اس افراط و تفریط میں اتنا فرق ہے کہ دوم نے بذاتہ دین کو برباد کر دیا اور اول پر عمل میں فی نفسہ ضرر اسلام نہ تھا مُباح کو کوئی حرام جان کر چھوڑے تو اُس چھوڑنے میں حرج نہیں کہ مباح ہی تھا نہ کہ واجب ضلالت ہے تو اُس اعتقاد تحریم میں لیکن حرام قطعی کو فرض منانا ایمان و عمل دونوں کا تباہ کن ہوا اور اپنے ہر پہلو سے اسلام کا برباد کرنے والا لہٰذا اوّل سے بحث ضرور نہ تھی حکم بتا دیا

معاندوں کا عناد اُن کے ساتھ ہے لیکن عملی حیثیت سے بھی اُس خصوص میں مسلمانوں کو بہت ضرر پہنچتے دکھائی دیتے ہیں سخت مشکلات کا سامنا ہے جن کا حل ان بزعم خود گہری نگاہ والے انجام شناس لیاڈر الناس نے کچھ سوچ رکھا ہوگا نظر بعادات وحالات کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ اُن کی چیخ پکار سے تمام ہند و سند و بنگال و برہما و افریقہ وجاوہ حتی کہ عدن تک کے مسلمان سب نوکریاں ملازمتیں زمینداریاں تجارتیں یکلخت چھوڑ دیں۔ یہ شورشیں تو دو دن سے ہیں صدہا حرام[1] نوکریاں پہلے ہی سے کر رہے ہیں وُہ تو چھوڑیں نہیں مباح نوکریاں اور حلال تجارتیں زمینداریاں کس طرح چھوڑ دیں گے ان جلسوں ہنگاموں تبلیغوں کہراموں سے اگر سو دو سو نے نوکریاں یا دس بیس نے تجارتیں یا دو ایک نے زمینداریاں چھوڑ بھی دیں تو اس سے ترکوں[2] کا کیا فائدہ یا انگریزوں کا کیا نقصان غریب نادار مسلمانوں کی کمائی کا ہزارہا روپیہ ان تبلیغوں میں برباد جا رہا ہے اور جائے گا اور محض بے کار و نامراد جا رہا ہے اور جائے گا۔ ہاں لیڈروں مبلغوں کی سیر و سیاحت کے سفر خرچ اور جلسہ و اقامت کے پلاؤ

---

[1] مثلاً خطر کی نوکری کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا کسی مسلمان بادشاہ کی بھی جائز نہیں یونہی خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی یونہی جس میں سُود کا لینا دینا یا حساب کرنا ہو یا دستاویز سود کا کاتب یا شاہد بننا پڑے بالجملہ حرام کام یا خود اعانت حرام کی ملازمت کی کہ اسلامی سلطنت و ریاست کی بھی حرام ہے اور بلا ملازمت ایسے کاموں کا انجام دینا اور زیادہ شرع پر جرأت یہی حال کالجوں کی ملازمت اور اُن کے تعلیم و تعلم کا ہے جہاں تعلیم مخالف شرع و اسلام ہو اگرچہ اسلامی کہلائے تعلم حرام اور اُس کی کسی طرح امداد حرام مگر جو علم دین رکھنے والا تعلیم دینیات پر یُوں رہے کہ طلبہ کے عقائد کی حفاظت کرے ضلالتوں کا بطلان اُنھیں بتایا کرے وہ بازار میں ذکر الٰہی کرنے والے سے بھی زائد ہوگا جسے حدیث نے فرمایا مُردوں میں زندہ کی طرح ہے۔

[2] تنبیہ۔ تنبیہ۔ تنبیہ۔ مسلمانو! ترکوں کی حمایت اماکن مقدسہ کی حفاظت سلطنت اسلامی کی اعانت یہ سب دکھانے کے دانت تھے کہ کسی طرح مسلمانوں میں اشتعال ہو لاکھوں روپے کا چندہ ہاتھ آئے ورنہ بڑے ساعی لیڈروں علی برادروں سے صاف منقول ہُوا کہ "مسئلہ خلافت (باقی برصفحہ آئندہ)

قورمے سیدھے ہوگئے اور رہوں گے اگر یہ فائدہ ہے تو ضرور نقد وقت ہے اور سیر یورپ کے حساب کا راز تو روزِ حساب ہی کھلے گا یوم تبلی السرائر ○ فما لہ من قوۃ ولا ناصر ○ کیا لیڈر صاحبان فہرست دکھائیں گے کہ ان برسوں کی مدت اور لاکھوں روپے کی اضاعت میں آتنا فائدہ مرتب ہوا اتنوں نے نوکریاں چھوڑیں اتنوں نے تجارتیں اتنوں نے زمینداریاں۔

اخبارات ومطابع کیوں نہیں بند کرتے

طرفہ یہ کہ اُنکے خون گرم حامی ہمدم ومحرم[1] اخبارات اس ترک تعاون پر بڑے بڑے زور لگا رہے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اب طے کر رکھو ہندوستان کی آزادی کی فکر کرو ہم ہندو قوم پرست ہیں ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اُن کے خلاف تلوار اُٹھائیں ہمارا نصب العین سلطنت خود اختیاری حاصل کرنا ہے ترک موالات اُس کا ذریعہ ہے"۔ ابوالکلام آزاد سے منقول ہوا " لڑائی ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دلانے کے لیے ہے اگر خلافت کا خاطر خواہ فیصلہ ہو بھی جائے تاہم ہماری جدوجہد جاری رہے گی اس وقت تک کہ ہم گنگا وجمنا کی مقدس زمین کو آزاد نہ کرالیں"۔ مسلمانو! اب بھی تمہاری آنکھیں نہ کھلیں اور خلافت واماکن مقدسہ کے حیلہ پر فریب کھاتے رہو تو خدا حافظ۔ حشمت علی عفی عنہ

[1] خصوصاً روزنامہ ہمدم لکھنؤ جسکے ہر پرچہ کی پیشانی پر یہ ساقط الوزن رباعی لکھی ہوتی ہے: ؎

پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو — حامی نہ کسی خواب سازش کے رہو
قانون سے فائدہ اُٹھانا ہے اگر — لائل سبجکٹ تم برٹش کے رہو

اتباع ہوا کی اجازت دی جو اللہ کی راہ سے گمراہ کرنے والی ہے قال تعالیٰ ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ اپنی خواہش کا پابند نہ ہو کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دے گی۔ خیر گمراہی تو ان صاحبوں کے یہاں بہت آسان بلکہ محبوب تر چیز ہے مگر پچھلے مصرع پر اپنے لیڈروں اور کمیٹی کا فتویٰ لیں جس میں کہا کہ انگریزوں کے وفادار اُن کے حکم کے نیچے چلنے والے رہو اور اتنی تاکید ہے کہ ہر پیشانی پر اسی کی تجدید ہے اس سے مقاطعہ کیوں نہ فرض ہوا اسے پارٹی بلکہ اسلام سے کیوں نہ خارج کیا ہاں شاید ساقط الوزن کرنے میں اُس نے اپنے لیے کچھ رات لگا رکھی ہو یعنی انگریزوں کے دکھانے کو اُس طرح ہو اور لیڈروں کے سنانے کو یہ کہ آپ دیکھتے نہیں اُس میں وزن ہی کہاں ہے یوں ہے ؎

لائل سبجکٹ تم نہ برٹش کے رہو — حشمت علی عفی عنہ

خود اپنے اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے ان صیغوں کو تو انگریزوں سے جو گہرے تعلقات ہیں دوسرے صیغوں کو کم ہوں گے۔ کیا اوروں کے لیے شور و فغاں اور اپنے لیے نوشجاں۔

لیڈران اوروں کو ترکِ تعاون کی طرف بلاتے ہیں اور خود اُن کا عمل اُسکے خلاف ہے

اور ایک اخباری و مطابعی کیا کریں گے بڑے بڑے لیڈر بننے والے اسی مرض میں گرفتار ہیں دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت ؎

حیرتے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر مے کنند

ہجرت کا غل مچایا اور اپنے آپ ایک نہ سرکا جو اُبھارنے میں آگئے اُن مصیبت زدوں پر جو گزری گزری یہ سب اپنے جورو بچوں میں چین سے رہے۔ ہڑا لگا نہ پھٹکری۔ اور ترک تعاون میں بھی کیا کسی لیڈر یا مبلغ کے پاس زمینداری یا کسی قسم کی تجارت نہیں۔ نہ اُن کا کوئی انگریزی یا ریاست میں ملازم ہے پھر انھیں کیوں نہیں چھوڑتے کیا واحد قہار نے نہ فرمایا:

لم تقولون ما لا تفعلون ○ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ○

کیا خدا کا سخت دشمن بننا آسان سمجھا ہے کیا تمھارے یہاں سے نہ چھپا کہ[1] اگر کسی مسلمان رئیس نے دباؤ یا خوشامد سے کوئی ایسی کارروائی کی جس سے ثابت ہو کہ وہ دشمنانِ اسلام کا ساتھ دیتے ہیں تو فوراً اُن کا شمار مرتدین میں ہوگا اور مرتد کی سزا اسلام کے آئین میں کیا ہے ہر شخص کو معلوم ہے" کیا کوئی ریاست آپ کے نزدیک اس سے بری ہے کیا اس میں سب سے

---

[1] دیکھو تقریر صدارت شیخ مشیر حسن قدوائی بیرسٹرایٹ لا و تعلقدار گدیا مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۹ یہ بھی مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے ان مسائل میں امام و متبوع ہیں دیکھو خطبۂ صدارت مولوی عبدالباری مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۰ میں ان مسائل میں کبھی مشیر حسن صاحب کے خلاف مشورہ کچھ نہیں کرتا" آپ بیرسٹر بھی ہیں اور تعلقدار بھی بھلا انگریزوں سے آپ کو کیا تعلق لہٰذا صرف اسلامی ریاستوں کو مرتد فرمایا۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

پیش قدم سلطنت علیہ دکن نہیں کیا اُس کے احکام اور چھپے ہوئے فرمان ملاحظہ نہ ہوئے کیا آپ کے لیڈروں میں اُس کے وظیفہ خوار نہیں کیا مدخیرات سے گیارہ گیارہ روپے یومیہ پانے والوں نے اپنا یومیہ بند کرالیا کیا جسے اوروں کے لیے حرام بتاتے ہو آپ خوشی سے کھاتے ہو۔ بلا پس ہو ان کے منہ لگا حرام اُن سے

لیڈروں پر لیڈروں سے مقاطعہ فرض ہے نہ چھوٹا اور لیڈروں کا منہ کس نے بند کیا ان پر اُن لیڈروں سے مقاطعہ واجب تھا یا قرآن مجید بدل کر جو احکام دل سے گڑھے ہیں وہ کسی طرح لیڈروں کے لگ بھگ نہیں اوروں کے سر پڑے ہیں یہ قانون کے مستثنیات عامہ ہیں اور جب لیڈر خود ہی اپنے کہے پر عامل نہیں تو اُن کی چیخ پکار اوروں سے کیا عمل کرائے گی ؎

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

مانا کہ تم میں وہ بھی ہوں جو ان تینوں علتوں سے بری ہیں نہ زمینداری نہ تجارت نہ اجارت کہ مالگزاری یا ابواب یا ٹیکس یا چنگی دینی پڑے اور انگریزوں سے تعلق تعاون پیدا ہو کر حرمت قطعیہ کا حکم جڑے فرض کردم کہ خود اس سے پاک ہیں نرے مفلس محتاج بینوا ہیں پھر یہاں تو عام ذرائع رزق یہی ہیں کیمیا تو نہ بناتے ہوں گے اوروں کے سر کھاتے ہونگے اُن کا مال انھیں وجوہ سے ہوگا جو تمھارے نزدیک علی الاطلاق حرام ہے تو حرام ہی کھایا حرام ہی کمایا ہر طرح گرفتار حرام ہی رہے نجات کی صورت بتائیے پھر ترک معاملت کی فرضیت گائیے۔ اور یہ روپیہ کہ ان جلسوں میں صرف کر رہے ہو۔ یہ بھی تو اُس حرام کا ہے سچ کہنا کیا دل میں سمجھ لیے ہو اگرچہ زبان سے نہ کہو کہ ؎

مال حرام بود بجائے حرام رفت

اور ریل تار ڈاک کیا انگریزوں سے معاملت نہیں اس میں تو سب چھوٹے بڑے مبتلا ہو اگر کہو انھیں سہولت کے لیے رکھ چھوڑا ہے تو اعلان کردو کہ ہمارے یہاں سہولت کے لیے حرام روا ہے۔ اگر کہو کہ زمینداری و تجارت چھوڑیں تو کھائیں کیا۔ تو ملازم اگر ملازمتیں چھوڑیں تو کھائیں کیا۔ جو جواب تمھارا ہے وہ سب کا ہے غرض یہ نہ چلی نہ چل سکتی ہے نہ تم نے خود اس پر

عمل کیا نہ کرسکتے ہو۔ اس کی پوری تصویر یہی ہے کہ ع

وہ کرتے ہیں اب جو نہ کیا تھا نہ کریں گے

پھر بے معنی چیخ پکار سے کیا حاصل سوا اس کے کہ ع

مغز ما خورد و حلق خود بدرید

ہندوؤں کی دیگ موافقت سے بائکاٹ کا چاول

اور بفرض غلط و بفرض باطل اگر سب مسلمان زمینداریاں تجارتیں نوکریاں تمام تعلقات یکسر چھوڑ دیں تو کیا تمہارے جگری خیر خواہ جملہ ہنود بھی ایسا ہی کریں گے اور تمہاری طرح نرے ننگے بھوکے رہ جائیں گے۔ حاشا ہرگز نہیں زنہار نہیں۔ اور جو دعویٰ کرے اس سے بڑھ کر کاذب نہیں مکار نہیں اتحاد و وداد کے جھوٹے بھروں پر بھولے ہو منافقانہ میل پر پھولے ہو سچے ہو تو موازنہ دکھاؤ کہ اگر ایک مسلمان نے ترک کی ہو تو ادھر پچاس ہندوؤں نے نوکری تجارت زمینداری چھوڑ دی ہو کہ یہاں مالی نسبت یہی یا اس سے بھی کم ہے۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو کھل گیا کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

لاجرم نتیجہ کیا ہوگا یہ کہ تمام اموال کل دولتیں دنیاوی جمیع اعزاز جملہ وجاہتیں صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں رہ جائیں اور مسلمان دانے دانے کو محتاج بھیک مانگیں اور نہ پائیں ہندو کہ اب انھیں پکائے ڈالتے ہیں جب بے خوف و خطر کچا ہی چبائیں۔ یہ ہے لیڈر صاحبوں کی خیر خواہی یہ ہے حمایت اسلام میں جانکاہی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہندو کیوں ملے ہیں اس کا راز

میں نے اپنی ایک تقریر میں اس ہندو الفت و گاندھوی رغبت کا راز بیان کیا تھا جسے بعض اصحاب نے تحریر میں لیا اس کا اعادہ موجب افادہ مسلمانوں کا رب جل و علا فرماتا ہے: یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون ۝ اے ایمان والو! کسی کافر کو اپنا ہم راز نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں

گئی نہ کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا دشمنی اُن کے مونہوں سے کھل چکی ہے اور وُہ جو اُن کے سینوں میں دبی ہے بہت بڑی ہے بے شک ہم نے تمھیں صاف صاف نشانیاں بتا دیں اگر عقل رکھتے ہو قرآن عظیم گواہ ہے اور اُس سے بہتر کون گواہ ومن اصدق من اللہ قیلا کہ مشرکین ہرگز ہماری خیر خواہی نہ کریں گے خیر خواہی درکنار کبھی بدخواہی میں کمی نہ کریں گے پھر اُنھیں یار وانصار بنانا اُن سے وداد واتحاد منانا اُن کے میل سے نفع کی اُمید رکھنا صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے ولکن لا تبصرون۔ آؤ اب ہم تمھیں قرآن عظیم کی تصدیق دکھائیں اور اُن کی طرف سے اس میل اور مَیل کا راز بتائیں دشمن اپنے دشمن کے لیے تین باتیں چاہتا ہے:

اوّل اُس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

دوم یہ نہ ہو تو اُس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اُس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔

مخالف نے یہ تینوں درجے اُن پر طے کر دیے اور اُن کی آنکھیں نہیں کھلتیں خیر خواہی سمجھے جاتے ہیں:

اولاً جہاد کے اشارے ہوتے اُس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا۔

ثانیاً جب یہ نہ بنی ہجرت کا بھرا دیا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں ملک ہماری کبڈیاں کھیلنے کو رہ جائے یہ اپنی جائدادیں کوڑیوں کے مول بیچیں یا یوں ہی چھوڑ جائیں بہرحال ہمارے ہاتھ آئیں ان کی مساجد ومزارات اولیاء ہماری پامالی کو رہ جائیں۔

ثالثاً جب یہ بھی نہ بنی تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کر کے ترک معاملت پر اُبھارا ہے کہ نوکریاں چھوڑ دو کسی کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو مالگزاری ٹیکس کچھ نہ دو خطابات واپس کر دو امر اخیر تو صرف اس لیے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لیے نہ رہے اور پہلے تین اس لیے کہ ہر صیغہ و ہر محکمہ میں صرف ہنود رہ جائیں جہاں ہنود کا غلبہ ہوتا ہے حقوق اسلام پر جو گزرتی ہے ظاہر ہے جب تنہا وہی رہ جائیں گے تو اس وقت کا

اندازہ کیا ہوسکتا ہے مالگزاری وغیرہ نہ دینے پر کیا انگریز چپ بیٹھے رہیں گے ہرگز نہیں قرقیاں ہوں گی تعلیقے ہوں گے جائدادیں نیلام ہوں گی اور ہندو خریدیں گے نتیجہ یہ کہ مسلمان صرف قلی بن کر رہ جائیں یہ تیسرا درجہ ہے۔ دیکھا تم نے قرآن عظیم کا ارشاد کہ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

منکر پر ردّ و انکار کس حالت میں فرض ہے اور کہاں اُس کا حکم نہیں

(۱۲) منکر کا ازالہ ضرور فرض ہے اپنے مراتب ثلاثہ پر جن میں تیسرا مرتبہ کہ تغییر بالقلب ہے یعنی دل سے اُسے بُرا جاننا مطلقاً ہر حال میں فرض عین ہے اور پہلے دونوں بشرط قدرت علی الترتیب فرض کفایہ مگر دوسرا یعنی تغییر باللسان اُس حالت میں ہرگز فرض نہیں کہ مرتکب اُس کی شناعت سے خود آگاہ ہو جان بُوجھ کر اُس کا مرتکب ہو اور امید واثق نہ ہو کہ منع کیے سے باز رہے گا ایسی حالت میں اُس پر زبان یا قلم سے کہ وُہ بھی ایک زبان ہے رد و انکار اصلا واجب نہیں رہتا خصوصاً جبکہ مظنۂ فتنہ و شورش ہو فتاوٰی امام قاضی خاں و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

انما یجب الامر بالمعروف اذا علم انهم یستمعون۔	امر بالمعروف اُسی وقت واجب ہے جب یہ جانے کہ وُہ کان لگا کر سُنیں گے۔

نصاب الاحتساب میں ہے:

المقصود منه الائتمار فاذا فات ذلك لا یجب۔	امر بالمعروف سے مقصود تو یہ ہے کہ لوگ مانیں جب اُس کی امید نہ ہو تو وُہ واجب نہیں۔

بستان امام فقیہہ ابواللیث و محیط و ہندیہ وغیرہا میں ہے:

انکان یعلم باکبر رأیه انه لو امر بالمعروف یقبلون ذلك منه و یمتنعون عن المنکر	اگر اپنے غالب گمان سے جانتا ہو کہ امر بالمعروف کرے گا تو یہ لوگ مان لیں گے اور بُری بات سے باز آئیں گے تو

ذالامر واجب لا یسعه ترکه ولو علم باکثر رأیه انه لو امرهم بذلك قذفوه و شتموه فترکه افضل ولو علم انهم لا یقبلون و لا یخاف منه ضربا ولا شتما فهو بالخیار والامر افضل۔

امر بالمعروف واجب ہے اُسے چھوڑنے کی گنجائش نہیں اور اگر اپنے غالب گمان سے جانتا ہو کہ امر بالمعروف کرے گا تو یہ لوگ پتھر پھینکیں گے گالی دیں گے تو اُس وقت امر بالمعروف نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر جانے مانیں گے تو نہیں مگر ان سے گالی کا بھی اندیشہ نہیں تو اختیار ہے چاہے امر بالمعروف کرے یا نہ کرے اور نہ کرنا بہتر ہے۔

وجیز امام کردری و علمگیریہ میں ہے:

اللحن حرام بلاخاف فاذا قرأ بالالحان وسمعه انسان ان علم انه ان لقنه الصواب لا یدخله الوحشة یلقنه وان دخله الوحشة فهوفی سعة ان لا یلقنه فان کل امر معروف یتضمن منکرا یسقط وجوبه۔

قرآن عظیم کا غلط پڑھنا بالاتفاق حرام ہے تو اگر کوئی شخص غلط پڑھ رہا ہو اور دُوسرا سُننے اگر یہ سُننے والا جانے کہ اُسے صحیح بتاؤں گا تو اُسے وحشت پیدا نہ ہوگی تو بتائے اور اگر بتانے سے اُسے وحشت پیدا ہو تو اُسے گنجائش ہے کہ نہ بتائے کہ جو امر بالمعروف کسی منکر کو متضمن ہو اُس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

مثلاً کون مسلمان نہیں جانتا کہ ناحق قتل یا غارت مسلم حرام و موجب عذاب نار ہے کون نہیں جانتا کہ اُس میں کسی طرح کی اعانت مطلقاً حرام و مستوجب غضب جبار ہے کون نہیں جانتا کہ زنا حرام ہے کون نہیں جانتا کہ شراب پینا سخت خبیث کام ہے اور ہزاروں لاکھوں اس کے مرتکب ہیں پھر کبھی نہ سُنا ہوگا کہ علما یا اُن کی تحریریں ہر چلے ہر بھٹی کا گشت کریں اصلاً ہرگز تمام جہان میں کوئی عالم بلکہ کوئی عاقل اس کا قائل نہیں اور خود ان لیڈروں

ہیں جو جامۂ مولویت میں ہیں وہ بھی اس کے عامل نہیں آخر یہ اس لیے کہ وہ لوگ دانستہ مرتکب ہیں اور مظنون نہیں کہ منع سے مانیں بلکہ شورش و شر کا احتمال بیشتر ایسی جگہ جب تغییر بالید مقدور نہیں تغییر باللسان کچھ ضرور نہیں غیر ضروری اور اُس پر طرہ یہ کہ نامفید ایسا شور مچانا اور بلا وجہ شرعی شورشوں کے لیے سینہ سپر ہو جانا کون سی شریعت نے واجب مانا ایسے ہی مواقع کے لیے ارشادِ الٰہی ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا علیکم	اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو
انفسکم لا یضرکم من	سنبھالے رہو دوسروں کا گمراہ ہونا
ضل اذا اھتدیتم۔	تمھیں نقصان نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔

ہاں اگر کسی منکر شرعی پر گمراہان گمراہ گر فرقہ بندی کریں اور اُسے بزور زبان و زور و بہتان معروف شرعی کا جامہ پہنائیں اور اُس کے لیے آیات و احادیث و اقوال ائمہ کی تحریف و تصحیف منائیں احکامِ الٰہیہ کو کایا پلٹ کر کے حرام کو حلال حلال کو حرام دکھائیں جیسا اب گاندھوی مت اور گاندھوی امت مسائل موالات مشرکین و معاہدہ مشرکین و استعانت مشرکین و دخول مشرکین فی المساجد وغیرہا میں کر رہی ہے تو اُس وقت ان منکرات کبری و واہیات عظمٰی کا ازالہ فرض اعظم ہوگا۔ خطیب بغدادی جامع میں راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ظھرت الفتن او قال البدع	جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں
فلیظھر العالم علمہ ومن لم	تو فرض ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے
یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ و	اور جو ایسا نہ کرے اُس پر اللہ اور
الملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل	فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت
اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔	اللہ نہ اُس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

یہ سعی اُن معاندوں کے لیے نہیں جو دانستہ تغییر کلام اللہ و تبدیل احکام اللہ کر رہے ہیں بلکہ اُن شبہات کے کشف کو ہے جن سے وہ احکام الٰہیہ کو بدلتے اور عوام مسلمین کو چھلتے ہیں اس امید پر کہ مولیٰ عزوجل چاہے تو جو اُن کے دھوکے میں آ گئے حق کی

طرف واپس آئیں اور جن پر ہنوز اُن کا فریب نہ چلا بعونہٖ تعالیٰ حفظ و پناہ پائیں۔ وذلك علی اللہ یسیرا ان اللہ علی کل شئ قدیر۔ حضور پُرنور سیّد یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

واللہ لان یھدی اللہ بك رجلا واحدا خیر لك من ان یکون لك حمر النعم رواہ البخاری ومسلم عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جعل اللہ لنا السھل والسعد فی القبل والبعد وصلی اللہ تعالیٰ علی سیّدنا واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارك وسلم واللہ تعالیٰ اعلم۔

خدا کی قسم بے شک یہ بات کہ اللہ تیرے سبب سے ایک شخص کو ہدایت فرما دے تیرے لیے سُرخ اُونٹوں کا مالک ہونے سے بہتر ہے یہ حدیث بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

تنبیہہ۔ جہاد کہ اعظم وجوہ ازالۂ منکر ہے اُسی کی

جہاد کے احکام و اقسام کا ذکر

تین قسمیں ہیں:

۱۔ جنانی ۲۔ لسانی ۳۔ سنانی

جہاد جنانی یعنی کفر و بدعت و فسق کو دل سے بُرا جاننا جو ہر کافر مبتدع و فاسق سے ہے اور ہر مسلمان کہ اسلام پر قایم ہو، کرتا ہے مگر جنھوں نے اسلام کو سلام اور اپنے آپ کو مشرکین و کفار کا غلام کیا اُن کی راہ جُدا ہے اُن کا دین غیر دین خدا ہے۔

لسانی کہ زبان و قلم سے رد وہ ابھی سُن چکے کہ اسی پر سب سے اہم و آکد یہ بحمد اللہ تعالیٰ خادمان شرع ہمیشہ سے کر رہے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد شامل ہو تو دم آخر تک کریں گے۔ وہابیہ، نیاچرہ، دیوبندیہ، قادیانیہ، روافض، غیر مقلدین، مدوّیہ۔ آریہ، نصاریٰ وغیرہم سے کیا اور اب ان گاندھویہ سے بھی وہی برسرِ پیکار ہیں

حق کی طرف بلاتے اور باطل کو باطل کر دکھاتے اور مسلمانوں کو گمراہ گروں کے شر سے بچاتے ہیں وللہ الحمد آگے ہدایت رب عزوجل کے ہاتھ ہے۔

رہا جہاد سنانی ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ بہ نصوص قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اُس کا واجب بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ مبین۔

یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں اور بہکانے والے یہاں واقعۂ کربلا پیش کرتے ہیں یہ اُن کا محض اغوا ہے

واقعۂ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین اولاً اس لڑائی میں ہرگز حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پہل نہ تھی امام نے خبیث کوفیوں کے وعدوں پر قصد فرمایا تھا جب ان غداروں نے بدعہدی کی قصد رجوع فرمایا اور جب سے شروع جنگ تک اُسے بار بار احباب و اعدا سب پر اظہار فرمایا۔

(ا) ——— جب حر بن یزید ریاحی تمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ اول بار ہزار سواروں کے ساتھ حضرت امام عالیمقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاحم ہوئے امام نے خطبہ فرمایا اے لوگو! میں تمہارا بلایا آیا ہوں، تمہارے ایلچی اور خطوط آئے کہ تشریف لائیے ہم بے امام ہیں، میں آیا اب تم اگر عہد پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر میں جلوہ فرما ہوں وان لم تفعلوا او کنتم بمقدمی کارھین انصرفت عنکم الی المکان الذی اقبلت منہ اور اگر تم عہد پر نہ رہو یا میرا تشریف لانا تمہیں ناپسند ہو تو میں جہاں سے آیا وہیں واپس جاؤں، وہ خاموش رہے۔

(ب) پھر بعد نماز عصر خطبہ فرمایا اور اس کے آخر میں بھی وہی ارشاد کیا کہ ان انتم کرھتمونا انصرفت عنکم اگر تم ہمیں ناپسند رکھتے ہو میں واپس جاؤں۔ حر نے کہا ہمیں تو یہ حکم ہے کہ آپ سے جُدا نہ ہوں جب تک ابن زیاد کے پاس کوفے نہ پہنچا دیں۔

(ج) امام نے اس پر بھی ہمراہیوں کو معاودت کا حکم دیا وہ بقصد واپسی سوار ہوئے حر نے واپس نہ ہونے دیا۔

(د) جب نینوی پہنچے حر کے نام ابن زیاد خبیث کا خط آیا کہ حسین کو کھلے میدان میں اتارو جہاں پانی نہ ہو اور یہ میرا ایلچی تمہارے ساتھ رہے گا کہ تم میرا حکم بجالاتے ہو یا نہیں

حر نے حضرت امام کو ناپاک خط کا مضمون سنایا اور ایسی ہی جگہ اُترنے پر مجبور کیا فدائیانِ امام سے زہیر بن القین رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی اے ابن رسول اللہ! آگے جو لشکر آنے والے ہیں وہ ان سے بہت زائد ہیں ہمیں اذن دیجیے کہ ان سے لڑیں فرمایا:

ماکنت لابدأھم بالقتال۔ میں ان سے قتال کی پہل کرنے کو نہیں۔

(ہ) جب خبیث ابن طیب یعنی ابن سعد اپنا لشکر لے کر پہنچا حضرت امام سے دریافت کیا کیسے آئے؟ فرمایا تمھارے شہر والوں نے بلایا تھا۔

فاما اذ کرھونی فانی انصرف عنھم۔ اب کہ میں انھیں ناگوار ہوں واپس جاتا ہوں۔

ابن سعد نے یہ ارشاد ابن زیاد کو لکھا۔ اُس خبیث نے نہ مانا قاتلہ اللہ۔

(و) شب کو ابن سعد سے خلوت میں گفتگو ہوئی اُس میں بھی حضرت امام نے فرمایا:

دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ مجھے چھوڑو کہ میں مدینہ طیبہ واپس جاؤں۔

ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا اس بار وہ راضی ہوا تھا کہ شمر مردود خبیث نے باز رکھا۔

(ز) عین معرکہ میں قتال سے پہلے فرمایا:

ایھا الناس اذکرھتمونی فدعونی انصرف الی مأمنی من الارض۔ اے لوگو! جبکہ تم مجھے پسند نہیں کرتے تو چھوڑو کہ اپنی امن کی جگہ چلا جاؤں۔

اشقیا نے نہ مانا غرض جب سے برابر قصد عود رہا مگر ممکن نہ ہوا کہ منظور رب یوہیں تھا جنت آراستہ ہو چکی تھی اپنے دُولھا کا انتظار کر رہی تھی وصال محبوب حقیقی کی گھڑی آ لگی تھی تو ہرگز لڑائی میں امام کی طرف سے پہل نہ تھی اُن خبیثوں ہی نے مجبور کیا اب دو صورتیں تھیں یا بخوف جان اُس پلید کی وہ ملعون بیعت قبول کی جاتی کہ یزید کا حکم ماننا ہوگا اگرچہ خلاف قرآن وسنت ہو یہ رخصت تھی ثواب کچھ نہ تھا قال تعالیٰ:

الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ مگر جو مجبور کیا جائے اور اُس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔

یا جان دے دی جاتی اور وہ ناپاک بیعت نہ کی جاتی یہ عزیمت تھی اور اُس پر ثواب عظیم

اور یہی اُن کی شان رفیع کے شایاں تھی اسی کو اختیار فرمایا اسے یہاں سے کیا علاقہ۔

ثانیاً بالفرض اس بے سروسامانی میں امام کی طرف سے پہل بھی سہی تو یہاں ایک فرق عظیم ہے جس سے یہ جاہل غافل فاسقوں پر ازالۂ منکر میں حملہ جائز اگرچہ یہ تنہا ہو اور وہ ہزاروں اور سلطان اسلام جس پر اقامت جہاد فرض ہے اُسے بھی کافروں سے پہل حرام جبکہ اُن کے[1] مقابلہ کے قابل نہ ہو مجتبیٰ و شرح نقایہ و ردالمحتار کی عبارت گزشتہ:

هذا اذا غلب علی ظنه انه یکافئهم والا فلا یباح قتالهم۔	یہ اس وقت ہے جب گمان غالب ہو کہ اُن کے مقابلہ کے قابل ہے ورنہ اُن سے لڑنا حلال نہیں۔

کے بعد ہے بخلاف الامر بالمعروف۔ شرح سیر میں اس کی وجہ فرمائی:

ان المسلمین یعتقدون ما یأمر به فلا بد ان یکون فعله مؤثرا فی باطنهم بخلاف الکفار۔	امر بالمعروف میں مسلمانوں کو جو حکم دے گا وہ دل سے اُسے حق جانتے ہیں تو ضرور اپنے دل میں اُس کے فعل سے متاثر ہوں گے بخلاف کفار۔

ثالثاً حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک لیتے ہوئے شرم چاہیے تھی، کیا امام تو امام اُن کے غلام اُن کے در کے کسی کُتّے نے معاذ اللہ مشرکوں سے مدد مانگی، کیا کسی مشرک کا دامن تھاما، کیا کسی مشرک کے پس رو بنے، کیا مشرکوں کی جے پکاری، کیا مشرکوں سے اتحاد گانٹھا، کیا مشرکوں کے حلیف بنے، کیا اُن کی خوشامد کے لیے شعار اسلام بند کرنے میں کوشاں ہوئے، کیا قرآن و حدیث کی تمام عمر بُت پرستی پر نثار کر دی وغیرہ وغیرہ شنائع کثیرہ بہتّر تن سے بیس ہزار فجار کا مقابلہ فرمایا۔ امام کا نام لیتے ہو تو کیا تم میں بہتّر مسلمان بھی نہیں جب ۲۳ کروڑ مشرکین تمہارے ساتھ

دیکھو امام نے کیا کیا اور تم کیا کر رہے ہو

کیوں اسلام و کفر ملاتے ہو

---

[1] اور شرط قدرت تو دفاع بلکہ کسی فرض اسلامی سے کبھی تخلف نہیں بخصوص نظر بہ واجماع امت مرحومہ۔

ہوں گے اُس وقت تم میں بہتر مسلمانوں کا عدد پورا ہوگا قرآن کو پیٹھ دینے والو! کیوں امام کا نام لیتے ہو، اسلام سے اُلٹے چلنے والو! کیوں مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہو، دہلی میں فتوٰی چھاپ دیا کہ اس وقت جہاد واجب ہے بے سروسامانی کے جواب کو امام کی نظیر پیش ہوگئی اور حالت یہ کہ ذرا سی دھوپ سے بچنے کو گوبر پتروں کی چھاؤں ڈھونڈھ رہے ہیں، کیا تم اپنے ہی فتوے سے نہ صرف تارک فرض و مرتکب حرام بلکہ راضی بہ غلبہ کفر و ذلت اسلام نہ ہوئے، امام کا توکل اللہ پر تھا اور تمہارا اعتماد اعداء اللہ پر۔ یقین جانو کہ اللہ سچا اللہ کا کلام سچا لا یا لونکم خبالا مشرکین تمہاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے وہ جھوٹا فتوٰی اور یہ پوچ بھروسا اور خادمان شرع پر اُلٹا غصہ کہ کیوں خاموش رہے کیوں سینہ سپر نہ ہوئے یہ ہے تمہاری خیر خواہی اسلام یہ ہیں تمہارے دل ساختہ احکام جن پر نہ شرع شاہد نہ عقل مساعد مسلمان ہونے کا دعوٰی ہے تو اسلام کے دائرے میں آؤ تبدیل احکام الرحمٰن و اختراع احکام الشیطان سے ہاتھ اُٹھاؤ مشرکین سے اتحاد توڑو دیوبندیہ وغیرہم مرتدین کا ساتھ چھوڑو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دامن پاک اپنے سایہ میں لے دنیا نہ ملے نہ ملے دین تو اُن کے صدقے میں ملے۔

یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی	اے ایمان والو! اسلام میں پورے
السلم کافۃ و لا تتبعوا	داخل ہو شیطان کے پیچھے نہ چلو بیشک
خطوٰت الشیطٰن انہ لکم	وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پھر اگر روشن
عدو مبین ۝ فان زللتم	دلیلیں آنے پر بھی تمہارا قدم لغزش کرے
من بعد ما جاءتکم البینٰت	تو جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے
فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم ۝	کاہے کے انتظار میں ہیں سوا اس کے
ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ	کہ گھٹاٹوپ بادلوں میں اللہ کا عذاب اور
فی ظلل من الغمام والملئکۃ وقضی	فرشتے آئیں اور کام تمام ہو اور اللہ
الامر والی اللہ ترجع الامور ۝	ہی کی طرف سب کام پھرتے ہیں۔

ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ۝ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا واغفر لنا ربنا انک انت العزیز الحکیم ۝ ربنا افتح بیننا و

بینا قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ٥ آمین یا ارحم الراحمین ٥
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا وملجأنا وماوٰنا محمد و اٰلہ وصحبہ
اجمعین دائما ابد الآبدین عدد کل ذرۃ ذرۃ الف الف مرۃ فی کل
آن وحین والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ
جل مجدہ اتم واحکم۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

گاؤکشی کے معاملہ میں مفصل تحقیقات اور ہندوؤں کا دفع شبہات

مسمّٰی بنام تاریخی

انفس الفکر فی قربان البقر

۱۲ ھ ۹۸

تصنیف

مجدد مائۃ حاضرہ امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب

قادری برکاتی بریلوی دام فیضہم القوی

مکتبہ حامدیہ — گنج بخش روڈ — لاہور

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ عجلیہ از مراد آباد شوال ۱۲۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مذہب حنفیہ اس مسئلہ میں کہ گاؤکشی کوئی ایسا امر ہے جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا اگر کوئی شخص معتقد اباحت ذبح ہو مگر کوئی گائے اس نے ذبح نہ کی ہو یا گائے کا گوشت نہ کھایا ہو ہر چند کہ اکل اُس کا جائز جانتا ہے تو اُس کے اسلام میں کوئی فرق نہ آئے گا اور وُہ کامل مسلمان رہے گا۔ گاؤکشی کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گنہگار ہوتا ہے یا اگر کوئی شخص گاؤکشی نہ کرے صرف اباحت ذبح کا دل سے معتقد ہو تو وُہ گنہگار نہ ہوگا جہان بلا وجہ اِس فعل کے ارتکاب سے ثوران فتنہ و فساد اور مفضی بہ ضرر اہل اسلام ہو اور کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب ہو اور عملداری اہل اسلام بھی نہ ہو تو وہاں بدین وجہ اس فعل سے کوئی باز رہے تو جائز ہے یا یہ کہ بلا سبب ایسی حالت میں بقصد اثارت فتنہ و فساد ارتکاب اِس کا واجب ہے اور قربانی اُونٹ کی بہتر ہے یا گائے کی، بینوا توجروا۔

واللہ سبحٰنہ موفق الصدق والصواب

الجواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اللھم بک نستعین. اصل مسئلہ کے جواب سے پہلے دو امر ذہن نشین کرنا لازم:

اوّل یہ کہ ہماری شریعت مطہرہ اعلیٰ درجۂ حکمت ومتانت ومراعات دقائق مصلحت میں ہے اور جو حکم عرف ومصالح پر مبنی ہوتا ہے انھیں چیزوں کے ساتھ دائر رہتا ہے اور اعصار وامصار میں اُن کے تبدل سے متبدل ہوجاتا ہے اور وُہ سب حکام احکامِ شرع ہی قرار پاتے ہیں مثلاً زمان برکت نشان حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بوجہ کثرت خیر و نایابی فتنہ وشدت تقویٰ وقوت خوفِ خدا عورتوں پر شرواجب تھا نہ حجاب اور زنان مسلمین پنجگانہ مساجد میں جماعتوں کے لیے حاضر ہوتیں۔ بعد حضور کے جب زمانہ کا رنگ قدرے متغیر ہوا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

لو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علیہ وسلم رأی من النساء	ہمارے زمانے کی عورتوں کو ملاحظہ فرماتے
ما رأینا لمنعھن من المسجد	تو اُنھیں مساجد جانے سے ممانعت
کما منعت بنو اسرائیل	کرتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں
نساءھا۔	کو منع کردیا تھا۔

رواہ احمد والبخاری ومسلم۔ جب زمانۂ رسالت سے اور بُعد ہوا ائمۂ دین نے جوان عورتوں کو ممانعت فرمادی۔ جب اور فساد پھیلا علمانے جوان وغیر جوان کسی کے لیے اجازت نہ رکھی۔ درمختار میں ہے:

یکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان۔

فتح القدیر میں فرمایا:

عم المتأخرون المنع للعجائز والشواب فی الصلوات کلھا لغلبۃ الفساد فی سائر الاوقات۔

حالانکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

اذا استأذنت احدکم امرأتہ	جب تم میں کسی کی عورت مسجد جانے کی
الی المسجد فلا یمنعھا۔	اجازت مانگے تو اُسے منع نہ کرے۔

رواہ احمد والشیخان والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ اللہ کی کنیزوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔

رواہ احمد ومسلم عن ابن عمر واحمد وابوداود عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پھر ان ائمہ وعلما کے یہ احکام ہرگز حکم اقدس کے خلاف نہ ٹھہرے بلکہ عین مطابق مقصود شرع قرار پائے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ حاملان شریعت وحکمائے امت نے حکم حجاب دیا اور چہرہ چھپانا کہ صدر اول میں واجب نہ تھا واجب کر دیا۔ نہایہ میں ہے:

سدل الشئ علی وجھہا واجب علیہا۔

شرح لباب میں ہے:

دلت المسئلۃ علی ان المرأۃ منہیۃ عن اظہار وجھہا للاجانب بلا ضرورۃ۔

تنویر میں ہے:

تمنع من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ۔

اس قسم کے صدہا احکام ہماری شریعت میں ہیں۔ ومن القواعد المقررۃ فی شریعتنا المطہرۃ ان الحکم یدور مع علۃ۔

دوم واجبات ومحرمات ہماری شریعت میں دو قسم ہیں: ایک لعینہ یعنی جس کی نفس ذات میں مقتضی ایجاب وتحریم موجود ہے جیسے عبادت خدا کی فرضیت اور بت پرستی کی حرمت۔ دوسری لغیرہ یعنی وہ کہ امور خارجہ کا لحاظ اُن کی ایجاب وتحریم کا اقتضا کرتا ہے اگرچہ نفس ذات میں کوئی معنے اُس کو مقتضی نہیں جیسے تعلم صرف ونحو کا وجوب کہ ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام زبان عربی میں ہے اور اُس کا فہم بے اس علم کے متعذر لہذا واجب کیا گیا اور افیون وبنگ وغیرہما مسکرات کی حرمت کہ اُن کا پینا ایک ایسی نعمت یعنی عقل کو زائل کرتا ہے جو ہر خیر کی جالب اور ہر فتنہ وشر سے بچانے والی ہے اسی قبیل سے ہے شعار کہ مثلاً انگرکھے کا سیدھا پردہ ہماری اصل شریعت میں واجب نہیں بلکہ ہمارے شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی انگرکھا

نہ پہنانہ حضور کے ملک میں اس کا رواج تھا مگر اب کہ ملک ہندوستان میں شعار مسلمین قرار پایا اور اُلٹا پردہ کفار کا شعار رہا تو اب سیدھا پردہ چھوڑ کر اُلٹا اختیار کرنا بلاشبہ حرام اسی طرح بوجہ عرف و قرارداد امصار و بلاد جس مباح کا فعل عزت و شوکت اسلام پر دلالت کرے اور اُسے چھوڑ دینے میں اسلام کی توہین اور کفر کا غلبہ سمجھا جائے قواعد شرعیہ بالیقین اُس سے باز رہنے کی تحریم کرتے ہیں اور مبنے اس کا وہی نظر مصالح و اعتبار عرف و مراعات اقتضائے امور خارجہ ہے جیسے ہم دونوں مقدمۂ سابقہ میں بیان کر آئے۔ جب یہ امور منقح ہو لیے تو اب اصل مسئلہ کا جواب لیجیے۔ گاؤکشی اگرچہ بالتخصیص اپنے نفس ذات کے لحاظ سے واجب نہیں نہ اس کا تارک باوجود اعتقاد اباحت بنظر نفس ذات فعل گنہگار نہ ہماری شریعت میں کسی خاص شے کا کھانا بالتعیین فرض مگر ان وجوہ سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ گاؤکشی جاری رکھنا واجب لعینہ اور اس کا ترک حرام لعینہ نہیں یعنی ان کے نفس ذات میں کوئی امر ان کے واجب یا حرام کرنے کا مقتضی نہیں لیکن ہمارے احکام مذہبی صرف اسی قسم کے واجبات و محرمات میں منحصر نہیں بلکہ جیسا ان واجبات کا کرنا اور ان محرمات سے بچنا ضروری وحتمی ہے۔ یوہیں واجبات و محرمات لغیرہا میں بھی امتثال و اجتناب اشد ضروری ہے جس سے ہم مسلمانوں کو کسی طرح مفر نہیں اور اُن سے بالجبر باز رکھنے میں بے شک ہماری مذہبی توہین ہے جسے حکام وقت بھی روا نہیں رکھ سکتے۔ ہم ہر مذہب و ملت کے عقلا سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں بزور مخالفین گاؤکشی قطعاً بند کر دی جائے اور بلحاظ ناراضی ہنود اس فعل کو کہ ہماری شرع ہرگز اُس سے باز رہنے کا ہمیں حکم نہیں دیتی یک قلم موقوف کیا جائے تو کیا اس میں ذلت اسلام متصور نہ ہوگی کیا اس میں خواری و مغلوبی مسلمین نہ سمجھی جائیگی کیا اس وجہ سے ہنود کو ہم پر گردنیں دراز کرنے اور اپنی چیرہ دستی پر اعلیٰ درجہ کی خوشی ظاہر کرکے ہمارے مذہب و اہل مذہب کے ساتھ شماتت کا موقع ہاتھ نہ آئے گا، کیا بلاوجہ وجیہہ اپنے لیے ایسی دنائت و ذلت اختیار کرنا اور دوسروں کو دینی مغلوبی سے اپنے اُوپر ہنسوانا ہماری شرع مطہر جائز فرماتی ہے حاشا وکلا حاشا وکلا ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہماری شرع ہرگز ہماری ذلت نہیں چاہتی نہ یہ متوقع کہ حکام وقت صرف ایک جانب کی

پاسداری کریں اور دُوسری طرف کی توہین وتذلیل روا رکھیں۔ سائل لفظ ترک لکھتا ہے یہ صرف مغالطہ اور دھوکا ہے اُس نے ترک اور کف میں فرق نہ کیا کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے اور اُس سے بالقصد باز رہنا اور بات۔ ہم پُوچھتے ہیں کہ اس رسم سے جس میں صدہا منافع ہیں یک قلم امتناع آخر کسی وجہ پر مبنی ہوگا اور وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ ہنود کی ہٹ پوری کرنا اور مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے اسباب معیشت میں کمی یا تنگی کر دینا ہم اہلِ اسلام کی ابتدائے عہد سے بڑی غذا جس کی طرف ہماری طبیعتیں اصل خلقت میں راغب اور اس میں ہمارے لیے ہزاروں منافع اور اُس سے ہمارے خالق تبارک و تعالیٰ نے قرآن عزیز میں جابجا ہم پر منت رکھی گوشت ہے قال ربنا تبارک وتعالیٰ:

ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین قل ءالذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین۔

اُس نے تمہارے لیے بنائے اونٹ میں سے دُو (نر و مادہ) اور گائے میں سے دُو تم (ان کافروں سے) فرما دو کیا اللہ تعالیٰ نے دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ جو دونوں مادہ کے پیٹ میں ہیں۔

وقال تعالیٰ:

اولم یروا انا خلقنا لھم مما عملت ایدینا انعاما فھم لھا مٰلکون ٥ وذللنٰھا لھم فمنھا رکوبھم ومنھا یأکلون ٥ ولھم فیھا منافع ومشارب افلا یشکرون ٥

کیا اُنھیں نہیں سوجھتا کہ ہم نے اپنی قدرتی بنائی ہُوئی چیزوں میں سے اُن کے لیے چوپائے پیدا فرمائے تو وہ اُن کے مالک ہیں اور ہم نے اُن چوپاؤں کو اُن کا مسخر کر دیا تو اُن میں کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کا گوشت کھاتے ہیں اور اُن کے لیے اُن میں نفع ہیں اور پینے کی چیز تو کیا شکر کریں گے۔

الی غیر ذلک من الآیات اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں گوشت کو دنیا و آخرت کے سب کھانوں کا سردار اور سب سے افضل و بہتر فرمایا والحدیث مخرج بطرق عدیدۃ عن عدۃ من الصحابۃ الکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بیشک بکری کا گوشت دواماً ہمارے ہر امیر و فقیر کو دستیاب نہیں ہو سکتا خصوصاً مسلمانانِ ہندوستان کہ اُن میں ثروت بہت کم اور افلاس غالب ہے غریبوں کی گزر بے گوشت گاؤ کے نہیں اور کتب حکمت بھی شاہد کہ اصل غذا انسان کی گوشت ہے عناصر غذائے نباتات نباتات غذائے حیوانات حیوانات غذائے انسان اور بے شک اُس کے کھانے میں جو منفعتیں اور ہمارے جسم کی اصلاحیں اور ہمارے قویٰ کی افزائشیں ہیں اُس کے غیر سے حاصل نہیں اور مرغوبی کی یہ کیفیت کہ ہر شخص اپنے وجدان سے جان سکتا ہے کہ کیسا ہی نفیس و لذیذ کھانا جو چند روز متواتر کھانے سے طبیعت اُس سے سیر ہو جاتی ہے اور زیادہ دن گزریں تو نفرت کرنے لگتی ہے بخلاف نان گندم و گوشت کہ عمر بھر کھائیے تو اِس سے تنفر نہیں ہوتا۔ معہذا گائے کی کھال وغیرہ سے جو ہزارہا قسم کے منافع ملتے اور اُن منفعتوں میں ہنود بھی ہمارے شریک ہوتے ہیں اور چند اقوام کی تجارتیں اور اُن کے رزق کے ظاہری سامان اِسی گاؤکشی کا نتیجہ ہیں تو سائل کا یہ قول کہ کوئی فائدہ اِس فعل پر مرتب نہ ہو محض تصویر غلط ہے اور اُس کی قربانی خاص ہمارے شعائر دین سے ہے ہمارا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ صریح ارشاد فرماتا ہے:

والبدن جعلنھا لکم من شعائر اللہ۔	اور اونٹ اور گائے کو کیا ہم نے تمہارے لیے خدا کے شعاروں میں سے۔

اور یقیناً معلوم کہ ہمارے ملک میں اُونٹ ہماری غذا و ادائے واجب قربانی کے لیے کفایت نہیں کر سکتے اول تو سخت گراں دُوسرے بہ نسبت گاؤ نہایت قلیل الوجود اور اگر گاؤکشی موقوف کر کے اُونٹ پر اکتفا کی جائے تو چند روز میں اونٹ کی قیمت دہ چند ہو جائے گی اور یہ نفع عام جو ہمارے غربا کو پہنچتا ہے ہرگز متصور نہ رہے گا اور عجب نہیں کہ رفتہ رفتہ بوجہ قلت اونٹ حکم عنقا کا پیدا کرے تو رفع حاجت دائمہ اُس سے متوقع نہیں اور بکری کا

گوشت کھانے کے لیے بھی تھوڑے لوگوں کو ملتا ہے اور قربانی کے واسطے بھی ہر شخص ایک بکری جداگانہ کرے کہ سال بھر سے کم کی نہ ہو اور اُس کے اعضا بھی عیب و نقصان سے پاک ہوں بخلاف اس غریب پرور جانور یعنی گائے کے کہ ہمارے مسئلہ شرعیہ سے اس میں سات شخص شریک ہو سکتے ہیں اور بیشک سات بکریاں ایک گائے سے ہمیشہ گراں رہتی ہیں معہذا ہمارے مذہب میں اس کا جواز اور ہنود کے یہاں ممانعت ایک پلّہ میں نہیں ہماری اصل شریعت میں اس کا جواز موجود قرآن مجید میں ہے:

ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ۔ — اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

وشرائع من قبلنا اذا قصھا اللہ تعالیٰ علینا من دون انکار شرائع لنا کما نص علیہ فی کتب الاصول اور ہنود کے اصل مذہب میں کہیں اس کی ممانعت نہیں متاخرین نے خواہ مخواہ اس کی تحریم اپنے سر باندھ لی بلکہ کتب ہنود گواہی دیتی ہیں کہ پیشوایان ہنود بھی گائے کا مزہ چکھنے سے محروم نہ گئے جیسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو سوط اللہ الجبار وغیرہ کتب رد ہنود مطالعہ کرے۔

علاوہ بریں ہم دریافت کرتے ہیں اس کی تحریم ہنود کے یہاں دو ہی وجہ سے معقول۔ ایک یہ کہ جانور کی ناحق ایذا اور ہتھیا ہے ہم کہتے ہیں اکثر اقوام ہنود بکری مرغی مچھلی کھاتے ہیں۔ کیا وہ جانور نہیں کیا اُن کی جان جان نہیں کیا اُن کی ایذا حرام نہیں کیا اُن کا قتل ہتھیا نہیں اور خود کتب ہنود سے جو رام و لچھمن و کرشن کا شکاری ہونا ثابت اُس ہتیا کا کیا علاج ہے اور ایسا ہی ناراضی ہنود کا خیال کیجیے تو اگر وہ اس ہتھیا کے حکم کو عام کر دیں تو کیا شرع مطہر ہمیں ہر جانور کے ذبح و قتل سے باز رکھے گی اور سانپ کہ انسان کی جان کا دشمن اور ہندوؤں کا دیوتا ہے ہرگز نہ مارا جائے گا اور مسلمانوں کے اسباب بیشت مفقود اور انسانوں کے ابواب عافیت مسدود کر دیے جائیں گے حاشا وکلا ہماری شرع ہرگز ایسا حکم نہیں فرماتی نہ حکام وقت ان خرافات کو روا رکھیں، کیا مزے کی بات ہے ہندوؤں میں بھی تو بعض قومیں ایسی ہیں کہ مطلقاً ہر جانور کا قتل

حرام ۔ اور ہتھیا جانتی ہیں بلکہ بعض کو تو اس قدر غلو و تشدد ہے کہ ہر وقت مُنہ پر کپڑا باندھے رہتے ہیں کہ مکھی یا بھُنگا حلق میں جا کر مر نہ جائے اور باقی طوائف ہنود ان لوگوں کا خیال اور ان کے مذہب کا لحاظ نہیں کرتے مزے سے بکری مرغی مچھلی وغیرہ وغیرہ نوش جان اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی دیگچیوں کے بگھار کا لطف اُڑاتے ہیں ۔ جب اُن کے آپس میں یہ کیفیت ہے تو ہم پر کیوں ہنود کا لحاظ اور اُن کے مذہب کا ایسا خیال واجب کر کے گاؤکشی بند کرنے کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے ان ھذا الا ظلم صریح او جہل قبیح دُوسری وجہ یہ کہ گائے اُن کے یہاں معظم ہے اور اپنے معظم کا ہلاک نہیں چاہتے ہم کہتے ہیں اوّلاً گئو ماتا کی آنکھیں بند ہوتے ہی اِن سعادت مندوں کی تعظیم کا حال کھل جاتا ہے اپنے ہاتھوں چماروں کے حوالے کرتے ہیں کہ چربی پھاڑیں اور چرسا اپنے لیے ٹھہرا لیتے ہیں کہ کھال کی جوتیاں بنا کر پہنیں جو جوتوں سے بچی وہ ڈھول پر کھنچی کہ شادی بیاہ میں کام آئے رات رات بھر تپا پچے کھائے ۔ ثانیاً بفرض غلط اگر تعظیم ہے تو صرف گائے پر مقتصر ہے ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ ہنود آپ بیل کی ہرگز تعظیم نہیں کرتے بلکہ اُس پر سخت تشدد کرتے ہیں ہل میں جوتیں گاڑی میں چلائیں سواریاں لیں بوجھ لدوائیں وجہ بے وجہ سخت ماریں کہ جا بجا اُن کے جسم زخمی ہو جاتے ہیں ہم نے خود دیکھا ہے کہ بعض ہنود نے باربرداری کی گاڑیوں میں اس قدر بوجھ بھرا کہ بیلوں کا جگر پھٹ گیا اور خون ڈال کر مر گئے تو معلوم ہُوا کہ بیل اُن کے یہاں معظم نہیں اگر یہ ممانعت بربنائے تعظیم ہے تو چاہیے کہ بخوشی بیلوں کے ذبح کی اجازت دیں ورنہ اُن کا صریح مکابرہ اور ہٹ دھرمی ہے ۔

باقی رہا مسائل کا یہ کہنا کہ اس فعل کے ارتکاب سے تو ران فتنہ و فساد ہو ہم کہتے ہیں جن مواضع میں مثل بازار و شارع عام وغیرہما گاؤکشی کی قانوناً ممانعت ہے وہاں جو مسلمان گائے ذبح کرے گا البتہ اثارت فتنہ و فساد اُس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے اور وُہ قانوناً مجرم قرار پائے گا اور اس امر کو ہماری شرع مطہر بھی روا نہیں رکھتی کہ ایسی وجہ سے مسلمانوں پر مواخذے یا اُنھیں سزا ہونے کا باعث ہو نا بیشک تو ہین مسلم ہے جس کا مرتکب یہ شخص ہُوا نظیر اس کی سب وشتم الٰہیۂ باطلۂ مشرکین ہے کہ شرع نے

اُس سے ممانعت فرمائی اگرچہ اکثر جگہ فی نفسہ حرج متحقق نہ تھا قال تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم اور جہاں قانوناً ممانعت نہیں وہاں اگر ثوران فتنہ و فساد ہوگا تو لاجرم ہنود کی جانب سے ہوگا اور جرم انھیں کا ہے کہ جہاں ذبح کرنے کی اجازت ہے وہاں بھی ذبح نہیں کرنے دیتے اُن کے جرم کے سبب ہم اپنی رسوم مذہبی ترک کرسکتے ہیں یہ حکم بعینہٖ ایسا ہوا کہ کوئی شخص اغنیا سے کہے تمھارا مال جمع کرنا باعث ثوران فتنہ و فساد و ایذائے خلق اللہ ہے کہ نہ تم مال جمع کرو نہ چور چرانے آئیں نہ وہ بید و قید کی سخت سخت سزائیں پائیں اُس احمق کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ چوری چور کا جرم ہے اُس کے سبب ہمیں جمع مال سے کیوں ممانعت ہونے لگی اور اگر ایسا ہی خیال ہنود کے فتنہ و فساد کا شرع ہم پر واجب کرے گی تو ہر جگہ کے ہنود کو قطعاً اس رسم کے اُٹھا دینے کی سہل تدبیر ہاتھ آئے گی جہاں چاہیں گے فتنہ و فساد برپا کریں گے اور بزعم جہال شرع ہم پر ترک واجب کر دے گی اور اس کے سوا ہماری جس رسم مذہبی کو چاہیں گے اپنے فتنہ و فساد کی بنا پر بند کرا دیں گے اور یہی واقعہ اُن کے لیے نظیر ہو جائے گا کہ ایسی صورت میں تم پر اپنی رسم کا ترک شرعاً واجب ہوتا ہے۔

بالجملہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ بازار و شارع عام میں جہاں قانوناً ممانعت ہے براہ جہالت ذبح گاؤ کا مرتکب ہونا بے شک مسلمانوں کو توہین و ذلت کے لیے پیش کرنا ہے کہ شرعاً حرام اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں وہاں سے بھی باز رہنا اور ہنود کی بے جا ہٹ بجا رکھنے کے لیے یک قلم اس رسم کو اُٹھا دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ اُنھیں مضرات و مذلات کا باعث ہے جن کا ذکر ہم اول کر آئے جنھیں شرع مطہر ہرگز گوارا نہیں فرماتی نہ کوئی ذی انصاف حاکم پسند کرسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد نقی علی خاں ۱۲۸۶
احمد رضا خاں ولد مولو

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء کا نمونہ و مصداق

۱۲۹۸ ہجریہ کا ربیع اخیر ہے شوال مکرم کا ماہ منیر ہے اعلیٰ حضرت خاتمۃ المحققین امام المدققین والد ماجد حضرت مصنف علام مدظلہ وقدس سرہ الشریف کے وصال کو دس مہینے ہوئے ہیں بضرورت انتظام معاش جانب جائداد چند روز ابتدا میں توجہ کرنی ہوئی ہے حضرت مصنف مدظلا اپنے دیہات میں تشریف رکھتے ہیں کہ وہیں یہ سوال پہنچا اُس وقت کھیتوں کا معاینہ تھا آدمی نے وہیں یہ سوال پیش کیا بنگاہ اوّلین اُس کے اندرونی مقصد کو پہچان لیا کہ اگرچہ یہاں بعض مسلمانوں نے بھیجا مگر اصل سائل ہنود ہیں اور فوراً معلوم کیا کہ وہ اس سے کیا چاہتے ہیں اور اہل اسلام کو کیسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتے ہیں عصر کا وقت تھا فرمایا صبح جواب دیا جائے گا دیہات میں کتابیں بھی نہ تھیں دوسرے دن یہ جواب تحریر فرما دیا جو ناظرین نے ملاحظہ فرمایا جس نے بحمد اللہ تعالیٰ فریب دینے والوں کے مکر کو خاک میں ملایا والاحضرت حامیِ سنّت حضرت مولنا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمائے رامپور نے اُس پر تصدیقیں لکھیں اور حضرت مولنا موصوف مرحوم نے مقاصد کو پہچان کر تصدیق میں تحریر فرمایا کہ الناقد بصیر یہ پرکھنے والا آنکھیں رکھتا ہے یعنی اِس کا دیدۂ بصیرت نورِ الٰہی سے منور ہے کہ مکاروں کے خفی مکر کی تہ تک فوراً پہنچ گیا اور اُس کا قلع قمع کیا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ جب جناب مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کا فتاوٰی ۱۳۰۵ھ میں چھپا اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ سوال اُسی ماہ و سال میں اُن کے پاس بھی گیا تھا۔ یہاں مراد آباد سے آیا وہاں مرزا پور سے گیا تھا اور عجب نہیں کہ مختلف مقامات سے اور علماء کے پاس بھی بھیجا ہو اوروں کا جواب تو کیا معلوم مگر جناب لکھنوی صاحب کا جواب چھپا جس سے ظاہر ہوا کہ عیاروں کا دھوکا اُن پر چل گیا اُنھوں نے غور نہ فرمایا کہ سوال کے تیور کیا ہیں اس کا سائل کون ہونا چاہیے اس سے اس کی غرض کیا ہے سیدھا سادہ پاؤں تلے کا جواب لکھ دیا کہ گاؤکشی واجب نہیں تارک گنہگار نہ ہوگا بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہ چاہیے بلکہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو احتراز اولی ہے قربانی اونٹ کی

بہتر ہے۔ محمد عبد الحی وہیں کے اور دو صاحبوں نے مہر کی اِس پر مسلمانوں کی ضرورت ہُوئی کہ اہل افتا کو ہوشیار کریں اُنھیں دنیا کی حالت ملک کی رنگت دکھائیں خود اپنے جواب کو صحیح معنے کی طرف پھیرنے کی راہ بتائیں لہذا اِس پر دو سوال ہُوئے۔

سوال اوّل حضرات علمأ سے جن کی مواہیر اس پرچہ پر ثبت ہیں استفسار ہے کہ جواب میں آپ کی مراد اس جملہ سے آیا یہ ہے کہ ابتدائے فتنہ اہل اسلام کی طرف سے نہ ہو یعنی جہاں عملداری ہنود کی ہو وہاں بقصد فتنہ انگیزی گاؤکشی نہ کریں یا یہ کہ بلاد ہند وغیرہ میں جہاں ہمیشہ سے اہل اسلام گائے ذبح کرتے آئے اور کبھی اُن کو مقصود فتنہ انگیزی نہ ہُوئی بلکہ اجرائے حکم شریعت اب اگر مسلمان ان بلاد میں گائے ذبح کرے اور ہنود بنظرِ تعصب منع کریں تو مسلمان اُس سے باز رہے۔ طبیعت میں حق کی طرف رجوع کا مادہ تھا اس سوال سے تنبہ ہُوا اور حضرات علمأ نے یہ **جواب تحریر** فرمایا:

گائے ذبح کرنا اگرچہ مباح ہے واجب نہیں مگر ایسا مباح نہیں کہ کسی زمانہ یا بلاد خاص میں اس کا رواج ہو بلکہ یہ طریقہ قدیمہ ہے زمان آنحضرت صلعم[1] وصحابہ وتابعین وجملہ سلف صالحین سے تمام بلاد وامصار میں اور اُس کی اباحت پر اجماع ہے تمام اہلِ اسلام کا۔ ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکیں تو مسلمان کو اس سے باز رہنا نہیں درست ہے بلکہ ہر گاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں اہل اسلام پر واجب ہے کہ اُس کے ابقا واجرا میں سعی کریں اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گنہگار ہوں گے اور مقصود اُس جملہ میں جو جواب سابق میں ہے یہ ہے کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنہ وفساد کے گاؤکشی نہ چاہیے مثلاً جہاں عملداری ہنود کی ہو وہاں مسلمان بقصد ابتدائے مردم آزاری خواہ مخواہ ذبح کریں یا عید الضحےٰ میں کسی ہندو کے مکان کے قریب جا کے بایں خیال ذبح کریں کہ فتنہ قائم ہو ایسی صورتوں کا ارتکاب نہ چاہیے بلکہ ایسی حالت میں ترک اولیٰ ہے اور بلاد ہندوستان وغیرہ میں ترک اولیٰ نہیں بلکہ اُس کے ابقا میں سعی واجب ہے۔

سوال تو پہلے بھی بلاد ہندوستان ہی سے آیا تھا مگر اُس وقت غور نہ فرمایا گیا۔

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

---

[1] استغفر اللہ بلکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ کاتب

فی الواقع اُن بلاد میں مسلمانوں کو گاؤکشی باقی رکھنے میں کوشش لازم ہے اور مراد اُس فقرہ سے یہ ہے کہ جہاں عملداری خاص ہنود کی ہے اور گاؤکشی وہاں زینہار نہیں ہوتی اُس جگہ باعلان گاؤکشی کرنا بنظر فتنہ اولے نہیں۔ محمد عبدالوہاب

فی الواقع مقصود جملہ سابق سے یہ ہے کہ بارادہ برانگیختہ کرنے فساد کے عملداری خاص ہنود میں جہاں گائے ذبح نہ ہوتی ہو گاؤکشی باعلان نہ چاہیے یا ہنود کے ہمسایہ میں علانیہ ذبح کرنا بارادہ فساد نہ چاہیے جن بلاد و مواضعات ہند میں رواج گاؤکشی چلا آیا ہے اب کوئی ہندو بپاس تعصب مانع ہے مسلمانوں کو بپاس حمیت اسلامی ابقائے گاؤکشی میں کوشش بلیغ لازم ہے زینہار ترک نہ کریں گاؤکشی شعار مسلمانی ہے احتمال فساد ہو تو بذریعہ حکام رفع کرنا اُس کا بابقائے رواج قدیم واجب ہے بخوف فساد ہنود ذبح گائے سے زینہار باز نہ رہیں۔ ذبح گاؤ شعائر اسلام سے ہے اہمال اس کا بلاوجہ وجیہہ جائز نہیں (ابوالحیا محمد عبدالحلیم)

ہاں ابتداءً اثارت فتنہ نہ چاہیے اور یہی معنے ہیں فقرۂ جواب سابق کے پس جن بلاد میں ذبح گاؤ مروج ہے منع کرنا ہنود کا اُن کی جانب سے اثارت فتنہ و فساد ہوگا اُس کو دفع کرنا مسلمانوں کو ضرور ہے۔ (ابوالغنا محمد عبدالمجید ۱۰۹۳)

سوال دوم از بھاگل پور شوال ۱۲۹۸۔ اگر مسلمان گائے کی قربانی یا واسطے کھانے کے گائے ذبح کرنا چاہے و ہنود بوجہ تعصب یا بنظر توہین اسلام روکیں تو مسلمانوں کو گائے کی قربانی یا گائے کے ذبح سے رُکنا چاہیے یا کیا کرے اگر از جانب ہنود فساد کا احتمال ہے مگر اُس کا دفع بذریعہ حکام ممکن تو صرف بلحاظ فتنۂ مذکور باز آنا چاہیے یا کیا کرے یہ امر ظاہر ہے کہ اونٹ ان ملکوں میں کم ہیں اگر دستیاب بھی ہوتے تو بہت قیمت سے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سات بھیڑ کی قیمت ایک گائے سے زیادہ ہوتی ہے اور اگر ہنود کہیں تم گائے مت کرو اونٹ بھیڑ قربانی کرو تو اُس کو مان لینا واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب گائے ذبح کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ نے زمانہ آنحضرتؐ میں اور بعد آنحضرت صلعمؐ کے اس کو ذبح کیا ہے

لہ اقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ الکاتبہ

لہ اقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ الکاتبہ

اس کے گوشت حلال اور ذبح جائز ہونے پر خواہ بروز عید ہو یا اور روز اتفاق ہے تمام مسلمانوں کا تو مسلمان کو باز آنا نہیں درست ہے اور ہندو کی ممانعت تسلیم کر لینا نہیں جائز ہے تسلیم کرنا موجب اُن کے اعتقاد باطل کی تقویت و ترویج کا ہوگا یہ کسی طرح شرع جائز نہیں اونٹ اگرچہ گائے سے اولے ہے مگر کوئی شخص اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا علی الخصوص جب ہنود بغرض تعصب کہیں کہ خواہ مخواہ اُونٹ یا بکری کرو مسلمانوں کو ضرور ہے کہ قول ہنود تسلیم نہ کریں اور گاؤکشی کو کہ اسلام کا طریقہ قدیمہ ہے ترک نہ کریں احتمال فساد ہنود گائے ذبح کرنے سے رُکنا نہ چاہیے۔

محمد عبدالحی ابوالحسنات

ابوالحیا محمد عبدالحلیم

قربانی گائے کی شعار اسلام ہے اُس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود معصیت ہے

عبدالوہاب | ابوالغنا محمد عبدالمجید | ابوالاجیا محمد نعیم | ابوالکرم محمد اکرم | یہ مجموعہ فتاوی جلد دوم طبع اوّل صفحہ ۱۴۸ تا صفحہ ۱۵۵ کا اقتباس ہے الحمدللہ کہ آخر میں وہی سمجھنا پڑا جو حضرت مصنف مدظلہ نے بنگاہِ اوّلین خیال فرمایا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ان فتاوے کی نقل سے یہ بھی مقصود ہے کہ حضرت مصنف مدظلہ کے حکم وجوب کی بعض تائیدات واضح ہوں کہ بعض عوام کو زیادت اطمینان ملے وباللہ التوفیق۔

کتبہ ابوالعلا امجد علی الاعظمی

عفی عنہ بمحمدن النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ از مجلس دادخواہی مسلمانان بریلی ربیع الاوّل شریف ۱۳۱۲ھ

دعوی قربانی کے جواب میں ہنود نے اپنا یہ بیان پیش کیا ہے کہ قرآن شریف میں اس فعل کی اجازت نہیں بنیاد مذہب مدعی کی اوپر قرآن شریف کے ہے کتاب مذکور میں قربانی گاؤ کی ہدایت نہیں ہے مدعی خلاف اُس کے بجیلہ مذہب بغرض دل دُکھانے مذہب ہنود کے کہ جس کے دھرم شاستر میں سخت ممانعت ہے یہ فعل خلاف استحقاق کرنا چاہتا ہے فقط۔

چونکہ یہ بیان اُن کا متعلق قرآن شریف و مسائل مذہب کے ہے لہذا علما کی خدمت میں استفتا ہے کہ یہ بیان ہنود صحیح ہے یا غلط۔

الجواب

بیان ہنود سراسر غلط ہے مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید اور ہمارے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سے قربانی گاؤ کی اجازت بخوبی ثابت ہے۔

۱ ——— اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے سترھویں پارے بائیسویں سورت سورۂ حج کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے:

والبدن جعلنها لكم من شعائر	اور قربانی کے ڈیل دار جانوروں کو کیا ہم
الله لكم فيها خير فاذكروا اسم	نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے
الله عليها صوافّ فاذا وجبت	تمہارے لیے اُن میں بھلائی ہے
جنوبها فكلوا منها واطعموا القانع	تو اللہ کا نام لو اُن پر کھڑے ہوئے
والمعتر كذلك سخرنها لكم	پھر جب اُن کی کروٹیں گر جائیں تو خود کھاؤ
لعلكم تشكرون ○	اور صبر سے بیٹھنے والے اور مانگنے والے
	کو کھلاؤ یوں ہم نے اُن جانوروں کو
	تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ تم احسان مانو۔

قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہیں۔ تفسیر قادری جو ہنود کے ایک معزز رئیس منشی نولکشور۔ سی آئی اے نے اپنی فرمائش سے منجانب مطبع تصنیف کرائی اور داخل رجسٹری کرا کر اپنے مطبع میں چھ بار چھاپی بیچی اُس کی جلد دوم طبع ششم سطر اخیر صفحہ ۷۹ و سطر اوّل صفحہ ۸۰ میں آیت کے ان لفظوں کا ترجمہ یوں لکھا والبدن اور اونٹ اور گائے جو قربانی کے واسطے ہانکے لیے جاتے ہیں جعلنها لكم کر دیا ہم نے اُنہیں یعنی اُن کے ذبح کو تمہارے واسطے من شعائر اللہ دین الٰہی کے نشانوں میں سے اور بے شک ہم حنفی مذہب والوں کے تینوں امام یعنی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور اُن کے سب پیروؤں کا یہی مذہب ہے کہ (بدن) یعنی قربانی کے ڈیل دار جانور میں اونٹ اور گائے دونوں داخل ہیں انہیں اماموں کا مذہب ہندوستان کے تمام شہروں میں جاری ہے

اور یہاں انھیں کے مذہب پر فتوے و عمل ہوتا ہے ہدایہ درمختار قاضی خاں علمگیری وغیرہا مشہور کتابیں اسی مذہب کی ہیں درمختار مطبع ہاشمی صفحہ ۵۰۴ سطر ۱۱ میں ہے:

بدنۃ ھی الابل والبقرۃ سمیت بھا لضخامتھا۔	بدنہ اونٹ اور گائے ہے ان کے ڈیل دار ہونے کے سبب ان کا یہ نام ہوا۔

ہدایہ مطبع علوی جلد اول صفحہ ۱۵۳ میں ہے:

البدنۃ ھی الابل والبقر وقال الشافعی من الابل لنا ان البدنۃ تنبئ عن البدانۃ وھی الضخامۃ وقد اشترکا فی ھذا المعنی ولھذا یجزئ کل واحد منھما عن سبعۃ اھ ملخصاً۔	اونٹ اور گائے دونوں بدنہ ہیں اور شافعی نے کہا اونٹ ہماری دلیل یہ ہے کہ بدنہ ڈیل دار ہونے سے خبر دیتا ہے اور اس بات میں اونٹ اور گائے برابر ہیں اسی لیے وہ دونوں سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کرتے ہیں۔

فتاوی علمگیری مطبع احمدی جلد اول صہ ۹۴ میں ہے:

البدن من الابل والبقر۔	بدنہ اُونٹ اور گائے دونوں سے ہے۔

اور یہ مضمون حدیث سے بھی ثابت ہے کہ عنقریب مذکور ہوگی۔

۲ ——— اللہ تعالیٰ اسی رکوع کے شروع میں فرماتا ہے:

ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام۔	اور ہر گروہ کے لیے ہم نے مقرر کر دی قربانی کہ اللہ کا نام لیں چوپاؤں کے ذبح پر جو اللہ نے اُنھیں دیے۔

یہاں فرمایا کہ چوپاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قربانی کے لیے بنایا ہے اور آٹھویں پارہ چھٹی سورت سورۂ انعام کے سترھویں رکوع میں چوپاؤں کی تفصیل یہ بیان فرمائی:

ثمنیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین (الی	چوپائے آٹھ نر و ماده ہیں بھیڑ سے دو اور بکری سے دو اور اونٹ سے دو

قولہ تعالیٰ) ومن الابل اثنین	اور گائے سے دو تو کہہ کیا اللہ نے دونوں
ومن البقر اثنین قل ءالذکرین	نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ
حرم ام الانثیین اما اشتملت	جسے اپنے پیٹ میں رکھا۔ دونوں مادہ
علیہ ارحام الانثیین۔	نے۔

ان آیتوں سے صاف معلوم ہوا کہ اُونٹ گائے بکری بھیڑ سب کی قربانی اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے اسی لیے تفسیر مذکور فرمانشی منشی نولکشور کی جلد مسطور صفحہ ۸، سطر ۱۱ و ۱۲ میں چوپاؤں پر اللہ کا نام لینے کی تفسیر میں لکھا بے زبان چار پاؤں میں سے یعنی اونٹ گائے بکرا اس سے قربانی مراد ہے کہ خدا کے نام پر ذبح کریں اور پچھلی آیت سے یہ بھی کھل گیا کہ گائے بیل بچھیا بچھڑا سب کا کھانا حلال ہے جس کی علت خود قرآن شریف میں صراحۃً مذکور ہے۔

۳ ——— اللہ تعالیٰ پہلے پارہ دوسری سورت سورۂ بقرہ کے آٹھویں رکوع میں فرماتا ہے:

واذ قال موسیٰ لقومہ ان اللہ	اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے بیشک
یامرکم ان تذبحوا بقرۃ۔	اللہ تمھیں حکم فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

اور ساتویں پارہ چھٹی سورت سورۂ انعام کے دسویں رکوع میں موسیٰ و ہارون وغیرہما انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر کر کے مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

اولئک الذین ھدی اللہ	یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ٹھیک راستے
فبھدٰھم اقتدہ۔	چلایا تو تُو انھیں کی راہ چل۔

اِس آیت سے معلوم ہُوا کہ اگلے انبیاء کی شریعت میں جو کچھ تھا وہی ہمارے لیے بھی ہے جب تک ہماری شریعت اُسے منسوخ نہ فرما دے تو گائے قربانی کرنے کی ہمیں اجازت یوں بھی ثابت ہُوئی اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گائے کا ذبح کیا جانا آج کا نہیں بلکہ اگلی شریعتوں سے چلا آتا ہے تفسیر مذکور فرمانشی نولکشور جلد اول کے صفحہ ۱۷ سطر اخیر و صفحہ ۱۸ سطر اول میں اس حکم الٰہی ذبح گاؤ کی حکمت یُوں لکھی اُس کے ذبح کرنے میں نکتہ یہ تھا کہ گوسالہ پرستوں کی سرزنش ہو۔ اُنھیں دکھا دیا کہ جسے تم نے پُوجا وہ ذبح

کرنے کے قابل ہے عبادت اور مدح کے لائق نہیں۔

۴ ——— ان سب کے علاوہ اگر فرض کیجیے کہ قرآن مجید میں گائے اور قربانی کا نام تک نہ آیا ہوتا جب بھی گائے کی قربانی قرآن مجید سے بخوبی ثابت تھی قرآن مجید نے مذہب اسلام کی بنیاد صرف اُنھیں احکام پر نہیں رکھی جن کا خاص خاص بیان قرآن مجید میں آ چکا بلکہ خود قرآن مجید نے اپنے احکام اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات دونوں پر بنائے اسلام رکھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم عنہ فانتھوا۔	جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لو اور جس سے روکے اُس سے بچو۔

اور فرماتا ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔	جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور فرماتا ہے:

وما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔	یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا وہ تو صرف خدا کا حکم ہے جو اُسے بھیجا جاتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود گائے قربانی کی اور مسلمانوں کو ایک ایک گائے کی قربانی میں سات سات آدمیوں کے شریک ہونے کا حکم فرمایا مذہب اسلام میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی چھ کتابیں سب سے زیادہ مشہور ہیں جنھیں صحاح ستہ کہتے ہیں اِن سب کتابوں میں یہ مضمون صراحۃً موجود ہے صحیح بخاری شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے فرمایا:

ضحی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن نسائہ بالبقر۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان نشترك فی الابل والبقر کل سبعة منا فی بدنة۔	ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اونٹ اور گائے ہر بدنہ میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔

صحیح مسلم شریف میں اُنھیں سے روایت ہے:

اشترکنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الحج والعمرة کل سبعة منا فی بدنة فقال رجل لجابر ایشترك فی البقر ما یشترك فی الجزور فقال ما هی الا من البدن۔	حج وعمرہ میں ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ایک ایک ڈیل دار جانور میں سات سات آدمی شریک ہوئے کسی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا گائے کی قربانی میں بھی اُتنے ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں جتنے اونٹ میں فرمایا گائے بھی بدنہ ہی میں داخل ہے۔

ترمذی ونسائی وابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحضر الاضحی فذبحنا البقرة عن سبعة۔	ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ بقر عید آئی تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

سبحٰن اللہ جو کام خود ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور ہمیں اُس کا حکم دیا اُسے مذہب اسلام کے خلاف جاننا یا مذہب اسلام میں اُس کی اجازت و ہدایت نہ ماننا کیسی کھلی ہٹ دھرمی ہے۔

۵ ——— اس بیان میں ایک بڑی ناانصافی یہ ہے کہ ہماری تو صرف کتاب

آسمانی سے ثبوت چاہا جو ہم روشن طور پر ادا کر چکے اور اپنے لیے شاستر کا دامن پکڑا وید کا نام کیوں نہ لیا جسے اپنے نزدیک کتاب آسمانی بتاتے ہیں اگر سچتے ہیں تو اب اپنے وید سے قربانی گاؤ کی ممانعت ثابت کریں اور شاستر پر بنائے مذہب رکھتے ہیں تو ہماری بھی کتب فقہ کو بنائے مذہب جانیں ہدایہ درمختار قاضی خاں علمگیری وغیرہا ہزار دس ہزار کتابیں جو چاہیں دیکھ لیں جس میں قربانی کا باب مذکور ہے اُن سب میں قربانی گاؤ نہایت صریح طور پر مسطور ہے تو اُسے خلافِ مذہب بتانا صریح دھوکا دینا ہے۔

۶ ——— یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس بیان ہنود نے خوب ثابت کر دیا کہ مورتی پوجن اور بتوں کے آگے گھنٹا بجانا سنکھ پھونکنا مہادیو پر پانی ٹپکانا ہولی دوالی وغیرہ وغیرہ صدہا باتیں کہ ہنود نے اپنی مذہبی ٹھہرا رکھی ہیں جن کا ذکر اُن کے وید میں نہیں سب اُن کے خلاف مذہب ہیں کہ جس کتاب پر بنیاد مذہب ہنود ہے اُن کا پتا نہیں دیتی پچھلے ہنود نے محض براہ حیلہ اُنھیں مذہبی بنا رکھا ہے۔

۷ ——— سب سے زائد یہ ہے کہ وید جس پر مذہب ہنود کی بنیاد ہے خود صاف صاف قربانی گاؤ کی اجازت دے رہا ہے اخبار پانیر صفحہ ۷ کالم ۴ مطبوعہ ۱۰ اپریل ۱۸۹۴ء میں ایک مضمون چھپا ہے کہ ہندوستان قدیم میں گائے کی قربانی اُس میں وید سے نقل کیا اے اگنی یہ پاک نذر صدق دل سے راگ کی صورت میں تیرے حضور پیش کرتے ہیں اور تمنا ہے کہ یہ سانڈ اور گھنیاں تجھے پسند آویں رگ وید ۶ : ۱۶ - ۴۷ ہیں تہ دل سے سوما کا عرق پینے والی اگنی خالق کی جیسے گھوڑے اور سانڈ اور بیل اور گھنیاں اور منت کے مینڈھے چڑھائے جاتے ہیں ستائش کروں گا رگ ۱۰ : ۹۱ - ۱۴ - اسی اخبار میں بہر ہمتہ پران اور اور ستیارتھ پرکاش اور ترہتا جلد ۲ باب ۸ اور منو کی سمرتی ۵ : ۴۱ وغیرہا کتب مذہب ہنود سے ہندوؤں کا گائیں ذبح کرنا بخوبی ثابت کیا ہے۔ اسی طرح یہ امر مہابھارت وغیرہ سے بھی ثابت فیصلہ ہائی کورٹ مقدمہ قربانی نمبری ۶۸۷ میں تاریخ ہنود زمانہ پیشین سے حکام ہائی کورٹ نے ثابت کیا ہے کہ اگلے ہندو اپنی دینی رسوم میں گئو میدھ یعنی گائے کی قربانی کیا کرتے تھے اور متقدمین حکمائے ہنود نے اس کی تاکید کی تھی ثابت ہوا کہ ہنود

لہ بقول آریہ

اپنے وید اور مذہبی کتابوں اور اگلے پیشواؤں سب کے خلاف بچلہ مذہب صرف بغرض دکھانے مسلمانوں کے جن کے مذہب میں قربانی گاؤ کی صاف صریح اجازت ہے امر مذہبی میں مزاحمت بیجا خلاف استحقاق کرنا چاہتے ہیں جس کا عقلاً عرفاً قانوناً کسی طرح اُنھیں اختیار نہیں واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان

مسئلہ از مسلم لیگ ضلع بریلی مرسلہ سید عبدالودود جائنٹ سکرٹری لیگ مذکور جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

نحمدہ ونصلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کل ہنود کی طرف سے نہایت سخت کوشش اس امر کی ہو رہی ہے کہ ہندوستان سے گاؤکشی کی رسم موقوف کرادی جائے اور اس غرض سے اُنھوں نے ایک بہت بڑی عرضداشت گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لیے تیار کی ہے جس پر کروروں باشندگان ہندوستان کے دستخط کرائے جارہے ہیں بعض ناعاقبت اندیش مسلمان بھی اس عرضداشت پر ہندوؤں کے کہنے سننے سے دستخط کر رہے ہیں ایسے مسلمانوں کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے اور اس مذہبی رسم کے جو شعائر اسلام میں سے ہے بند کرانے میں مدد دینے والے گنہگار اور عنداللہ مواخذہ دار ہیں یا نہیں۔ بینوا الجواب بالتفصیل واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل۔

الجواب

گائے کی قربانی شعائر اسلام سے ہے قال تعالیٰ:

والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ۔	اور اونٹ گائے بیل ہم نے اُن کو کیا تمھارے لیے اللہ کی نشانیوں سے

مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ اس معاملہ کے انسداد میں شرکت ناجائز و

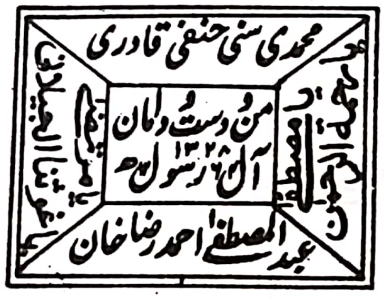
حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبید النبی نواب مرزا
عفی عنہ بجاہ المصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



فی الواقع گاؤکشی ہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے جس کا حکم ہماری پاک مبارک کتاب کلام مجید رب الارباب میں متعدد جگہ موجود ہے اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی مضرت میں کوشش اور قانونی آزادی کی بندش نہ کرے گا مگر وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ



اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ ۔ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

شرائع من قبلنا اذا قصها الله تعالیٰ لنا ولم ینکر علیها شرائع لنا کما نص فی کتب الاصول زراعت کے بہانے سے ہنود ہماری مذہبی رسم میں نہ صرف دست اندازی بلکہ اُس کا پورا انسداد چاہتے ہیں اور طرفہ یہ کہ اُس پر مذہبی آزادی سے استناد کرتے ہیں کیا مذہبی آزادی کے یہ معنے ہیں کہ ایک فریق کے خیالات کو کامیاب کرنے کے لیے دُوسرے فریق کی دینی مذہبی رسوم بند کر دی جائیں ہندوستان میں روزانہ ہزاروں گائے ذبح ہوتی ہیں آج تک زراعت کو کون سا نقصان پہنچا جو آئندہ پہنچنے کی امید ہے قدرت کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کی مانگ زیادہ ہوتی ہے اُسے زیادہ پیدا فرماتی ہے گاؤکشی بند ہونے سے زراعت کو

تو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا سوا اس کے کہ کھیت میں پڑ کر طیار کھیت کو کھا جانے والے اب دشمن ہیں تو جب تنو ہوں گے ہاں گوشت کو نقصان عظیم پہنچے گا مسلمان اور عیسائی بلکہ ہنود کی بعض اقوام بھی طبعی طور پر غذائے گوشت کے عادی ہیں اُسے بند کر کے صرف دال ساگ پر اُنھیں قانع کرنا ضرور اُن کی عافیت میں خلل انداز ہوگا اور ہرگز ان کی صحت جسمانی ٹھیک نہیں رہ سکتی اور اُس کے سوا عام حاجتوں کو سخت نقصان پہنچے گا مثلاً جوتا ہے کیا ہنود اس کے محتاج نہیں کم لوگ ہیں کہ نری استر کا پہنتے ہوں اور جب ادھوڑی استر کا بند ہو جائے گا تو غرباء تو پہن ہی نہ سکیں گے اور امراء کے لیے چہار چند قیمت ہو جاتے گی اور اس کے علاوہ ہزاروں کام جن پر چمڑے کے کارخانوں کی بنا ہے اور لاکھوں روپے کی تجارت ہے اور ہزاروں آدمیوں کا رزق اور گورنمنٹ خزانے کے لیے لاکھوں کا محصول یہ سب امور یکسر بند ہو جائیں گے اور ملک کی رفاہ و آسائش میں عام انقلاب واقع ہوگا جس کا ضرر نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اقوام کو پہنچے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ذلك كذلك

مصطفےٰ رضا خان قادری ۱۳۲۸

آل الرحمٰن محمد عرف

ابوالبرکات محی الدین جیلانی

کتبہ ابوالعلا امجد علی الاعظمی

عفی عنہ بمحمد النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بیشمار اسلامی مسائل و مباحث پر مشتمل ایک نادر و وقیع مجموعہ

فقہ حنفی کا عظیم شاہکار

فتاویٰ رضویہ مترجم

فقیہ اسلام امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی

بریلوی قدس سرہٗ۔ وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء

خصوصیات فتاویٰ رضویہ مترجم

- عربی و فارسی عبارتوں کے اردو ترجمے
- حوالوں کی تخریج اور حسب ضرورت تحشیہ
- معیاری کتابت ــــ عمدہ کاغذ ــــ آفسیٹ طباعت ــــ عمدہ جلد

رضا فاؤنڈیشن لاہور کا تاریخی کارنامہ

مندرجہ بالا خصوصیات کے ساتھ فتاویٰ رضویہ اول، دوم، سوم کو آٹھ جلدوں میں مرتب کیا گیا ہے۔ یہ آٹھوں جلدیں شاندار طباعت، عمدہ جلد اور نفیس کاغذ کے ساتھ ہندوستان میں پہلی بار منظر عام پر آچکی ہیں ــــ قیمت مجلد آٹھ جلدیں ۱۷۰۰/

تاجران کتب کے لئے خصوصی رعایت

تقسیم کار

فاروقیہ بکڈپو۔ ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶


الحمد لله رب العالمين
وسلام على عباده الذين اصطفى

فروغِ اہلسنّت کیلئے امامِ اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشّان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا و وعظًا و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپکے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

An ISO : 9001 - 2000 Certified School

Rehbar Foundation's

AL-BARKAAT

Malik Muhammad Islam English School

Vinoba Bhave Nagar, Kurla (W), Mumbai - 70. • Tel.: (022) 2503 0069 / 2503 6310

Fax : 2503 1910 • Email : info@albarkaat.in • Website : www.albarkaat.in



RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

Scanned with OKEN Scanner